

جنون جاناں

از قلم : مہدی بانو

ایک اور خوبصورت صبح یورپ میں

وہ کسمسا کے اٹھی

ہیزل گرے انکھیں میں سرخی جھلک رہی تھی

سائیڈ ٹیبل سے اپنا چشمہ اٹھا کر اپنے

ہیزل گرے آنکھوں پر لگایا

اف اتنا وقت ہو گیا یا اللہ خیر

وہ ہڑبڑاتے ہوئے اٹھی اج اس کا لاسٹ پیپر تھا

اگر لیٹ ہو جاتی تو۔۔۔

اس کے اگے ہیزل آنکھوں والی کا سوچنا محال تھا

اللہ نہ کرے پاگل۔۔

چند منٹوں بعد

اپنی! یار کب سے اٹھ رہی۔۔

ہلکے سبز آنکھوں والے کے الفاظ

منہ میں ہی دم توڑ گے

جب اس نے اپنے اپنی کو

ایک ساتھ کئی کام کرتے دیکھا

جو شدید کوئی عام مخلوق نہیں کرتی

ہیزل آنکھوں والی دونوں

ہاتھ بک سمیٹ میں مشغول تھے

محترمہ کے منہ میں برش پکڑا ہوا تھا

لبے کمر تک اتے

سنہرے بال میں کنگھی الجھی ہوئی تھی

اور اس چشمہ جو بار بار چھوٹی ناک پر ڈھلک رہا تھا

اپ کی یہ حرکتیں کبھی نہیں چھوڑ سکتی

سبز آنکھوں والی نے نفی میں سر ہلایا

عابر بیٹا! نین اٹھ گئی ہیں کیا؟

نفسہ خان کی آواز گونجی

جی مام اپی اٹھ گئی ہیں

عابر نے بکس کو سمیٹ کر اپنے ہاتھ جھٹکے

اپی یار جلدی چلے نامام بلا رہی ہے

اس نے واش روم کا دروازہ کھٹکھٹایا

ارہی ہوں عابی یار جاو

اس نے فوراً استہفار کیا

اہہ جا رہی ہوں جا رہی ہوں

عابر بڑبڑائی تھی

ڈاننگ ٹیبل پر اس وقت ناشتہ کرنے کے لیے

سبھی افراد موجود تھے

ابراہیم خان اور نفیسہ خان

اور ان کی سب سے چھوٹی بیٹی عابر خان

اب صرف انتظار تھا تو ان کی بڑی بیٹی

نین ابراہیم خان کا

یہ ایک چھوٹے اور خوشحال فیملی تھی

ابراہیم خان کو یورپ میں سیٹل ہو کر

تقریباً 10 سال ہونے ائے تھے

وہ یورپ کی جانے مانے

بزنس مین میں سے ایک تھے

ان کی اولادوں میں صرف دو بیٹیاں تھیں

نین ابراہیم خان 20 سالہ

، ہیزل گرے انکھوں والی ، گھنی پلکے

چھوٹی سی ناک

گلابی پتلے سے چھوٹے ہونٹ

گھنے لمبے سنہرے بال ،

، پٹھانی نقش کی مالک

خود سری ، کانفیڈنٹ لڑکی تھی

اس کے برعکس

عابر ابراہیم خان 18 سالہ

، سبز آنکھوں والی، گھنی پلکے، تیکھی ناک

گلابی بھرے بھرے ہونٹ

کالے خوبصوت بال ،

پٹھانی نقش

شر میلی اور تھوڑی ڈرپوک قسم ،

دونوں بہنیں خوبصورت میں اپنی مثال اپ تھی

ان دونوں کی گوری دودھ یا رنگت جو ہمہ وقت

سردی کے موسم میں گلاب بھی رہتی تھی

ابھی عابر نین کو بلانے جاتی

اس سے قبل وہ اتی دکھائی دی

بلیک لوز جینز پر ، وائٹ فل نیک والی شرٹ

اس کے اوپر سردی سے بچنے کے لیے
بلیک ہی جیکٹ، کریم رنگ کا حجاب کئے
میک اپ سے پاک چہرہ لیے
سب کو سلام کر کے ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھی
نین تمہاری چھٹیوں کا کیا پلان ہے
ابراہیم خان نے استہفار کیا
ڈیڈ اب میں تو چھٹیاں سو کر گزاروں گی
نین بریڈ کا ٹکڑا منہ میں ٹھوس

کر بولنے کی ناکام کوشش کی

ماشاء اللہ بڑی نیک خیالات ہے آپ کے

نفسہ خان نے طنزیہ انداز میں کہا

اللہ کا کرم ہے مام کبھی برا نہیں مانا

اپنے ہاتھوں کو جھٹکتی میسنی مسکراہٹ لے بولی



ان سب کا پلان ریڈی ہو چکا تھا

سب پلان کے مطابق اپنی اپنی پوزیشن پر تھے

ایس کے تمام پولیس اہلکار کے ساتھ کھڑا

انہیں تمام ارڈرز دے رہا تھا

وہاں پر موجود گارڈ کو ss اور wk جبکہ

جہنم وصول کرنے میں لگے تھے

ویسے تو سبھی ویل ٹرین تھے مگر

سر پھرے چھوٹے خان اور چھوٹے شاہ کی بات الگ تھی

کیسی بندے کو مارنا انکے دایں ہاتھ کا کھیل تھا
ایکے نے اپنی بلیک لیڈر جیکٹ اتری اب اس وقت وہ
صرف بلیک پینٹ پر ہالف وائٹ شرٹ پہنے ہوئے تھا
جسے اس کے پھولے بازوؤں واضح ہو رہے تھے
جو اس بات کا اندیشہ کرتے تھے
کہ وہ جم کرنے کا پابند تھا
اس کے ہاتھوں میں ابھرتی ہری اور نیلی رگیں
کسی بھی لڑکی کا ایمان ڈگمگا سکتی تھی

اپنے چہرے پر ابھی ابھی ماسک لگائے ہوئے تھا
مگر اس کی گہری نیلی آنکھیں واضح ہو رہی تھی
پر نظر دوڑائی AS اپنے دائیں جانب کھڑے
وہ بھی اسی کی طرح جیکٹ ریمو کیے ہوئے تھا
مگر اس کی ٹی شرٹ بلیک رنگ کی تھی دونوں کے
مشابہ تھے دونوں کا کسرتی جسم، اور ان کی دودھیا رنگت و

چہرہ چھپائے ہوئے بھی بے تحاشہ

حسن کے دیوتا لگ رہے تھے سب کو تھم کا

اشارہ کرتے بلڈنگ کی طرف بڑھے دونوں کے پیچھے

گارڈ تھے اندر کی طرف بڑھنے سے پہلے ان کے آنکھوں پر

کالی رنگ کی پٹیاں بندھی گئی تھی

دونوں کو بازوؤں سے پکڑے

اپنے باس کے پاس لے کر جا رہے تھے

اپنی میٹنگ ہمیشہ خفیہ کمرے MK وہاں کا اصول تھا

میں رکھتا تھا اگر اس کے اپونٹ دشمن نکلے تو

کبھی اس بیسمنٹ کے بارے میں پتہ نالگے بیسمنٹ میں اور

بیسمنٹ کے چاروں طرف

وہ اپنے بندوں کے فوج رکھتا تھا اس سے ملنا یا اس

کی انفارمیشن نکالنا قدرے مشکل کام تھا

اس لیے کہ وہ ایک انڈر ورلڈ کا جانا مانا نام تھا

وہ اپنے دہشت چاروں طرف پھیلائے ہوئے تھے

اس کے مقابل ٹھہرنے کی کسی میں ہمت تک نہ تھی

مگر جب اسے پتہ چلا کہ اس کی دہشت بلیک ایگل

"اور وائٹ پینتھر کے سامنے کچھ" کمزور پڑھ رہی ہے

اس جملے نے مانو اس کے بدن میں اگ لگا دی تھی

وہ کیسے اپنے اتنے سالوں کی محنت یوں تباہ ہوتے

دیکھ سکتا تھا اور جب اسے پتہ چلا کہ بلیک ایگل

اور وائٹ پینتھر اس کے ساتھ ہاتھ ملانا

چاہتے ہیں تو اسے لگا اس سے اچھا موقع کیا ہوگا

اس نے سوچ رکھا تھا کہ وہ انہیں اپنے ساتھ شامل

کر کے اپنے نام کو اور مثبت کر سکتا ہے

اسی لیے ان دونوں کی افراسے بری نہ لگی

مگر کہتے ہیں مکافات عمل ایک ایسی چیز ہوتی ہے

جو شدید ہمارے سوچنے سے پہلے ہماری زندگی بدل دیتی ہے

چند گھڑیوں کی خوشیوں میں ہم یہ بھول جاتے ہیں

اگر اس کی ذات ہم سے خوش نہ ہو تو آج نہیں تو کل

ہمیں ہارنا ہی ہوتا ہے چاہے ساری دنیا کی دولت یا شہرت

ہمارے نام ہی کیوں نہ جائیں وہ بھی انہی میں سے ایک تھا

اپنے گھمنڈ اور غرور کے چلتے اس نے کبھی نہ جانا

کہ اس نے کتنوں کی زندگی تباہ کی تھی مگر آج اس ذات

کی پکڑ سختی اج وہ منہ کے بل گرنے والا تھا

دونوں کے آنکھوں سے پٹی ہٹا دی گئی

تھی سامنے کا منظر دیکھ ان کی آنکھوں میں خون اترتا تھا

ماتھے کے رگیں پھولی، سامنے محمود خان

مزے سے صوفے پر بیٹھا ہوا تھا

جبکہ اس کے دائیں اور بائیں جانب مشرقی لڑکیاں

بے ہودہ لباس میں بیٹھی ہوئی تھیں نہ ان کے بازوؤں پر

کپڑا تھا نہ ان کے ٹانگوں پر دونوں نے بروقت

اپنی نظریں نیچے کی وہ ایک بڑا سا روم تھا روم میں مہنگی
ترز کا فرنیچر تھا ایک کونے میں حرام مشروب کی بوتل ہیں
بڑے خوبصورت انداز میں سجی ہوئی تھی

چاروں طرف نظر دوڑانے سے باہر جانے کا راستہ
نہیں دکھ رہا تھا وہ شدید بھول بھلیاں کی طرح روم تھا
جو ایک بار اندر ا بھی جاتا ہے تب بھی
باہر نکلنا اس کے لیے ناممکن سا تھا

صوفہ سیٹ روم کے بیچو بیچ تھا دونوں کے چہرے

پر ابھی بھی ماسک تھا

ان کے چہرے کے تاثرات معلوم کرنا ناممکن کام سا تھا

محمد خان بڑے غور سے دونوں کا جائزہ لے رہا تھا

جیسا ان دونوں کے بارے میں سنا تھا

وہ دونوں بالکل اسی طرح تھے

وہ نشے میں لڑکھڑاتا ہوا ان کے سامنے کھڑا ہوا

ہم اپ کا کھلے دل سے استقبال کرتے ہیں محمد خان نے

کمینگی مسکراہٹ کے ساتھ دونوں کی طرف ہاتھ بڑھایا

جبکہ اس کے ہاتھ کو نظر انداز کرتے

صوفے پر اکتاہٹ کے ساتھ بیٹھے

ٹانگوں پر ٹانگیں ڈالیں

دائیں ہاتھ کو مٹھی کی شکل میں بھینچے

تھوڑی کے نیچے ٹکایا

بیزار کے بھری نظروں سے محمود خان کو دیکھ رہے تھے اپنے

بیل پر محمد خان کا چہرہ سرخ ہوا تھا اس نے اپنے ہاتھ کو مٹھ

کی شکل دے کر ہاتھ پہلو میں گرایا

اور اپنے چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ لے کر

ان کے چہروں پر نظر گاڑی

جھوٹی مسکراہٹوں سے مجھے

سخت نفرت ہے محمود خان

اپنی یہ مصنوعی مسکراہٹ اپنے پاس محفوظ رکھو

یہ نیلی آنکھیں اس کے شیطان چہرے پر ٹکائیں سرد لہجے میں

محمد خان کے چہرے کی مسکراہٹ پل میں غائب ہوئی تھی او

بھی اپنی تذلیل کرنے والے لوگوں سے خاصا نفرت ہے مجھ
نے بھی سرد لہجے میں کہاں
کا اشارہ ہاتھ نہ ملانے پر تھا مگر مجھے تذلیل کرنے میں مزہ
مومیت سے کہا اس کے جملے AS ہے سرمئی آنکھوں والے
پر محمود نے ضبط سے آنکھیں بند کر کے کھولیں
A جبکہ اس کے معصومیت سے کہنے پر گہری نیلی آنکھوں والے
نے اپنا قہقہہ بمشکل ضبط کیا

محمود کچھ کہتا اسے قبل اس کا سب سے خاص بندہ کامران
بھگتے ہوئے اس کے کان میں کہا سر یہ دونوں پہلے ہی سر
رے ہیں ہمیں بات بگاڑنی نہیں چاہیے اگر یہ کام کوئی کر سکتا
تو وہ یہ دونوں ہیں ہمیں انہیں برداشت کرنا ہوگا اس کے
اپ کی مرضی کامران خان کی بات بالکل درست تھی وہ ہار
میں سر ہلاتا دونوں کی طرف متوجہ ہوا

فھے اپنا مال برازیل کے ایک مقام پر پہنچانا اس کے لیے میں
ہیں منہ بولی قیمت دینے بھی تیار ہوں محمود خان نے کمینگی

مسکراہٹ سے کہا

مجھے قیمت نہیں بلکہ

تمہاری پوری سلطنت چاہیے

سر ممی آنکھوں والے نے تحمیل سے بات کی

تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی اتنی گھٹیا سوچ رکھنے کی

میں محمود خان پورے 20 سالوں سے

اس دنیا کا بے تاج بادشاہ مانا جاتا ہوں

اور تم مجھ سے میرے سلطنت چھیننے آئے ہو

تمہیں کیا لگا کہ میں ایسے ہی تمہیں

جانے دوں گا

محبوب خان نے دھاڑتے ہوئے کہا

کیا یار اب تو میرا ایک مذاق بھی نہیں سمجھ سکتے ہیں

سر مسی انکھوں والے نے اپنی گھنی پلکیں جھپکتے ہوئے کہاں

تمہارے گھٹیا مزاق اپنے پاس رکھو

محمود خان نے سرخی جھلکتیاں نکھوں سے کہا

یاد رکھیں کام آپ کو ہم سے ہیں ہمیں آپ سے نہیں

گہری نیلی آنکھوں والے نے سرد لہجے میں کہا

یک ہیں اب بتائیں کونسا مال ہیں جو آپ کو پہنچانے میں ہماری

ضرورت پیش آئی

وائٹ سینتھر نے تہجس پوچھا

لڑکیوں کو اسمگلنگ کرنا ہیں اسے پہلے میرا خاص آدمی

کام کرتا تھا مگر اس (گالی) (اے ایس پی صمد خان نے اسکا
وٹنٹر کر دیا اب مجھے کسی ایسے بندے کی تلاش تھی جو یہ کام
ن سے کر سکتا تھا اور مجھے تم دونوں کے علاوہ اس کام کے

کوئی خاص نہیں لگا

محمود خان نے طیش کے عالم میں کہا

کے لیے گالی سن ہاتھ کی مٹھی بھیجی تھی Sk جبکہ باہر ک

اور باقی سب نے مسکراہٹیں ضبط کی تھی

ٹھیک ہے تو ہمیں یہ ڈیل منظور ہیں

لڑکیوں کا ٹرک کہاں پر ہیں

بلیک ایگل نے جان چھڑانے والے انداز میں کہا

ٹھیک ہیں پانچ کروڑ اب اور پانچ کروڑ بعد میں کام ختم

کرنے کے بعد مل جائے گے محمود خان نے نشے میں چور

لہجے میں کہا

ہم ٹھیک

دونوں بھی اپنی جگہ سے اٹھے

لڑکیوں والا ٹرک بلڈنگ کی پچھلی سائیڈ پر ہیں

دود خان نے دائیں جانب بیٹھی لڑکی کو اپنے عقب میں گرا کر
ہوئے کہا

کیوں کی ss اور wk ساتھ میں sk صمد خان عرف
ف بڑھے دونوں چند لمحوں کے لیے ایک دوسرے سے باتیں
پر بندی واچ میں ریڈ سگنل Ak کرتے رہیں تبھی اچانک
ہوئی جو اس بات کا اندیشہ تھی لڑکیاں اب محفوظ ہاتھوں
ان کا پلان سکس فل ہو چکا تھا آخر کار وہ ایک اور شیطان
اس کی اصل جگہ پہنچانے والے تھے

مسی انکھیں اور گہری نیلی انکھیں ٹکرائی تھی دونوں مسکرا اٹھ

بلیک ایگل نے اپنے لمبے بوٹس سے

نوکیلی تیز دھار والی چاقو نکالی جبکہ وائٹ پینتھر نے

سینے پر دونوں ہاتھ باندھے تھے

بلیک ایگل لمبے لمبے ڈاگ بھرتا

محمود خان کے پاس پہنچتے

تیز دھار والی چاقو کو محمود خان کی دائیں آنکھ میں گھونپ دیا

دونوں لڑکیوں کے چپخیں اس خوفناک منظر کو دیکھ کر

رج پر تھی کمرے میں کھڑے محمود خان کے ادھیوں

اپنی ناظریں جھکالی تھی

اہہ!

محمود خان زمین پر پڑا

درد کے مارے تڑپ رہا تھا

آبان شاہ روک جاؤ

گہری نیلی آنکھوں والے نے سرمائی آنکھوں والے

آبان شاہ سے کہا

اگر وہ اسے بروقت نہ رکتا یہ خنجر اس وقت

محمود خان کے سینے میں ہوتا

ہاج خان اور شہزاد شاہ اس محمود خان کو ڈارک روم میں بند

کرنے کی ذمہ داری تم دونوں کی ہیں

Ak اپنے جیب سے فون نکالتے

پر حکم صادر کیا wk or ss نے

غصہ سے چاقو پھینکتا آبان شاہ طیش کے عالم میں باہر نکلا

بھی باہر نکلا Ak اسکے ساتھ

جسٹ ریلیکس آبان

اسنے کاندھے پر ہاتھ رکھتے کہا

ہہم

آبان شاہ نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا

صمد خان، وہاج اور شہزل کہاں پر ہیں اہل

تینوں بھی ادھورے کام نیٹانے

گے ہیں انکی فکر مت کرو

اہل ہاشم خان نے تحمیل سے کہا



منیزہ اپو

تین سالہ کاشف صمد خان شہادت کی انگلی

میں ڈالے کر سٹل گرے آنکھوں میں پانی لے

معصومیت سے لبریز آواز میں پکارا

پرپل رنگ کی آنکھیں ناول سے اٹھائیں

اسنے کاشف صمد خان کی طرف دیکھا

کاشف تم اتنی رات کو یہاں کیا کر رہے ہوں

وہ جلدی سے اٹھتی کاشف کی طرف بڑھتے

پیارا سے اسے گود میں اٹھا لیا

ڈیڈ ابھی تت نہی اے

(ڈیڈ ابھی تک نہیں آے)

کاشف نے روتے ہوئے کہا

منیزہ نے گھڑی میں نظر ڈالی

جو رات کے دو بجا رہی تھی

اپ کے ڈیڈ پولیس ہیں نہ اسلے

دیر ہو گئی ہوگی

آج واقع صمد خان کو دیر ہو گئی تھی

می آپ تے پاست تو داو

تلخ تو تو دا یا مودے در لگت رہا تھا

اسلے مس آپ تے پاست آگیاں

میں آپ کے پاس سو جاؤ

طلحہ تو سو گیا مگر مجھے ڈر لگ رہا تھا

(اسلے میں آپ کے پاس آگیا

نہیں ہم آپ کے روم میں چل کر

سوتے ہیں وہاں آپ کے طلحہ بھائی

بھی تو ہے نا

منیزہ اس کے انسوانگلیوں کی پوروں سے

صاف کر کے پھولے گال کو چومتے ہوئے

بہلانے والے انداز میں کہا

تیتے) ٹھیک (ہیں

کاشف ہاں میں سر ہلاتا

منیزہ کے کاندھے پر سر رکھ گیا

منیزہ نے اپنے فون پر صمد خان کو

کال کرتے ہوئے کاشف کے روم کی طرف بڑھائے

صمد خان کا فون مسلسل

اؤٹ اف نیٹ ورک بتا رہا تھا

اس نے کاشف کو بیڈ پر لٹا دیا

اور خود اس کے ایسے بازوں لیٹے

اسے ہلکا ہلکا تھپک رہی تھی

کاشف کو سلاتے سلاتے کبھی اس کی آنکھ لگ گئی

اسے پتہ نہ چلا



محمود خان کو اپنے خفیہ ٹچر روم میں

بند کر کے

وہ پانچوں نفوس اپنی اپنی حویلی کی طرف

بڑھے

ابان شاہ اور شہزل شاہ

دونوں شاہ حویلی کے راستے پر روانہ تھے

جبکہ

اہل خان، صمد خان، اور وہاج خان

تینوں خان حویلی کی طرف بڑھے

وہاج جمائیاں روکتا اپنے

کمرے کی جانب بڑھا

اہل اور صمد خان بھی

تھکن زدہ انداز میں

کمروں کی جانب بڑھے



صمد خان نے کمرے کا دروازہ کھولا

کمرہ پوری تاریکیوں میں ڈوبا ہوا تھا

اسے یہ اندازہ لگانا مشکل تھا

کہ بیڈ پر موجود کتنے نفوس ہیں

صمد خان کو روم میں

کسی کی موجودگی کا

احساس ہوا مگر

وہ سر جھڑکتا

الماری سے بلیک ٹراؤز لے

بنا کوئی اواز کیے واش روم میں جا کر بند ہو گیا

چند منٹوں بعد

شاہر لے کر باہر آیا

بلیک ٹراؤز پہنے شرٹ لیس تھا

جس سے اس کا کثرتی سینہ واضح ہو رہا تھا

قد چھ فٹ سے نکلتا، دودھیا رنگت

کر سٹل گرے انکھیں جن پر گھنی کالی پلکیں

جو ہما وقت سجدہ ریز رہتی تھی

مغرور ناک، چہرے پر ہلکی بریڈ

گھنی مونچھوں تلے انابی ہونٹ وہ اور کوئی نہیں بلکہ

سالہ اے ایس پی صد خان تھا 30

اپنے بال خشک کرتا وہ الجت میں

بیڈ کی جانب بڑھارات کے تین بج رہے تھے

سے صبح جلدی جانا تھا وہ بیڈ کے ایک کونے میں نیم دراز ہو گ

انکھوں پر اپنا دایاں بازو رکھتے ہیں

سرخی چھلکتی کر سٹل گرے انکھیں بند کی

اپنی گردن پر کچھ رینگتا محسوس کر

اس نے پٹ سے اپنی انکھیں کھولی

اپنی عقب میں دیکھا

لیمپ کی ہلکی روشنی میں اس نے اس وجود پر نظر ڈالی

اسکی آنکھیں حیرت سے پھیلیوہ منیزہ تھی

اسکی گردن میں چہرہ چھپائے خواب خرگوش کے مزے لے
تھیں اس کے لب اپنی گردن پہ محسوس کر صمد خان سانس لیں
بھول گیا تھا اس کا دل تیزی سے دھڑکا
وہ یہاں کیسے ائی؟
اس کے لب بڑبڑایا تھا
ہوش کی دنیا میں اتنا اس نے جھٹکے سے
منیزہ کو اپنے آپ سے دور کرتے بیڈ
سے نیچے اترا

منیزہ ویک اپ

صد خان نے اسے اٹھانے کے بھرپور کوشش کی

مگر جیسے محترمہ تو گھوڑے بیچ کر

سورہی تھی

وہ تھوڑا سا کسمپاتی دوبارہ پھر سو جاتی

اسے ایسے ہی سوتا چھوڑ وہ گیسٹ روم

کی جانب رواں ہوا

یہ تو اچھا تھا کہ اسے بروقت منیزہ کو دیکھ لیا

ورنہ آغا خان نے کی پس ٹول کی گولیاں اسکے سینہ

میں پیوست ہوتی

پاگل لڑکی

صمد خان بڑبڑاتا آگے بڑھا



ایک نئی اور خوبصورت صبح کا

آغاز یہ خان حویلی کا منظر تھا

جو کئی ایکڑ پر پھیلی ہوئی تھی

اینٹرنس ڈور اوپن کرنے پر

بڑا سا ہال جہاں پر درمیان میں

صوفہ سیٹ رکا ہوا تھا جبکہ

بائیں جانب ڈائنگ ٹیبل رکھا ہوا تھا

وہ حویلی دو فلور اور ایک

خوبصورت ٹیرس پر مشتمل تھی

گراؤنڈ فلور پر گھر کے

بڑے افراد کے کمرے تھے جبکہ

چھوٹوں کے کمرے اوپر کی

جانب سے دائیں جانب مردان خانہ

تھا جبکہ بائیں جانب لیڈیز کے لیے

کمرے تھے اور اگر کوئی مہمان

اتا تو حویلی کے بیک سائیڈ پر

گیسٹ روم تھے حویلی کا

سارا فرنیچر لگزریس تھا سب

کے کمرے نفاست سے سیٹ

کیے ہوئے تھے وہ جدید خوبصورت

اور شاندار حویلی کسی کا بھی

ڈریم پیلس ہو سکتی تھی وہ

حویلی کس سے فیریٹیل کی کہانیوں کی طرح تھی



آپ تو ہم سے محبت کرتے تھے سائیں

آپ کو خدا کا واسطہ ہمارے ساتھ یہ ظلم نہ کریں

ہم آپ کے بغیر مر جائیں گے

وہ بے بسی سے رو پڑی تھی

کوئی بھی کسی کے نہ ملنے پر نہیں مرتا

آپ سے محبت تھی مگر میں تو ان سے عشق کرتا ہوں

مجھے جانا ہوگا

اسکا ہاتھ ہوا میں تحلیل ہوتا

دیکھا ہر طرف دھند چاہنے لگا تھا

اسکی سسکیاں، رونا، بے بسی

وہ اپنے آپ کو موت کے آخری مراحل میں پارہی تھی

تبھی اسکے جسم کو ایک جھٹکا سا لگا

اس کا وجود پسینے سے بھیگا ہوا تھا

رونے کی آواز پر اس نے اپنے

دائیں جانب دیکھا وہ کاشف تھا

اس نے کمرے میں نظر دوڑائے وہ

اس کا کمرہ نہیں تھا کاشف

کو جلدی اٹھاتے ہیں اپنے

سینے سے لگایا اس کا دماغ

ابھی بھی سینے میں ڈوبا ہوا تھا

یا اللہ کتنا برا سپنا تھا وہ بڑرائی تھی

ایک سیکنڈ میں تو صمد لالہ کے

کمرے میں ہوں اگر کسی نے دیکھ لیا تو

وہ جلدی سے اٹھی تھی روتے ہوئے

کاشف اور طلحا کو اٹھاتے اپنی کمرے کی جانب بھاگی

ابھی فجر کی ازاں ہونے میں وقت تھا

اپنے کمرے میں اتے ہیں اس نے

دونوں کو بیڈ پر لٹا دیا تھوڑی

دیر انہیں تھپک کر سلایا دونوں

کو سوتا چھوڑ واش روم کی جانب

بڑی اس کی پرپل آنکھیں سرخی

جھلک رہی تھی وہ رات میں

دیر سے سوئی تھی اس وجہ

سے اسے نیند بھی غالب تھی

مگر واش روم میں جا کے شاور لینے کے

بعد وہ سونے کا ارادہ ترک کر چکی تھی

اگر اب سو جاتے تو یقیناً اس کے فجر قضا ہو جاتی

ہلکے اسمانی رنگ کے فرائ

پر ہم رنگ دوپٹہ گلے میں

ڈالیں بالوں کو ہیڈ رائٹ سے

سکھا کر پونی کی شکل دی ہے

چہرے پر کریم لگائیں

ہلکی لپ گلاس اپنے گلابی ہونٹوں

پر لگا کر آنکھوں میں ہلکی کاجل

کی لکیر کھینچ کر وہ بیڈ

جانب بڑی جہاں پر کاشف

اور طلحہ خواب خرگوش

کے مزے لے رہے تھے فجر کی

اذان کی آواز سنائی دی وہ دوپٹے

کو حجاب کی شکل میں لیٹے

جائے نماز پر کھڑی ہو گئی نماز ادا

کرنے کے بعد اس نے دعا کے لیے ہاتھ

اٹھائے اس کے دماغ میں پھر سے وہ سپنا دکھائی دیا

یا اللہ میرے لیے بہتر کارساز کرنے

والا تو ہے میں نہیں جانتی اس

سپنے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے

مگر میں اپ سے دعا کرتی ہوں کہ

ہم دونوں کو ایک دوسرے

کا محرم بنا دیں ان کا ساتھ

میرے لیے ہمیشہ بنائے رکھنا

ہمارے خاندانوں کو نظر بد سے بچائے رکھنا

وہ روتے ہوئے التجائی کرنے لگی تھی

اسے پتہ تھا کہ وہ ابرار چوہدری

کے نام سے بچپن سے منسلک ہے

اور اگلا جمعہ ہے ان دونوں

کا نکاح تھا اور چوہدری خاندان

اور خان کے بیچ کی دشمنی بھی
دونوں کے نکاح سے دوستی میں
بدل جانی تھی وہ ابرار چوہری
سے محبت کرتی تھی جو اس
کا محرم بننے والا تھا اس زیادہ
خوشی کی بات اور کیا ہو سکتی تھی
منیزہ نے چہرے پر ہاتھ پھیرا ابھی
وہ جائے نماز سے اٹھی ہی تھی

کہ دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز پر
متوجہ ہوئی دروازہ کھول کر سامنے دیکھا
سیاہ شلوار قمیض میں اپنے
گرد سیاہ شال ہی لپٹے بال ماتھے
پر بکھرے ہوئے تھے کر سٹل انکھیں
میں ہلکی ہلکی سرخی تھی انا بی
لب اپس میں پیوست تھے سردی
کے موسم کی وجہ سے اس کا

چہرہ سرخ ہو رہا تھا پٹھانی

خوبصورت نقش وہ کسی کو بھی

اپنے سحر میں جکڑنے کی طاقت رکھتا تھا

السلام علیکم

اف اس کی بھاری اور گھمبیر آواز

جو اسکی پرسنیلٹی پر قیامت ڈھاتی تھی

وعلیکم السلام جی کچھ کام تھا

منیزے نے چوکتے ہوئے کہا

کیا میں کاشف اور طلحہ کو لے کر جا سکتا ہوں

اس نے سیدھا دو ٹوک انداز میں بات کی

جی خان اپ لے کر جا سکتے ہیں

وہ رات میں کاشف رو رہا تھا اس

لیے میں اسے اپ کے کمرے میں

چھوڑنے گئی تھی مگر وہاں پہ میری

انکھ لگ گئی اس لیے میں۔۔

ابھی وہ بات جاری رکھتی اس سے

پہلے ہی صمد خان نے کہا
اپ مام کو بھی بلا سکتی تھی
خیر اگر اسندہ سے ضد کریں تو
انہیں مام کے پاس چھوڑ دیجئے گا
اور یاد رہے اپ اسندہ سے میرے کمرے
کی طرف نہیں جائیں گے
اس نے سرد لہجے میں کہا
جی میں اپ کی بات کو سمجھ سکتی ہوں

منیزہ نے منہ کے زاوے بگاڑتے ہوئے

کہا یہ تو اچھا تھا کہ اس کی پشت

منیزے کی طرف تھی وہ اسے ویسے

بھی نہیں پسند تھا اس گھر کے

سارے مرد حضرات کافی زیادہ

سویٹ اور فنی ٹائپ کے تھے اور

وہ تھا جس میں نہ جانے اکڑ کس

بات کی تھی یہاں تک کہ گھر کے

سب سے زیادہ اکڑ و انسان

اہل لالا بھی اسے اچھی بات کرتے

تھے نہ جانے ان کے خاندان کا تھا یا نہیں

اس کی پشت کو دیکھتے نہ جانے

وہ کیا کیا بڑبڑا رہی تھی

کاشف اور طلحا کو دونوں بازوں

میں اٹھا تھا وہ کمرے سے باہر چلا گیا

نہ جانے ان کی بیوی کیسے جھپیتی تھی انہیں

ویسے انکی بیوی مری کیسے یقینا

انہوں نے ہی طنز کر کر کے مار دیا ہوگا

یا اللہ میں کیا کیا بولے جا رہی ہوں

معاف کرنا معاف کرنا

اپنے کانوں کو پکڑے اوپر کی طرف دیکھا

یہ بھی ایک پہلی کی طرح تھی کی

صمد خان کی بیوی اخر انتقال

کس طرح ہوا تھا یہ صرف گھر

کے بڑے افراد جانتے تھے گھر کے

چھوٹوں کو اس بات کا علم تک نہ تھا



ڈاننگ ٹیبل پر ناشتے کے لیے سبھی

خان حویلی کے افراد موجود تھے

سربراہ کرسی پر اغا جان (عظیم خان)

دائیں جانب ان کے بڑے بیٹے

ہاشم خان اور ان کے بازو ان کی بیوی امیمہ خان

ہاشم خان اور امیمہ خان کے صرف دو بیٹے تھے

اہل ہاشم خان اور وہاج خان جو

پہلے ہی ناشتہ کر کے جا چکے تھے

جبکہ اغا جان کے بائیں جانب ان کا

دوسرا بیٹا زکوان خان اور ان کی بیوی طہورہ خان

ان کا صرف ایک ہی بیٹا تھا صمد خان

جو اس وقت سنجیدگی سے ناشتہ

کرنے میں مصروف تھا اور صمد خان

کے دونوں جڑوا بیٹے طہورہ خان

کے پاس بیٹھے ہوئے تھے

اغا جان کی تیسری اولاد بیٹی مریم خان تھی

جن کی شادی ان کے سب سے

خاص دوست اکرم چوہدری

کے بڑے بیٹے جن کے پیدائش

امریکہ میں ہوئی تھی بلال چوہدری

سے کرائی گئی ان دونوں کی دو بیٹیاں تھیں

منیزہ چوہدری اور لیل چوہدری
لیل کی پیدائش کے وقت ہی بلال
کا ایک کار ایکسیڈنٹ میں
انتقال ہو گیا تھا وہ رہنا تو اپنے
سسرال میں چاہتی تھی مگر کچھ
بختوں کے چلتے چوہدری اور
خان ایک دوسرے کے کٹر دشمن
بن گئے تھے جن کی پہلے دوستی

کے مثالیں دی جاتی تھی اب
دشمنیوں کے دی جا رہی تھی
اس وجوہات پر چلتے ہیں انہیں
اپنے سسرال سے بے دخل کر
دیا گیا تھا اس لیے وہ اپنے بابا
کے گھر دونوں بیٹیوں کو لے
کر اگئی مگر منیزہ کی بچپن
میں ہی بلال کے کے چھوٹے بھائی

علی چوہدری کے بڑے بیٹے

ابرار چوہدری سے بات پکی

کر دی گئی تھی مریم تو اس

رشتے سے انکاری تھی مگر

خاندانوں کے دشمنی مٹانے

کے لیے انہیں اپنے بیٹ کا نکاح

ابرار سے کروانے کے لیے حامی بھرنی پڑی تھی

اور عظیم کے سب سے چھوٹے

بیٹے ابراہیم خان جو اس
وقت یورپ میں سیٹل تھے انہیں
یہاں سے گئے ہوئے دس سال
ہونے ائے تھے وہ گھر سے رابطہ
فون پر رکھتے تھے مگر کبھی
انہوں نے یہاں آنے کے غلطی
نہیں تھی جس انسان کو سب
سے زیادہ نقصان ہوا تھا اور

کوئی نہیں بلکہ ابراہیم خان

تھے انہوں نے جانے کا کئی

بار پلان تو بنایا تھا مگر نین خان

کی ضد پر وہ ہمیشہ اپنے

گھٹنے ٹیک دیتے تھے وہ جانتے تھے

کہ ان کی بیٹی کے لیے وہ ملک نائٹ میر کے طرح تھا



منیزہ جاؤ اور لیل کو لے کر آؤ

ابھی وہ کھیر کو فرج میں رکھتی اپنے امی کی آواز پر پلٹی

جی

وہ اوپر کی جانب بڑھی تھی

کوئی بات نہیں

اسنے عقیدت سے منیزہ کے

سر پر ہاتھ رکھتا

باہر کی جانب بڑا



دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز پر
آنکھوں والی (Amber) امبر
جھنجھلاتے ہوئے اٹھتی
دروازے کی طرف بڑھی تھی
دروازہ کھول کر دیکھ
منیزہ کمر پر ہاتھ رکھے

پرپل انکھیں اپنی چھوٹی بہن

پر گاڑھے ہوئے تھی

وہ پٹھانی نقش + ویسٹرن نقش کی مالک تھی

میں پوچھ سکتی ہو لیل اب تک

سونے کی وجہ ؟

ناشتے کی ٹیبل پر گھر کے افراد

اکٹھے تھے مگر ایک وہ تھی جو

سونے کے مشغلہ سے فارغ نہیں

ہوئی تھی

منیزہ نے سامنے کھڑی اپنی

بہن پر نظر دوڑائی

جو منہ پر ہاتھ رکھیں جمائی روکنے کی

کوشش کر رہی تھی

جو اپ رات کو کرتی ہیں

میں بھی وہی کرتی ہوں

لیل نے روم کے اندر اتے ہوئے کہا

میں پوچھ سکتی ہوں کہ
میں رات کو کیا کرتی ہوں
منیزہ قدر حیرانی سے کہاں
سلار سکندر ، جہان سکندر
ہاشم کردار ، عمر جہانگیر
عمر حیات ، اور ----

ابھی لیل سارے ناول کرداروں کے نام لیتی
اس سے قبل منیزہ بول پڑی

تو تمہیں رات بھر پڑھنے کی کیا ضرورت تھی
منیزے نے انکھیں گھماتے ہوئے کہا
یار جب بھی بند کرتی ہوں
کوئی نیا ٹوسٹ اجاتا ہے
اور اس کو پڑھنے کے چکر میں رات گزر جاتی ہے
اب اس میں میری تھوڑی نا غلطی ہیں
اس نے بھی جواباً انکھیں گھماتے ہوئے کہا
سدھر جاؤ تم لیل ورنہ

مام سے کہہ کر تمہاری پٹائی کروا دوں گی

اس کے کالے لمبے گھنے بالوں

کو برش سے سلجھا کر

پونی ٹیل بناتے ہیں وہ کہاں

اچھا اپ یہ سب چھوڑیں

اور میرے ہونے والے جیجو کے بارے میں بتائیں

حال تو دریافت ہو رہا ہے نا

ابرار چوہدری کے ذکر پر

منیزہ کا چہرہ پل میں سرخ ہوا تھا

اے ہائے کیا بات ہے

ابھی شوہر بنے بھی نہیں اور

شرمایا جا رہا ہے

منیزہ کو بلش کر کے دیکھ

ٹھہر کی والے انداز میں کہا

چپ کر جاو لیل

اپنے جذبات کو چھپاتی

انکھیں دکھاتے ہوئے سے کہا

جاؤ جا کر جلدی فریش ہو کر او

اسے واش روم میں بھیج کر

وہ بیڈ پر بیٹھی تھی

اپنے فون پر نظر دوڑائیں

جہاں پر ابرار چوہدری کے کئی سارے

میسجز تھے

(گڈ مارننگ)

مام کہہ رہی تھی کہ)

نکاح کے ڈریس کے لیے

(میں اپ کو ساتھ لے کر جاؤں

(کیا کہتی ہیں پھر آ جاؤں لینے (وغیرہ وغیرہ۔۔

اف اللہ! کتنی ٹھہر کی ہے یہ

منیزہ کا چہرہ سرخ ہوا تھا

اس کے باتیں یاد کرتے ہوئے

اس کا چہرہ سرخ ہو جاتا تھا

اور اس کے ساتھ شادی کی شاپنگ پہ جانا

نہ وہ کبھی نہیں سوچ سکتی تھی

وہ بے شک ایک خود اعتماد لڑکی تھی

مگر ہمیشہ اس کے سامنے بے بس ہوتی تھی

تبھی واش روم کا دروازہ کھلا

لیل بلال چوہدری

، سالہ ، یونی سٹوڈنٹ 19

گھنے کالے سیاہ بال جو کمر سے نیچے تک اتے تھے

میڈیم سائز گلابی ہونٹ، چھوٹی سی ناک

بھرے بھرے گال، اس کی دودھیارنگت

سادہ سی یلو فرائک پہنے سر پر

ہم رنگ ڈوپٹہ لیے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی

وہ ایسے لے نیچے آئی



رات کی سیاہی جنگل میں چاروں
اور پھیلی ہوئی تھی خوبصورت درخت
بھی اس سیاہی میں خوفناک لگ
رہے تھے مگر وہ ایسے چل رہا تھا

جیسے وہ ان سب کا عادی ہو

سگریٹ کے گہرے گش لیتے

وہ اگے کی جانب بے پرواہ سا بڑھ

رہا تھا اپنے مطلوبہ جگہ پر

پہنچ کر اس نے زمین سے مٹی ہٹائیں

وہ اندر کی جانب کھلتا گیا

وہ دھیرے سے بیسمنٹ میں اترا

کسی کے خوفناک درد سے بھرے

چنچیں اس کے کانوں میں ٹکرائے

یہ چنچے سن اس کے چہرے پر

شیطانی مسکراہٹ دوڑی وہ

وزلنگ کرتا ہوا پینٹ کے جیبوں

میں ہاتھ ڈالے سیڑھیاں اتر رہا تھا

اسکا چہرہ ہوڈی سے ڈھکا ہوا تھا

سامنے کا منظر دیکھ اس کے

دل کو قرار سا ملا اگر شدید

کوئی وہ عام مخلوق دیکھتی
تو یقیناً غش کھا کر گر جاتی
مگر وہ لوسیفر تھا شیطانوں
کا شیطان جس سے ہر کوئی پناہ مانگتا تھا
مجھے یقین ہے تیری خاطر داری
میں کوئی کمی میرے بندوں
نے نہیں رکھی ہوگی اس کے
سامنے والے کرسی پر بیٹھتے

اس نے رازداری سے کہا
مجھے معاف کر دو اسندہ کبھی
تمہارے راستے میں نہیں اوں گا
اس نے روتے ہوئے کہاں
اپنی حالت دیکھ کر تمہیں لگ
رہا ہے کہ میں تمہیں اسندہ
میرے راستے میں آنے دوں گا
یقیناً تم بہت بے وقوف ہو تمہیں

کیا لگا میں اتنا سا ٹارچر کر کے

چھوڑ دوں گا اس نے اتنا سا ایسے کہا

جسے بس اسے تھپڑ مارا ہو جبکہ

سامنے بیٹھے شخص کی حالت کچھ اس طرح تھی کہ

اس کی دائیں آنکھ نکلی ہوئی

تھی اس کے انگلیوں کے ناخن

کھینچ کر نکال دیے گئے تھے

اس کے ہونٹوں سے خون رس رہا تھا

اس کے حالات قابلے رحم تھی

دیکھ لو سیفر مجھے پتہ ہے کہ

میں نے تمہیں پورے پیسے نہیں

دیے مگر میں وعدہ کرتا ہوں میں

تمہیں سے ڈبل پیسے دوں گا

پلیز اب تو مجھے چھوڑ دو اس نے

ایک آخری کوشش کی

میں نے تیرے ساتھ پشتوں کی دولت

اپنے نام کر لی ہے پر تو کہہ رہا ہے کہ

مجھے دگنے پیسے دے گا اس کے

بات پر شیطانی قہقہہ لگایا

جبکہ اپنی جائیداد بھی لوسیفیر کے

نام سن اسے بے یقینی سے دیکھنے لگا

ایسا نہیں ہو سکتا اس کے لیے تمہیں

میرے سگنیچرز کی ضرورت ہے

اس آدمی کو لگا اس کی آواز کی

کھائی سے ارہی تھی

ہاں ضرورت تو ہے تو تم کرو گے

نالوسیفرنے سائیڈ اسمائل

پاس کرتے ہوئے کہا میں نہیں کر

ابھی وہ اپنی بات جاری رکھتا

لوسیفراٹھتا اس کی زبان

نکلتے ایک جھٹکے میں کاٹ گیا

تکلیف کے مارے وہ جیسے مرنے والا ہو گیا

الیکسنڈر مجھے نہ سننے کی

عادت نہیں اس لیے زبان ہمیشہ

اتنی ہی استعمال کرو جتنا تم

سہہ سکتے ہو مگر افسوس اب تو

تمہارے پاس ہے نہیں تو

خیر بندہ بنا زبان کے بھی بول

سکتا ہے تو پراپرٹی کہ پیپر سائن کرو گے یا نہیں

اب کی بار اس نے سرد آواز میں دھاڑتے ہوئے کہا

الیگزینڈر نے جلدی ہاں میں سر ہلایا

لوسیفر نے پراپرٹی کے پیپر اپنے

پشت سے نکالے اور اس کے

سامنے رکھیں آنکھوں سے

ایک گارڈ کو اشارہ کرتے اس نے

الیگزینڈر کے دائیں ہاتھ کی

رسی کھلوائی کاپتے ہاتھوں

سے پین پکڑتے اس نے جلدی سے

دستخط کیے دستخط کرنے کے

بعد اس نے مدد طلب نگاہوں سے

اسے دیکھا جسے وہ کہنا چاہ رہا

ہو اب تو مجھے چھوڑ دو

لوسیفر مسکراتا ہوا اس کے قریب آیا

اللہ کرے تمہیں جہنم نصیب ہو

اور فکر مت کرنا ایک نا ایک دن

میں بھی وہاں پر میں لوں گا

اتنا کہتے ہیں اس نے اپنا ہاتھ

گارڈ کی طرف بڑھایا گن تھا

میں اس نے الیگزینڈر کے دماغ

کا نشانہ لیا گولی الیگزینڈر کے سر کے ار پار ہوئی تھی

اج تو سکون کی نیند ائے گی وہ

مسکراتا ہوا بیسمنٹ سے باہر نکلا



عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد

وہ ٹیرس پہ ہے ائی تھی تبھی

اس کا فون رنگ ہوا جہاں پر

منیزہ مائی بیسٹی لکھا ہوا تھا

السلام علیکم

کیسی ہو الحمد للہ بہت اچھی

ہوگی یار تم اسے کیسے کر سکتی

ہو پرسوں میرا نکاح ہے اور تم

ہو کہ ابھی تک نہیں ائی میں

مانتی ہوں کہ تمہارا یہاں انے

کا کوئی ارادہ نہیں مگر اپنی

دوست پلس کزن کو کیسے

بھول سکتی ہوں دیکھو یار

اب منتیں کروانا ہے تو کہہ

دو میں کرنے کو تیار ہوں پلیز ا جاؤ

منیزہ بنا رکے بولے ہی جا رہے تھے

اس کی اتنی جلد بازی دیکھ

نہیں بے ساختہ ہنسی تھی

اف منیزہ یار چپ تو ہو جاؤ میں

نہیں انا چاہتی تم جانتی ہو

اور اس میں تم زبردستی نہیں

کر سکتی مگر میں پھر بھی

پوری کوشش کروں گی انے کی

اس نے جیسے بات ٹالنے کی کوشش کی

مجھے سب پتہ ہے تم جھوٹ

کہہ رہی ہو تم نے نہیں انا میں

کہہ رہی ہوں اگر تم میرے نکاح

والے دن موجود نہیں ہوئی نا

میں کبھی بھی تم سے بات نہیں کروں گی

اس نے ایک جھٹکے میں فون کٹ کر دیا

کاش میں کبھی اپنی ماضی کی

بری یادوں سے نکل سکتی مگر

افسوس میں کبھی نہیں نکل پاؤں گی

میں سامنا نہیں کرنا چاہتی اس وقت کا

جہاں پر میں بے بس کھڑی تھی

نین کی ہیزل گرے آنکھوں میں پانی جھلک رہا تھا

ابراہیم خان نین کی پشت کو دیکھا

وہ جلدی سے اگے بڑھیں

نین جلدی سے پیکنگ کرو بابا کی

طبیعت بے حد خراب ہو گئی ہے ہمیں

انج کی فلائٹ سے کسی بھی

طرح پاکستان جانا ہوگا

ابراہیم خان نے پریشانی سے

کہاں مگر بابا میں ابھی وہ اپنے بات جاری رکھتی

ابراہیم کھانے سخت لہجے میں کہا

تمہیں میری قسم ہے بس ایک بار اپنے

بابا کی بات سن لو

ابراہیم خان نے منت بھرے لہجے میں کہاں

ٹھیک ہے وہ بے دلی سے کہتی ہے

اندر کی جانب جلدی سے بڑے
انہوں نے مڑ کر پیچھے کی جانب دیکھا
مجھے معاف کرنا مگر تمہارے
دردناک ماضی کو ذہن سے نکالنے
کے لیے مجھے یہ قدم اٹھانا پڑا اب تم
ان درد پر یادوں میں نہیں جیو گی
نہیں اس ماضی کو تمہیں فیس کرنا ہو گا
ابراہیم خان کے انسو ان کا چہرہ بھیگو رہے تھے

اب نہ جانے وہ ماضی سے نکل پائے گی

یا اسی میں ہمیشہ کے پھنس جائے گی

کیا وہ اپنی خوشی تلاش کر پائے گی

یا ایک بے نام منزل پر ہمیشہ کے لیے بھٹک جائے گی



خان حویلی میں سب ڈنر کے لیے موجود تھے

کل ابراہیم خان اپنے بیوی اور بچوں

کے ساتھ خان حویلی آنے والے ہیں

وہ منیزے کے نکاح کے بعد یہاں

سے چلے جائیں گے اور میں امید کرتا ہوں

اس بیچ کوئی پرانی گزر گئی بات نہیں دہرائے گا

آغا جان کی آواز میں سب کو اپنی

طرف متوجہ کیا سب کے

چہروں پر خوشی کے تاثرات تھے

!کیا سچ میں ابراہیم چاچو آنے والے ہیں یا ہو

وہاج خان خوشی سے چلایا تھا

کیا نین بھی ا رہی ہے اغا جان

منیزہ نے حیرانگی سے کہا تھوڑی

دیر پہلے تک تو وہ نہ آنے پر ضد کر رہی تھی

اب اچانک اس کا فیصلہ کیسے

بدل گیا آغا جان نے بس ہاں میں سر ہلایا

آغا جان کے کہنے پر منیزہ نے مسکراتے ہوئے

لیل کی طرف دیکھا جو اسے ہی

مسکراتے ہوئے دیکھ رہی تھی

تہ نین تون ہیں

طلحہ نے اپنے ساتھ بیٹھے

صمد خان سے پوچھا اس نے مسکراتے ہوئے

جواب دیا وہ اپ کے پھوپھی ہیں

اتھا اس نے مسکراتے ہوئے ہاں میں سر ہلایا

کل دوپہر تک ابرار چوہدری کے

ساتھ شائستہ چوہدری آپ کو

نکاح کی شاپنگ کلیے لے کر جانا
چاہتے ہیں تو منیزہ بیٹا تم تیار رہنا
صد خان نے نظر اٹھا کر منیزے
کی طرف دیکھا منیزہ کی آنکھیں
بھی اس سر ٹکرائی تھی منیزہ کے
چہرے پر ابرار کے نام کے سرخی
دیکھ اس نے اپنے نظریں جھکالی تھی
جی آغا جان

اسنے فرمانبرداری سے کہا

اف اللہ مجھے یقین نہیں آرہا

میرا نکاح ہونے والا ہیں وہ بھی ابرار سائیں سے

منیزہ نے سرخ چہرے کے ساتھ

اپنے نچلے لب کو دانتوں میں

دباتے مسکراہٹ روکنے کی کوشش کی

یار آپي مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے

آپ کی اریخ نہیں بلکہ لومیرج ہو رہی ہیں

لیل نے ای برو چکاتے ہوئے کہا

اگر تمہارے منہ سے ایک لفظ اور

نکلنا میں تمہارا منہ نوچ لوں

گی اس نے غصے سے گھورتے ہوئے کہا

منیزہ اور لیل دونوں خاموشی

سے کھانا کھاؤ مریم نے دونوں کو ٹوکا

ایسے گھر میں پھنس گئی ہوں جہاں پر سکون سے شرمانے ب

نہیں دیتے وہ اپنے منہ میں بڑبڑاہٹ کی تھی



کالی آنکھیں اٹھا کر اس نے اپنے سامنے

کھڑی بلڈنگ کی طرف دیکھا

جہاں پر بڑے الفاظوں میں لکھا تھا

احمد انڈسٹریز

سردی کے موسم میں بھی اس کے

چہرے پر پسینے کے بولے چمک رہی تھی

وہ نڈھال سا گیٹ کی جانب بڑھا

ارے الیاس تمہیں اتنی دیر کیوں لگی انے میں

ایک 50 سے 60 سال کی عمر والا آدمی

الیاس کی جانب بڑھا

جی چچا وہ کچھ کام رہ گیا تھا

وہی کرنے میں وقت نکل گیا

اس نے شرمندگی سے معذرت کی

میں نے تمہیں کہا بھی تھا کہ

یہاں پر وقت کے پابند لوگوں کو

نوکریاں ملتی ہیں خیر کوئی نہیں

اب تم جلدی سے جاؤ اور

جا کے مینیجر سے بات کر لو اس

گارڈ نے اسے اندر کا راستہ بتایا

وہ شکریہ کہتا جلدی میں اندر کی جانب بڑھا

اس نے اینٹرنس ڈور اوپن کیا

وہ بڑی عالیشان اور جدید قسم کی بلڈنگ تھی

جتنی وہ باہر سے خوبصورت تھی

اتنی ہی اندر سے بھی ابھی

وہ سب چیزوں کو دیکھ رہا تھا

کہ اسے اپنے پیچھے کسی کیاہٹ محسوس

ہوئی کون ہو تم اور یہاں کیا کر رہے ہو

اس نے پلٹ کر دیکھا وہاں

پر گوری رنگت والا سوٹ بوٹ

پہنے ایک ادھی کھڑا تھا

جی صاحب میں وہ نوکری کے لیے آیا تھا

اس نے جلدی سے کہا

اچھا مجھے یاد پڑتا ہے کہ آج تو

کوئی انٹرویو نہیں ہے

اس نے سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے

گہری نظروں سے دیکھا

نہیں صاحب میں وہ صاف صفائی والی نوکری

اس نے بات درست کی

اچھا تو تم ایک نوکر ہوں

اور کہہ تو ایسے رہے تھے

جیسے اس کمپنی میں کوئی

جواب کرنے ائے ہو خیر تمہارے کچھ ڈیٹیلز

ہمیں لینے پڑیں گے اس کے بعد تم

کام پر لگ سکتے ہو

وہ انکھیں گھماتے کہتا اگے کی جانب بڑھا

کچھ دیر کے بعد اسے نوکری پر رکھ لیا گیا تھا

وہ شکر کا سانس بھرتا اپنے کام پر لگا

سنو الیاس جاو جا کر روم نمبر 13 میں صفائی کرو

ابھی وہ مینجر کے روم میں صفائی کر رہا تھا

تبھی وہ میں ہڑبڑاتا ہوا آیا

اور اسے روم نمبر 13 میں جانے کا کہا

جی سر اپنے گندمی چہرے پر اے

لپینے کے بوندوں کو صاف کرتا

وہ اوپر کی جانب بڑھا

روم نمبر 13 کا دروازہ کھول

وہ اندر کی جانب بڑھا

ہاں میں ا جاؤں گی مگر لالا سے

پھر بھی ایک مرتبہ پر میشن لینی ہوگی

اگر انہوں نے منع کر دیا تو میں

بالکل بھی نہیں اوں گی

اس کے کانوں میں کسی کی

خوبصورت اواز گونجی

وہ جو ٹیبل صاف کر رہا تھا

نظریں اٹھا کر دیکھا

بیچ کلر کے پٹھانی فراک میں

ہم رنگ دوپٹہ ہاتھ میں پکڑے

سنہرے خوبصورت بال کھلے ہوئے تھے

گوری دودھیا رنگت اور اس پر تصاد

اس کے خوبصورت نقش

وہ خوبصورتی کا مجسمہ تھی

اس کی نظر بھٹکتی ہوئی

گلابی ہوٹوں پر پڑی

وہ اپنا نچلا ہوٹ دانتوں میں دبائے

مسکراہٹ روکنے کی کوشش کر رہی تھی

مگر نہ جانے کیوں اس کی

حرکت پر الیاس غصہ میں آیا

الیاس نے اپنی نظریں فوراً چراہی

کون ہو تم اور یہاں کیا کر رہے ہو

نبلی انکھیں حیرت سے پھیلائیں

وہ تقریباً چیخیں تھی

اس کی چیخ پر وہ ہڑبڑاتا ہوا

اسے ہونقوں کی طرح دیکھ رہا تھا

اپنے دوپٹے کو اپنے سینے پر پھیلائے

وہ انکھیں پھاڑے سے دیکھ رہی تھی

تم ابھی نکلتے ہو یا میں کسی کو بلاؤں

کوئی ہے مجھے بچاؤ

پلیز ہیلپ می

وہ پاگلوں کی طرح چیخنا شروع کر چکی تھی

میں یہاں صفائی کرنے آیا ہو

الیاس نے بخلاتے ہوئے کہا

اپنی چیخوں کا گلا گھونٹ اس نے

گہری نظروں سے الیاس کی جانب دیکھا

اپ کے پاس مینرز ہیں یا نہیں

ایسے ہی بنا بتائیں روم میں داخل ہو گئے
ہیں پلیر اسندہ سے ناک کر کے ایسے گا
نیلے انکھیں چھوٹی کی گھورتے ہوئے کہا
جی میں معذرت خوا الیاس اپنی غلطی مانی تھی



ناشتے کی میز پر خان حویلی کے

سارے بڑے افراد موجود تھے

اور ساتھ میں منیزہ اور لیل بھی

جبکہ مرد حضرات ابھی تک نہیں آئے تھے

اہل خان بزنس میٹنگ کے سلسلے

میں تین دنوں کے لیے لندن گیا ہوا تھا

جبکہ وہاں اپنی کمرے میں آرام کر رہا تھا

صمد خان اپنا کالر صحیح کرتا

سیڑھیوں سے نیچے اترتا ناشتے

کی ٹیبل کی جانب بڑھا

مورے وہاں کہاں پر ہیں

کاشف اور طلحہ کو باری باری

کر سی پر بٹھائے بزی انداز میں کہا

چھوٹا خان اوپر کمرے میں سو رہا ہے

انہوں نے طلحہ اور کاشف کو پیار کرتے ہوئے کہا

ٹھیک ہے میں بھی لے کر اتا ہوں

وہ اوپر کی جانب بڑھا دروازہ کھول کر

اندر داخل ہوا وہاں خان

شرٹ لیس بیڈ پر اڑا ترچھا سویا ہوا تھا

وہ اگے بڑھتا ایک جھٹکے میں بلیںکٹ کھینچ گیا

جس کی وجہ سے وہاج خان ہڑبڑاتے ہوئے

اٹھا اپنی بھوری انکھیں مسلتے

ہوئے گردن پلٹا کر دیکھا

سینے پر ہاتھ باندھے کھڑے

صمد خان کو دیکھ وہ زور سے چیخا

یا اللہ یہ کیا طریقہ ہے کسی بھی

سنگل انسان کے کمرے میں آنے کا

اپنے برہانہ کثرتی سینہ کو چھپاتے

وہ ڈرامہ ڈنگ انداز میں بولا

اگر بے ہودہ باتیں اور

بے کار ایکٹنگ بند ہو گئی ہو

تو نیچے چلیں

اس کیے ڈرامہ پر طنز کرتے ہوئے

صمد خان نے کر سٹل گرین آنکھوں کو گھمایا

ہونہ چل رہا ہوں سڑے ہوئے

منہ بناتا وہ اٹھا کر بیٹھا



گاڑی سے اتر کر اس نے اپنے
سامنے کھڑی بڑی سی عالیشان حویلی
کی طرف دیکھا حویلی کی دیوار پر لگا
نیم پلیٹ پڑھتے اس کی
انکھوں میں ہلکی نمی اتری
جہاں پر بڑے الفاظوں میں لکھا تھا

"خان حویلی"

اس کے ذہن کی سکریں پر ماضی
کے خوفناک منظر چل رہے تھے
اپنے کندھے پر مضبوط ہاتھ محسوس
کر اس نے گردن موڑ کر دیکھا
جہاں پر ابراہیم خان مسکراتے ہوئے
نین کی طرف دیکھ رہے تھے
ان کا وہی ہاتھ مضبوطی سے پکڑے

وہ اندر کی جانب بڑی

نین اور ابراہیم کے پیچھے

عابر اور نفیسہ خان چل رہی تھی

جبکہ نفیسہ خان کی حالت بھی نین کی طرح تھی

السلام علیکم

ابراہیم خان سب کو اپنی طرف متوجہ کیا

عظیم خان کے آنکھوں میں آنسو اچکے تھے

وہ لڑکھڑاتے ہوئے قدموں کے ساتھ اپنے بیٹے

کی طرف بڑھے

ابراہیم خان نے نین کا ہاتھ چھوڑتے

جلدی سے اپنے باپ کی جانب بڑھے

دونوں نے ایک دوسرے کو کس کر گلے لگایا تھا

نین نے اپنے خالی ہاتھ کی طرف

دیکھا وہ زخمی سا مسکراتی سامنے

کی جانب دیکھ رہی تھی

سب گھر والے باری باری ابراہیم خان

اور ان کی فیملی سے مل رہے تھے

کیا یہ نین ہیں

اغا جان نے چشمہ صحیح کرتے ہوئے

غور سے نین کی جانب دیکھا

جو اس وقت لوز جنس پر

وائی شرٹ پہنے مفلر وی شپ میں گلے

میں ڈالے سن کلاسز سر کے اوپر ٹکائے

سنہرے ڈارک براؤن بالوں کی پونی بنائیں

چہرہ ہر میک اپ سے پاک تھا
گوری رنگت اس وقت سادہ حالیہ
میں ہی بھی انتہا خوبصورت لگ رہی تھی
ان کے سوال پر وہ کنفیوز تھی
ابراہیم خان کی جانب دیکھ رہی تھی
ادھر اوٰنین آغا خان نے پیار سے اسے بلایا
وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی
ان کے سامنے جا کھڑی انہوں نے

شفقت سے نین کے سر پر ہاتھ رکھا تھا

ہمیشہ خوش رہو

وہ دھیمہ مسکرا رہی تھی

اغا جان نے عابر کی بھی سر پر ہاتھ رکھا تھا

ہمیشہ خوش رہو

امیمہ بچیوں کو ان کے کمرے تک چھوڑ کر

آولبے سفر سے ائے ہیں

کافی تھک گئی ہوں گی

اغا جان نے صد خان کی مورے کو کہا

اس وقت گھر کے بڑے افراد ہی

موجود تھے باقی سب اپنے

کاموں پر گئے ہوئے تھے

اور لیل خان یونی گئی ہوئی تھی

منیزے کہاں پر ہیں نین نے امیمہ خان سے پوچھا

اسے کچھ کام تھا وہ ا جائے گی

نرمی سے نین کے ماتھے پر لب رکھتے ہیں

انہوں نے پیار سے سر پر ہاتھ رکھا

نین اور ابر منیزے کے دائیں

جانب بنے کمرے میں رکی تھی

وہ دونوں کافی تھک گئی تھی

اس لیے وہ جلدی سونے چلے گی

دونوں کے سونے کے بعد

ابراہیم خان اور نفیسہ خان ان کے

کمرے میں آئے تھے نفیسہ خان اگے

بڑھتی دونوں پر بلیںکٹس ٹھیک کرتی

کمرے کی لائٹ اف کر کے باہر کی جانب بڑھی



سر کچھ انفرمیشن ملی ہیں

آپ جس لڑکی کے بار میں بات کر رہے ہیں

وہ کیسی کے نکاح میں۔۔۔۔۔

ابھی وہ اپنی بات مکمل کرتا

لوسیفر آگے بڑھتا اسکی گردن دبوچ گیا

خبردار اگر ایک لفظ اپنے منہ سے نکال

مجھے فرق نہیں پڑتا کہ وہ کسی کے نکاح میں ہیں

اگر اسے پانے کیلئے مجھے اسے بیوہ کرنا پڑے

ایک لمحہ کی بھی دیر کئے بغیر

اس انسان کی مٹی تلے قبر بنا دو گا

لوسیفر نے دھاڑے ہوئے کہا

جبکہ اس آدمی کا وجود ساکت ہو تھا

آہستہ! تم صرف میری ہو حوریم شاہ

اگر تم نے بے وفائی کی تو تمہیں جان سے مار دوگا

لوسیفر پاگلوں کی طرح چیخ رہا تھا اسکے ذہن کی

اسکرین پر نیلی آنکھیں ابھری

جب کے وہ معصوم یہ تک نہیں جانتی تھی کے کوئی

اسے دیوانگی کی حد تک پسند کرنے لگا ہیں

بہت جلد ملاقات ہوگی لٹل بٹر فلائی

اسکے شیطانی قہقہہ روم میں گونج رہے تھے



ابھی وہ اپنے آفس سے نکلی ہی تھی کے

ایک کار تیزی سے اس کے قریب آئی

اس نے جلدی سے اپنے قدم پیچھے لئے

پرپل آنکھیں بے انتہا پھیلی ہوئی تھی

!سرپرائز

وہاج خان نیچے اترے شرارت سے بولا

پاگل!۔۔ خر دماغ کے انسان اگر مجھے کچھ ہو جاتا تو

اپنے سینہ پر ہاتھ رکھے گھرے سانس

لیتے ہوئے منیزہ نے کہا

ہوا تو نہیں نہ

اسنے ڈھیٹ انداز میں کہا

تمہیں تو میں روکو تم

منیزہ اپنی جوتی نکال کر ابھی وہاج خان کو

لائن پر لاتی وہ دہائی دینے کی انداز میں بولا

یا اللہ! کیسا زمانہ چل رہا ہے ایک تو مدد کرو

اور لوگوں کے باتیں بھی سنو

! آئے کیوں ہو تم یہاں پر

منیزہ نے ابروؤں کو اچکاتے ہوئے سوال کیا

آپ کے ہونے والے شوہر کا حکم تھا کہ انکی ہونے

کر لے pick والی بیگم کو

منیزہ نے مسکراہٹ روکتے ہوئے دیکھا

اچھا چلے چلتے ہیں

کار کا ڈور اوپن کر کے بیٹھی

کچھ دیر بعد

یہ ہم کہاں جا رہے ہیں

منیزہ نے چوکتے ہوئے کہا

وہ حویلی جانے کی بجائے کوئی دوسرے

راستہ پر گمان تھے وہاں خان جو

سنجیدگی سے ڈرائیو رنگ کر رہا تھا

گردن موڑ کے منیزہ کی طرف دیکھا

آپ کو کڈنیپ کر لیا ہیں میں نے

دانتوں کی نوماش کرتے ہوئے کہا

!کیا

منیزہ بلال چوہدری تقریباً چینی تھی

اسکے چیخ نے وہاج خان کی

کارڈیس بیلینسڈ ہوئی تھی

بے وقوف لڑکی! تم کون سا کون ڈانٹا لگی پڑی ہو

جیسے میں کڈنیپ کرو

آئی بڑی چیخ تو ایسے رہی تھی

اگر سچ میں کوئی کڈنیپر ہوتا

تو اب تک اللہ کو پیارا ہو جاتا

وہاج خان نے سینے پر ہاتھ رکھے ہوئے کہا

اسکا دل خطرناک چیخ سن کر

زوروں سے ڈھڑک رہا تھا

جب کے اپنی بے عزتی پر

منیزہ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا

اسکے آنکھوں میں پانی اترا تھا

وہ خاموشی وینڈوز کے باہر دیکھنے لگی

یار منیزہ! سوری مجھے اتنا سچ

میرا مطلب بکواس

نہیں کرنی چاہیے تھی دیکھو تم میری

پیاری چھوٹی سی بہن ہونا اپنے

ہند ڈسم + ہوٹ + اسمارٹ + انٹیلیجنٹ

بھائی کو معاف کر دو

وہ ایک ہاتھ سے کان پکڑے معافی مانگ رہا تھا

اسکے خود کی تعریف پر منیزہ نے منہ کے زاویے بگاڑے

اگر تمہاری شکایت میں نے اہل لالا سے ناکی نہ تو

میرا بھی نام منیزہ بلال چوہدری نہیں

پرپل آنکھیں گھومتے ہوئے کہا

تمہیں پتہ نہیں چغلی کرنے والے

لوگ جنت میں نہیں جاتے

اسنے رونی صورت بناتے ہوئے کہا

پتہ ہیں 🙄

اسنے منہ موڑتے ہوئے کہا

اچھا! بھائی بتاتا ہوں کل آغا جان نے کہا تھا نا

کے تمہیں شادی کی شاپنگ کے لیے

ابرار لالا کے اور انکی مورے کے ساتھ جانا ہیں؟

وہاج نے سنجیدگی سے کہا

ہاں میں وہی پر جا رہی تھی

منیزہ نے ہامی بھری

تو ابرار لالا کی مورے کی طبیعت

خراب ہیں وہ نہیں اسکتی

اسلے ابرار لالا نے کہا ہیں کہ وہ آپ

کو مال ڈراپ کر دے

کے آپ اپنی شاپنگ لالا کے ساتھ کر سکے

اسنے تفصیل سے کہا

اچھا!

سمجھ نے والے انداز میں کہا

تھوڑی دیر تک وہ مال پہنچ چکے تھے

منیزہ کار کا ڈور اوپن کر کے باہر نکلی

وہاں بھی کار پارکنگ میں لگتا

اسکے ہم راہ آگے بڑھا

منیزہ کی نظر مال کے انٹیرنس ڈور کے کچھ دور

پر کھڑے ابرار چوہدری پر پڑھی

سفید شلوار قمیض پر ، سیاہ اجرک اوڑھے

بالوں کو جل سے سیٹ کے

پیروں میں پشاور چیل پہنے وہ دلکش لگ رہا تھا
گوری رنگت، خوبصورت نقش وہاں سے گزرتے

ہر ایک لڑکی کا دل دھڑکا گیا تھا

منیزہ ٹکٹکی بندھے اسے دیکھنے میں مصروف تھی

ابرار جس کی نظریں اطراف کا

معائنہ کر رہی تھی اچانک سامنے

کی جانب اٹھی تھی تو ہٹنا بھول گئی

سامنے منیزہ گرے کلر کی فراک

میں ہم رنگ ڈوپٹہ اٹھے

اپنے گرد مہرون رنگ کی شال

اوڑھ کر بے انتہا خوبصورت

لگ رہی تھی

ابرار کے گرے آنکھوں سے ٹکرانے کی دیری تھی

وہ اپنی پرپل آنکھیں جھکا گئی

اسلام علیکم لالا

وہاج خان نے احتراماً جھکتے سلام کیا

جب اسکی نظر الویرا پر پڑھی

جو اس وقت لیم کلر کی

شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی

ہم رنگ ڈوپٹہ سر پر اڑے

اپنے گرد کالی شال ڈالیں

ہلکی گندمی رنگت خوبصورت پرکشش نقش

وہ بے انتہا خوبصورت نہ

سہی مگر پرکشش کمال کی تھی

اسنے وہاج خان کی جانب اپنی

ڈارک گرے آنکھیں اٹھا کر دیکھا

وہاج خان جو اس وقت

بلیک شرٹ پر، بلیک پینٹ پہننے شرٹ

کے اوپری بٹن کھلے ہوئے تھے

جس سے اس کا کثرت سینہ واضح ہو رہا تھا

ڈارک براؤن آنکھیں اس کے

نقش اہل سے کافی ملتے جلتے تھے

گوری رنگت وہ ہر لڑکی کا ڈریم ایڈل تھا

الویرا نے احتراماً سلام کیا

منیزہ اسکے قریب آئی

کیا ہوا تم اکیلی اگئی عبیر لالہ نہیں اے

منیزہ نے چونکتے ہوئے سوال کیا

عبیر کے ذکر پر الویرا کی رنگت پھیکی پڑی

نہیں نہیں انہیں کچھ کام تھا اس لیے وہ ساتھ نہیں ہے

الویرا نے سنبھلتے ہوئے کہا

اج مجھے لالا کے نکاح کے لیے

شاپنگ کرنے جانا تھا

تو اب بھی ساتھ چلیں گے

اپنی لذراہٹ پر قابو پاتے اس نے بمشکل کہا

کیوں میں تمہارا باپ کا نوکر ہوں

جو تمہیں شاپنگ کرنے لے کر جاؤں

عبیر نے حقارت سے کہا

اپ پلینز بابا کو اس میں مت لائیں

الویرا کو کافی برا لگا تھا

عبیر ایک جھٹکے میں اگے بڑھتا

الویرا کی گردن دبوچ گیا

خبردار اگر میرے سامنے تمہاری آواز

ننگی پہلے ہی زبردستی سر پر مسلط ہو گئی

ہے اب تمہیں گھر میں پال رہا ہوں

اس کا احسان مناؤ لڑکی

عبیر غصہ سے دھاڑا تھا

الویرا کا دم گھٹتا جا رہا تھا

وہ سانس نہیں لے پا رہی تھی

کیا ہوا ہے تم کس سوچ میں ہو

منیزہ نے الویرا کو آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی

ک۔۔ کچھ بھی نہیں

اس نے گھبراہٹ پر قابو پاتے ہوئے بامشکل کہا

چالو

منیزہ اسکا ہاتھ پکڑے اندر کی جانب بڑھی

وہاج خان کی نظروں نے اسکا دور تک پیچھا کیا

نوں کافی اکیٹمنٹ سے شاپنگ کر رہی تھی اور انکی اکیٹمنٹ

نے

لڑکوں کی حالت خراب کردی

کبھی اس دکان یا پھر اس دکان

لے تو کچھ نہیں رہی تھی بس گھوم رہی تھی

منیزہ سنو ہم پہلے جیولری دیکھتے ہیں

ابھی وہ دوسری دکان میں جا کر چکر لگا کر واپس آتی

ابرار جلدی بول پڑھا

ٹھیک ہیں

منیزہ نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا

مگر مجھے دوسری طرف جانا ہیں

تو میں جارہی ہوں

آپ شاپنگ کرنے کے بعد

آس کریم پارلر کی جانب آجائے گا

الویرا نے سنجیدگی سے کہا

مگر اسکے آنکھوں میں شرارت تھی

جو صرف منیزہ سمجھ پائی

الویرا رازداری سے منیزہ کو

آنکھ ونگ کرتی وہاں سے نو دو

گیارہ ہو گئی

یا اللہ! ایسی دوست دشمنوں کو بھی نہ دے

وہ بے چارگی سے بڑھ بڑبڑائی

منیزہ اور ابرار دونوں اس وقت اتہاتھے

وہاج خان الویرا کے جانے سے پہلے

ہی اپنے لیے شاپنگ پر گیا ہوا تھا

چلے

منیزہ کے کانوں میں گھمبیر مردانہ آواز گونجی

جی

وہ اسکی موجودگی میں

ہمیشہ نروس ہو جایا کرتی تھی

ابرار آگے آگے چل رہا تھا

جبکہ منیزہ پیچھے پیچھے

دونوں جو لیری شاپ میں داخل ہوئے

فون پر کوئی ان نون نمبر دیکھ

وہ منیزہ کو شاپنگ کا کہتا

ایک کونے میں ٹھہر کر بات کرنے لگا

میم! یہ والی رنگ کیسی لگی آپ کو

وہاں کی ایک اسٹاف نے اسے خوبصورت سی رنگ دیکھی

وہ جواب تو تب دیتی جب وہ ہوش میں ہوتی

منیزہ کی نظر سامنے کھڑے ابرار پر تھی

آج وہ اسے اتنا دلکش لگ رہا تھا کہ

وہ ایک ٹک اسے ہی دیکھے جا رہی تھی

!بندے کا دل کمزور ہیں جاناں

اب ایسے دیکھو گئی تو دل بے ایمان ہو جائے گا



ہلکا سا جھکتے ہوئے اسنے سرگوشی نما انداز میں کہا

منیزہ کی پرپل آنکھیں خوف سے پھیلی

اسکا چہرہ پل میں سرخ ہوا تھا

وہ یہاں کیسے آیا

اففف! اپنی بے تاب نظروں پر وہ لعنت بھیج نے لگی



وہ آئس کریم ارڈر کرے اپنے فون میں لگی ہوئی تھی

یار لگتا ہیں آج کا دن کافی اچھا ہیں

ایک فی دلربا جو مل گئی

اپنے کانوں میں پڑتی آوازیں

سن کر اسنے گردن اٹھا کر

دیکھا سامنے ہی ٹیبل پر بیٹھے چار سے پانچ لڑکے

اسی کی طرف دیکھ کر لفنگوں

کی طرح ڈانلوگ بازی کر رہے تھے

وہ وہاں سے جلد بازی میں اٹھی

وہ بھی اسکے پیچھے ہمراہ ہوئے

وہ جلد سے جلد ابرار کے پاس پہنچانا چاہتی تھی
مگر پینک اتنی تھی کہ وہ غلط جگہ پر ٹرن لے گئی
مال کا وہ حصہ کیسی وجہ سے بند تھا
الویرا کے قدم روکے تھے
سامنے دیوار تھی اور اسکے پیچھے
درندے اسکے آنکھوں میں پانی اترا
ارے دلربا اب کہا تک جاو گی
چالو اب بھاگ نا چھوڑو

اور ادھر آو

ان میں سے ایک شیطانی مسکراہٹ

لیے اسکے قریب بڑھ رہا تھا

الویرا کی آواز اسکے حلق میں جیسے گھٹ گئی تھی

وہ چیخنا چاہ رہی تھی مدد کے

لیے کسی کو بلانا چاہ رہی تھی

مگر اس کی آواز اس کا ساتھ نہیں دے رہی تھی

ڈر سے اس نے اپنی انکھیں بند کر لی

اگر کسی نے بھی ایک قدم

اس تک بڑھایا تو کتوں کو تک

تمہاری لاش نصیب ہونے نہیں دوں گا

اس نفس کی دھاڑ سن الویرا اپنی جگہ سے اچھلی تھی

ڈارک گرے آنکھوں میں خوف لیے اسنے سامنے دیکھا

جہاں پر ان لڑکوں کے پیچھے وہاج خان کھڑا تھا

جسکی آنکھیں دہشت سے سرخ تھی

ماتھے کی رگیں پھولی ہوئی تھی ایسا لگ رہا تھا

جیسے وہ ابھی پھٹنے والی ہو

اسکے جبرے تنے ہوئے تھے

تو مجھے مارے گا (ب) (***) ہاتھ تو لگا کے دیکھا

ان میں سے ایک گندی گالیاں

دیتا وہاج خان پر دھاڑا تھا

ابھی وہ وہاج کی طرف بڑھتا

ان میں سے ایک جلدی آگے بڑھا

اس آدمی کے کان میں سرگوشی کی جیسے سن اسکے

ماتھے پر بھی پسینہ کی بوندیں چمک رہی تھی

اب تو چھوڑ رہا ہوں ب۔۔ بعد میں دیکھ لو گا تجھے

اپنی گھبراہٹ پر قابو پانے کی

ناکام کوشش کرتے ہوئے کہا

فرصت سے ملاقات ہو گئی

وہاج خان کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ بکھری

وہ لوگ جلدی سے وہاں سے بھاگے

الویرا نے اپنی سانس کو با مشکل خارج کیا

کیا کر رہی تھی تم یہاں

وہ طیش کے عالم میں دھاڑتے چند لمبے لمبے ڈاگ

بھرتا اس تک پہنچا

اسکے مومی بازوؤں کو ساخت گرفت

میں لیتا اپنی

طرف کھنچا الویرانے با مشکل

خود کو اسکے سینہ کا حصہ بننے سے روکا

ڈارک گرے آنکھیں حیرت سے پھیلائے وہ اسکی

ڈارک براؤن آنکھوں میں دیکھ رہی تھی
الویرا کے چہرے پر کالی زلفوں بکھری اسکے سر سے
چادر بھاگتے ہوئے کب کا اتر چکی تھی
کیا اسکے بالوں کو ان لوگوں کی
گندی آنکھوں نے بھی دیکھا ہوگا
یہ سوچ کر ہی اسکے وجود پر
جیسے شرارے پھوٹ رہے تھے
چادر سر پر سے کیسے اتری الویرا چوہدری

اسکے کان کے قریب ہوتا وہ دھاڑا تھا

اسکی دھاڑ پر الویرا کو اپنے

کان کے پردے اکسپئیر ہوتے محسوس ہوئے

وہ۔۔ میں۔۔ ب۔۔ بھاگ۔۔ رہی۔۔

تھی۔ ن۔۔ نا۔۔ تب۔۔ ہی۔ اتری تھی

شاید

تمہیں لگتا ہے یہ معمولی سی بات ہے؟"

تمہاری ذرا سی لاپرواہی میری

آنکھوں میں خنجر بن کے چبھی ہے

- یاد رکھنا، تمہارا وجود میری

ملکیت ہے اس وجود پر تک کسی کی نظر

تک برداشت نہیں ہے مجھے

دانت پستے ہو کہا

اسکے گرم سانسیں الویرا کے

گندمی چہرے پر بکھر رہی تھی

الویرا کا قد ما قبل کے وجود

کے آگے چھپ سا گیا تھا
وہ صرف اسکے سینہ تک ہی آتی تھی
وہاج اسکے اتنا قریب کھڑا تھا
کے اسکی سانسیں الویرا کو
اپنے سانسوں میں الجھتی ہوئی محسوس ہوئی
" جبکہ اسکے لفظ "میری ملکیت
پر اسنے چوکتے ہوئے اسے
دیکھا جیسے وہ کوئی مزاقاً بات کر رہا تھا

آپ کی ملکیت سے مطلب کیا ہیں

آپ بھول رہے ہیں کہ میں کسی کے نکاح میں ہو

الویرا نے بے، یقینی سے پوچھا

جیسے وہ یقین کرنے کی

کوشش کر رہی تھی کہ جیسے

اس نے وہ لفظ کہے ہیں

کیا وہ اس سے محبت کرتا ہیں

یہ سوچ ہی اس کے وجود

میں سنسنائی دوڑا گئی تھی

اسکے ڈارک گرے آنکھوں میں

تحریر پڑھتا وہ تلخی سے

مسکرا دیا

اگر میں تمہاری طلاق کرا کے اپنے پاس قید کر لو تو

اسکے قدم الویرا کی طرف بڑھ رہے تھے

کیا۔۔ بے وقوف۔۔ باتیں کر جا رہے وہاں لالا

اسکے ارادے جان کر اسکی

آنکھیں پھٹی کی پھٹی رگی
الویرا کے قدم خود با خود
پیچھے کی جانب جا رہے تھے



دیکھے۔۔ میں لالا سے۔۔ آپ کی۔۔ شکایت
کردو گئی۔۔ اور۔۔۔ عبیر۔۔ سے بھی

اسکے ڈارک گرے آنکھوں سے آنسوؤں گرتے

اسکا خوبصورت گندمی چہرہ بھگو گئے

ارے یار میں تو مزاق کر رہا تھا

آپ بھی نا

وہاج نے اسکے معصومیت سے دھمکیاں لگانے

پر شرارت سے کہا

جبکہ لفظ "عبیر" پر اسکا خون کھول اٹھا تھا

سس۔۔۔ سچ بول رہے ہیں۔۔۔ نا آپ۔

اسنے معصوم شکل بناتے ہوئے کہا

یس! میں سچ کہا رہا ہو

اسکے چہرے پر کوئی بھی تاثر نہیں تھے

مگر اسکی براؤن آنکھوں کی تحریر الگ تھی

سر پر چادر لے

اسے بالوں کی نمائش کر آتا دیکھ وہ سخت لہجہ

میں بولا

اپنی سر پر چادر درست کرتی وہ آگے کی جانب

بڑھی



یہ منظر ایک کلب کا تھا جہاں بے غیرت عروج پر
تھی نامحرم مرد اور عورتیں ایک دوسرے میں
کھوئے ہوئے تھے

یار! آج تو میری قسمت میرا ساتھ دے رہی ہیں

اب کی بار والی بازی بھی اسکے نام ہوئی تھی

جبکہ وہ شخص پھر سے ہارنے پر ہاتھ مسل کر رہ گیا

اسکے چہرے پر ڈر کے تاثرات تھے

ہوتے بھی کیوں نا اپنے تمام تر پیسے اس کھیل

میں تو لگے تھے جو وہ آسانی سے ہار گیا

کیا ہوا "عبیر چوہدری" پھر سے شکست کھا گئے

اسکے شیطانی چہرے پر عجیب مسکراہٹ تھی

بس کرو تم اجلال! ایک گیم کیا جیت گے خود کو

کیا سمجھ رہے ہو

وہ غصہ سے چیخ پڑا

مقابل کے ماتھے پر ڈھیروں بل پڑے

اپنی آواز نیچی رکھو

اسکے نزدیک ہوتا وہ غصہ سے بولا

گہری سانس لیتے اسنے خود کو شانت کیا

چالو تمہیں ایک اور موقع دیتا ہو اگر

تم جیت گئے تو تمہیں اب تک کے سارے ہارے ہوئے

پیسے مل جائے گئے مگر تم یہ کھیل ہار گئے تو

اسنے اپنا جملہ ادھورا چھوڑا

عبیر کی آنکھیں حیرت سے پھیلی وہ اس کھیل میں
کڑوڑوں ہار چکا تھا وہ اسے ساری رقم دینے کی بات
کر رہے تھے تو وہ کیوں کر پیچھے رہتا

اگر

عبیر نے بے چینی سے کہا
اگر تم ہار گئے تو تمہیں تمہاری بیوی کا سودا کرنا
ہوگا

اسکے چہرے پر کمینگی مسکراہٹ تھی

!اجلال

عبیر غصہ سے دھاڑا تھا

یار خاموش ہو جاو جس چیز کو تم استعمال

نہیں کرتے اسے ہمیں دینے میں کیا اعتراض

اجلال انے اسکے چہرے کو نظروں کی حصار

میں رکھتے ہوئے کہا

عبیر کے سب دوست جانتے تھے کے اسکا

اور الویرا کا رشتہ آگے نہیں بڑھا تھا

عبیر کو ایک گوری خوبصورت، مرڈان لڑکی کی
خواہش تھی مگر خاندان کے رسموں کے چلتے
اسے اسکی بچپن کی منگیترا الویرا کے ساتھ نکاح کر دیا
گیا تھا جو اس پانچ سال چھوٹی تھی
جس کی رنگت ہلکی گندمی تھی جس سے عبیر کو
سخت چڑ تھی انکی شادی کو دو سال ہونے آئے تھے
مگر وہ تھا اس سے ٹھیک سے بات تک نا کرتا تھا
عبیر اپنی خواہشات حرام خوری سے پوری کرتا تھا

سنے آج تک الویرا کی طرف نظر بھر کر بھی نہیں دیکھا تھا

کیا سوچ رہے ہو ڈیل منظور ہیں تو ٹھیک ورنہ میں چالا

اجلال ابھی اٹھتا عبیر نے اسکا ہاتھ پکڑ کر روک لیا

شیطان حاوی ہو گیا تھا ایک محرم رتبے پر قادر شوہر

اپنی ہی بیوی کا سودا کرنے چلا تھا

آج ایک اور مرد نے ثابت کیا کہ مردوں پر ہد سے زیادہ

بھروسہ انہیں کہی کا نہیں چھوڑتا



ابرار حویلی پہنچا ساری حویلی میں خاموشی کا
راج تھا حویلی روشنی میں جگمگا رہی تھی
کل اسکا نکاح تھا اسکی من پسندیدہ عورت سے
اسکے مونچھوں تلے انابی لب مسکرائے تھے
مسکراہٹ تو تب سمٹی جب اسے خیال آیا کہ
اسکی رخصتی اگلے سال طے پائی گئی ہیں

آہہ! بیگم بڑا زلم کیا آپ نے

وہ بڑبڑاتا اپنے کمرے کی جانب بڑھا



وہاج خان کی کار حویلی آکر روکی

منیزہ اندر کی جانب بڑھ رہی تھی تبھی اسکے کانوں

میں خر دماغ خان کی آواز گونجی

! یار اتنے سارے شاپنگ بیگ کون اٹھے گا

اسکے جملے کو اگنور کرتی وہ اندر کی جانب بڑھی

چڑیل! جس سے بھی شادی ہوگی نا تمہاری یقین سے کہا تا

وہ بیچارے پھانسی لے لے گا پھانسی

وہ منہ کے زاویہ بناتے ہوئے بولا

!منیزہ

کاشف اور طلحہ بھاگتے ہوئے منیزہ سے لپٹے

وہ دونوں کے گالوں کو زور سے چومتی صوفے پر

بیٹھی

تبھی اسے نین نے پیچھے سے زور سے گلے لگایا

منیزہ نے چوکتے ہوئے پیچھے دیکھا وہ پر نین

کو پا کر وہ زور سے چیخی

او مائی گاڈ تم یہاں پر

پرپل آنکھوں میں ہلکی نمی تھی

کیسا لگا سر پر انز

نین کے بھی ہیزل آنکھوں میں نمی تھی

یار ہم بھی ہیں

دونوں کے کانوں میں آبر اور لیل کی آواز گونجی

تمہیں کیسے بھول سکتی ہوں جانم

منیزہ آبر کی طرف بڑھتی اسے اپنے گلے لگا گئی

آپ دونوں دور راہو منیزہ سے

طلحہ نے ننھے ماتھے پر بل ڈالے کہا

اسکی بات سن سب کے قہقہہ بے ساختہ تھے

یار کافی پوسسیوئس ہے ان دونوں میں تمہارے لیے

ننین نے شرارت سے کہا

یار اب تو اٹھالو یہ بیگس

وہاج خان کا رونا تو ایک ہی تھا جس کا راگ گاتے

وہ حویلی کے اندر آیا

سامنے لڑکیوں کو کھڑا دیکھ اس کا چہرہ سنجیدہ ہوا

اسلام علیکم وہاج لالا

نین نے احترام سے سلام کیا

و علیکم السلام نین؟

وہاج نے نرم تاثر دیتے ہوئے کہا

جی

وہ مسکرائی تھی

وہ آگے بڑھتا اسکے

اور آبر کے سر پر عقیدت سے ہاتھ رکھتا

تھوڑی گفتگو کے بعد اوپر کی جانب بڑھا

ابھی عشاء کی اذان ہونے میں کافی وقت تھا

اسلے وہ چاروں سیٹنگ روم کی طرف بڑھی

اور ساتھ میں کاشف اور طلحہ بھی تھے

جو منیزہ سے ہی چپکے ہوئے تھے

منیزہ! آپ ان معصوم بچوں کو اپنی عادت ڈال کر
ابرار کی طرف بھاگنے کی فرات میں ہیں تو پھر کیا ہوگا

انکا

نین نے مسکراہٹ روکتے ہوئے کہا

منیزہ! کہی بھی نہیں جارہی ہیں

جواب کاشف کی طرف سے تھا

س نے کہا وہ تو کل ہی ابرار لالا کے نکاح میں آنے کے بعد

انکی ہو جائے گی آپ کا تو پتہ کٹ سمجھو

نین نے سنجیدگی سے کہا

کیا نتاح ترنے سے منیزہ ابرار چاچو کی ہو جائے گی

طلحہ نے سنجیدگی سے کہا اسکے ماتھے پر ننھے بل دیکھ

وہ مسکراہٹ روکتے ہو اسے دیکھ رہی تھی

ہاں ہمیشہ کے لیے

نین بھی با مشکل قہقہہ ضبط کر رہی تھی

تو میں تر لو گا نتاح

کاشف اور طلحہ نے ایک زبان کہا

ان چاروں کا ضبط جواب دے گیا چاروں لوٹ پوٹ

ہو کر ہنسی تھی

افف یار آپ چھوٹے وہ نا وہ نہیں کرئے گی آپ سے

لیل نے پیار سے سمجھایا

منیزہ آپ میرا انتظار ترنا میں بڑا ہو تر آپ سے نتاح ترو گا

منیزہ کے چہرے کو اپنے چھوٹے چھوٹے ہاتھوں میں

لیے کاشف نے پیار سے کہا

ٹھیک ہیں

منیزہ نے شدت سے گال کو چومتے ہوئے کہا



ڈیڈ! میں تب بڑا ہوں دا

کاشف نے معصوم شکل بناتے ہوئے کہا

کیوں کس نے کہا میرا شیر چھوٹا ہیں

صدا سے اپنے سینے پر لیٹاتا اسی کی ٹون میں کہا

وہ جب سے ڈیز کر کے روم میں آیا تھا

اسے نے کاشف اور طلحہ کے چہرے پر سنجیدگی کے
تاثرات دیکھے تھے

طلحہ تو تھوڑی دیر پہلے سو گیا تھا

مگر کاشف ابھی بھی سو نچوں میں گم تھا

اگر میں بڑا ہو تو آپ میری سادی منیزہ سے کرا دے

کاشف نے آنکھوں میں چمک لے کہا

کیا

صمد خان کا تو منہ ہی کھل گیا

ہاں نا ترا دے پھر

اسنے مناتے ہوئے کہا

اپ سے یہ سب کس نے کہا

صمد خان نے سنجیدگی سے کہا

نہیں آپو سے سنا کے وہ ابرار چاچوتے نتاح کرنے

والی ہیں اور اگر اتنا نتاح ہو دیا تو وہ ہمیں تھوڑ تر

تلی جائے گی

س نے کر سٹل گرے آنکھوں میں موٹے موٹے آنسوؤں لائے

ہوئے کہا

وہ آپ کو چھوڑ کر نہیں جائے گی

صمد خان نے اسکے گالوں کو چومتے ہوئے کہا

سچی

کاشف نے چہکتے ہوئے کہا

ہممم

اسنے ہامی بھری

کاشف کے چہرے پر اطمینان تھا

اب وہ اس معصوم کو کیسے سمجھاتا کے

جانے والے کو روکا نہیں جاسکتا

صد گہری سانس بھرتا نیند کی آغوش میں اتر

چالا گیا



منیزہ کے چہرے پر سرخی چھائی تھی

میں اپنے رب کا جتنا شکر ادا کرو کم ہیں منیزہ"

"آپ میری زندگی میں شامل ہونے والی ہیں

ابرار کے لفظ اسکے کانوں میں گونج رہے تھے

میں بھی سائیں

وہ اپنا گلابی نچہ لب دانتوں میں دبائیں شرمیلی سی

مسکراہٹ روک رہی تھی

جبکہ دور کھڑی قسمت اسکے خوش ہونے

پر قہقہہ لگا اٹھی تھی

کیا محبتیں اتنی آسانی سے مل جاتی ہیں؟



ایک خوبصورت صبح کا آغاز
وہ سنگل صوفے سے پشت ٹکائے
سگریٹ کے گہرے گش لے رہا تھا
اسکے قیمتی بوٹوں کے اطراف لاتعداد
میں استعمال کی ہوئی
، سگریٹ بکھری تھی

کمرے میں ہر طرف اندھیرے کا راج تھا

سیگریٹ کا دھواں اس کمرے کو

اپنی لپیٹ میں لے ہوئے تھا

ہیزل گرین آنکھوں میں سرخی کی دمک تھی

جو اس بات کا پتہ دے رہے تھے کہ

اسنے رات بھر پلک بھی

نہیں جھپکائی ہوگی

اسکے ہونٹ گلابی سے سیاہ مائل ہو رہے تھے

عموماً اسکے دروازے پر دستک ہوئی

آجاؤ

اسکی بھاری مردانہ آواز گونجی

اس شخص نے جیسے ہی دروازہ کھولا اسکا استقبال

اندھیرے نے کیا

وہ اپنی نظریں جھکا تا اس تک پہنچا

جیسے وہ بھی اندھیرے میں دیکھنی کی قابلیت رکھتا ہو

آپ کے مطابق میں نے عزیز کو بیسمنٹ میں قید کر دیا

ہیں مگر اسکی حالت کافی خراب۔۔

ابھی وہ بات جاری رکھتا اس سے قبل وہ دھاڑا تھا

اسکی کے گندے وجود کو اور اذیت دو

اتنی دو کے وہ سانس بھی با مشکل لے پائے

اور ہاں اگر وہ مرا یا میرے کہہ کے مطابق تم نے اسکی

حالات ویسی نہیں کی تب تمہارے ساتھ کیا ہوگا

وہ تم بھی اچھی طرح سے جانتے ہو

اسکے وجود میں شرارے پھوٹ رہے تھے

جسکے اسکی دھاڑ پر اس شخص کے وجود میں

لذراہٹ پیدا ہوئی ماتھے پر ہلکے ہلکے پسنے کے بوندیں

چمکنے لگیں تھی

وہ سر کو خم دیتا اسے جانے کا کہا

وہ پھر سے صوفے سے پشت ٹکا گیا

اچانک اسکا شیطانی قہقہہ گونجا

! آہہہہ

وہ دھاڑا ہوا اپنے سامنے رکھی کانچ کی

ٹیبیل کے ٹکڑے ٹکڑے کر گیا

اسکے خوبصورت مردانہ ہاتھوں میں کانچ کے

ٹکڑے بے دردی سے پیوست ہوئے

مگر یہاں پروا کی سے تھی

اسکے ہاتھوں سے خون پانی کی

طرح بہتا بے داغ قالین کو بھگو گیا

اسی طرح تیرے ایک ایک آدمی کو قبر کی نچلی سطح

تک دفناؤں گا تو نے مجھے ہر وہ وجوہات دی کے میں

سے نفرت کرو تو نے مجھے شیطان بنانے میں کوئی کسر نہیں

چھوڑی

اور اس شیطان کا تجھ سے وعدہ ہے کہ

وہ تیری ساری خوشیوں کو نگل جائے گا

تیری زندگی میں جہنم کی نظر کر دو گا

جیسے تو نے میری زندگی کو کی تھی

The Lucifer will be back

Just wait and watched



This is the promise of Lucifer to you

میں تجھے اسطرح موت دونگا کے تیرے مردہ وجود

کو تک ہاتھ لگانے سے لوگوں کی روحیں کانپ جائے

اب لوسیفیر کی دھاڑ پھر سے جناتی قہقہہ میں بدلی

اسکے ہیزل گرین آنکھیں لمحہ بالمحہ مزید سرخ ہو رہی تھی

اچانک اسکے ذہن کی اسکرین پر نیلی آنکھوں والی

کا بارش میں بھگا وجود اتر ا

اسکے خوبصورت نقش پھر سے تنے

میں تمہیں بے انتہا محبت دوں گا ہنی "

" وہ بھی قید کی صورت میں

اس شکاری کا دل بڑا بے ایمان ہیں

کاش اس رات تم مجھ جیسے درندے

کی نظروں میں نہ آتی

تو خوشی سے زندگی گزار رہی ہوتی مگر افسوس

اس شکاری کا شکار بنے کی علاوہ تمہارے پاس کوئی

دوسرا آپشن موجود نہیں ہے

وہ آنے والے وقت میں اس نیلی آنکھوں والی

کی بے بسیا میجن کرتا طنزیہ مسکرایا

will capture You within my reach

Your Lucifer is waiting for you

"Honey"

اب اسکی مسکراہٹ اس پری کے

پیکر کے خیال میں ڈوبی

ہوئی تھی

وہ لوسفر تھا

"جو چاہت دیتا بھی تو قید کی صورت میں"



دروزہ کھٹکھٹانے کی آواز پر وہ ہڑبڑا کے اٹھی

پرپل آنکھیں کھولے اسنے سامنے دیوار پر لگی

گھڑی کی جانب

دیکھا جو فجر کا وقت بتا رہی تھی

اتنی صبح کون ہو سکتا ہیں

ابھی وہ اپنی سوچوں میں گم ہوتی

دروازہ ایک بار پھر سے بجا

سائیڈ ٹیبل سے اپنا دوپٹہ اٹھاتے

وہ جلدی سے دروازے کی جانب بڑھی

دروازہ کھول کر اس نے سامنے دیکھا

وہاں پر تو کوئی بھی نہیں تھا

تب اس کی نظر اچانک نیچے پڑی

جہاں پر طلحہ اور کاشف ماتھے

پر ننھے ننھے بل ڈالے منیزہ کو گھور رہے تھے

اپ نے اتنی دیر کیوں کی دروازہ کھولنے میں

سوال طلحہ کی طرف سے آیا تھا

اتنی صبح کون اٹھاتا ہے پھر

منیزہ نے بھی پٹ سے جواب دیا
اپ کو نماز کے لیے دیر ہو جاتی منیزہ
کاشف نے ماتھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا
سوری میں اسندہ خیال رکھوں گی
منیزہ کو ندامت کا احساس ہوا
منیزہ نے دونوں کو غور سے دیکھا
سفید کرتا پجامہ پہنے اپنے گرد سیاہ شال
لیے وہ چھوٹے سے پٹھان لگ رہے تھے

اوپر سے ان کی گوری دودھیا رنگت میں

ہلکی ہلکی سرخی تھی

اف منیزے کا دونوں پر بروقت پیار آیا

وہ نیچے کو ہوتی دونوں کے

گالوں کو باری باری چوم گئی

اور وہ عادتاً مطابق بالکل

لڑکیوں کی طرح شرم رہے تھے

جس پر منیزہ بے ساختہ ہنسی

اچھا اب یہ بتائیں یہاں اتنی صبح

انے کی کیا وجوہات ہیں

اسے یاد پڑتا تھا کہ فجر کے وقت تو دونوں نے

کبھی منیزہ کو نہیں اٹھا یہ پہلی بار تھا

دونوں کو بیڈ پر بٹھاتے ہوئے کہا

ہمیں اپ سے کوئی ضروری بات کرنی ہے

جواب کاشف کی طرف سے تھا

جو اپنی کرسٹل گرے انکھیں چھوٹی کیے

ہوئے منیزے کو گھور رہا تھا

کیا بات کرنی ہے منیزہ بھی سنجیدہ ہوئی تھی

کیا آپ نکاح کے بعد ہمیں چھوڑ کر چلی جائیں گی

کاشف کی آواز میں نمی تھی

نہیں ابھی تو نہیں جاؤں گی اور

آپ ٹینشن نہ لیں میں روز آپ لوگوں سے ملنے آؤں گی

منیزہ کی سنجیدگی اور بڑی تھی

وہ بری طرح اس کے ایڈکٹڈ ہو گئے تھے

اب وہ پریشان کن حالت میں ان دونوں

کے چہرے دیکھ رہی تھی

جو اب کافی مرجھائے ہوئے سے لگ رہے تھے

منیزہ کے کہنے پر کمرے میں خاموشی چھا گئی تھی

ف اور طلحہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے خاموشی

سلسلہ تک ٹوٹا جب طلحہ نے کہا

اچھا ٹھیک ہے اب ہم چلتے ہیں

دونوں سنجیدگی سے کہتے باہر کی جانب بڑھے

منیزہ نے محسوس کیا تھا

کہ وہ اس سے ناراض ہو گئے تھے

اف اب میں کیا کروں

وہ تھکی ہاری نڈھال سی بیڈ کروان سے ٹیک لگا گی

منیزہ کو بھی تو انکی عادت تھی



حویلی میں تیاریاں زور شور سے ہو رہی تھی

لڑکیاں بھی پارلر ریڈی ہونے چلی گئی تھی

گھر میں صرف مرد حضرات موجود تھے

یا اللہ ان لڑکیوں کو کوئی لے کر تو

اوکب سے گی ہوئی ہے ابھی تک نہیں آئی

نفیسہ خان کے بس ہو چکی تھی اب

نین اور آبر بھی منیزہ اور لیل کے ساتھ گئی ہوئی تھی

نفیسہ خانم کی بات سنتا

وہاج خان ان لوگوں کو لانے کے لیے نکل چکا تھا



ماشاء اللہ کتنی خوبصورت لگ رہی ہو منیزہ تم

نین نے ستائش نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا

جو اس وقت سفید گراہ پہنے

جس پر گولڈن اور سلور کام کیا گیا تھا

سر پر خوبصورت کامدار والا لال رنگ کا دوپٹہ

جو فل گولڈن ورک سے سجا ہوا تھا

جس پر خوبصورتی سے "ابرار کی دلہن" لکھا ہوا تھا

اس پر دلہن والا روپ ٹوٹ کر بکھرا تھا

ہلکا میک اپ کیے لبوں پر ڈیپ ریڈ لپسٹک لگائیں

اسٹائلس سی ہیر سٹائل بنائیں

وہ بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی

اس پر تصاد اسکی پرپل آنکھیں

وہ کیسی کو بھی اپنے سحر

میں جکڑنے کی طاقت رکھتی تھی

منیزہ نے پرپل آنکھیں اٹھا کر سامنے دیکھا

جہاں پر نین پیچ رنگ کی فراک پہنے

ہم رنگ ڈوپٹہ اچھے سے

پہلے ہوئے میک اپ کے نام پر صرف ہیزل گرے آنکھوں

میں کاجل ، ہونٹوں پر لپس گلوں ، اسے بلش کی

ہرگز ضرورت نہیں تھی

اس کے گلابی سرخ گال اس پر بلش کا

کام کرتے تھے

سنہرے بالوں کو کھجوری چوٹی میں بندھے

وہ خوبصورتی کا پیکر لگ رہی تھی

لیل اور آبر کی ڈریسنگ میچنگ تھی

دونوں نے ہلکے گلابی رنگ کا فراک پہنا ہوا تھا

اس پر تصاد ہلکا میک اپ کے وہ دونوں بھی

کانچ کی گڑیا لگ رہی تھی

ہاں منیزہ اپو آپ واقع بہت خوبصورت لگ رہی ہوں۔

آبر بھی خوبصورت گرین آنکھوں

سے اسے گھورے جارہی تھی

تم بھی یار دل پر بجلیاں گرانا کا بعض بن رہی ہو

اگر میں لڑکا ہوتی نا تو تم سے شادی ضرور کرتی

منیزہ نے آنکھ ونگ کرتے ہوئے کہا

یہ سن بیچاری آبر کے گال لال ٹماٹر ہوئے تھے

اچھا اپو آپ کا میرے بارے میں کیا خیال ہیں

لیل نے گھورتے ہوئے کہا

وہ کتنی بھی معصوم کیوں نا ہو مگر اپنے رشتوں کو

لے کر وہ بے حد پوزیسو تھی

پھر منیزہ تو اس کی ایکلوتی بہن تھی

اچھا کوئی نا میں تم سے بھی کر لیتی

منیزہ نے مسکراہٹ چھپاتے ہوئے کہا

اسکا مطلب تم دو دو شادیاں کرتی

نین نے طنزیہ کہا

محترمہ شاید آپ بھول رہی ہیں کے مرد چار چار

شادیاں کر سکتے ہیں

منیزہ نے سیڈ اسمبل پاس کرتے ہوئے کہا

اسکی بات سن آبر اور لیل کا قہقہہ بے ساختہ تھا

نین بھی مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلایا

کچھ نہیں ہو سکتا منیزہ تمہارا

میم آپ سب کو لینے کوئی باہر آئے ہیں

تبھی پارلر والی میڈ ان سے مخاطب ہوئی

!جی اچھا

سب اپنے آپ کو شالوں سے کور کرتے باہر کی جانب بڑھے

سب نے سامنے کی جانب دیکھا

جہاں پر وہاج خان گاڑی سے ٹیک لگائے کھڑا تھا

جو اس وقت کالی شلوار قمیض پہنے

براؤن بالوں کو جل سے سیٹ کئے پٹھانی خوبصورت نقش

لئے وہ کیسی کا بھی دل ڈھڑکا سکتا تھا

کیا بات ہے آج تم مجھے انسان لگ رہے ہو

منیزہ نے دانتوں نمائش کراتے ہوئے کہا

ویسے آپ بھی اِنج چڑیل سے دائن لگ رہی ہیں

اتنا میک اپ کون کرتا ہے یار

وہاں نے افسوس کرتے ہوئے کہا

جب کے اسکی بات سن سب کے قہقہے بے ساختہ تھے

بیچاری منیزہ اسکا تو منہ ہی کھل گیا تھا

کون سے اینگل سے تمہیں میرا میک اپ زائد لگ رہا ہے

اسکا چہرا غصہ سے سرخ ہوا تھا

رائٹ والے اینگل سے

وہ بھی وہاج خان تھا اگر کوئی طنزیہ مقابلہ ہوتا تو

پہلا ایوارڈ اس خر دماغ خان کو جاتا

اگر تم دونوں کا ہو گیا ہو تو چلے

نین نے وائٹ فلیگ لہرانے والے انداز میں کہا



نکاح کا انتظام باہر لاونچ میں کیا گیا تھا

وہاج خان کی نظریں بے چینی سے کیسی کی منتظر تھی

مگر نا جانے وہ ابھی تک آئی کیوں نہیں تھی

کیا بات ہیں کس کا انتظار ہو رہا ہیں

شہزاد شاہ نے مسکراہٹ روکتے ہوئے کہا

وہ حویلی کے کونے میں تھے جہاں سے انٹیرنس گیٹ

دیکھائی دیتا تھا وہاج کی نظریں انٹیرنس گیٹ پر کب سے

جی تھی بل آخر وہ بول پڑھا

شہزاد شاہ جو اس وقت گرے شلوار قمیض پہنے
بالوں کو جل سے سیٹ کئے خوبصورت نقش میں شرارت
لے وہاج کو دیکھ رہا تھا
تیری ہونے والی بھابھی کا
وہاج خان نے آنکھ ونگ کرتے ہوئے کہا
تیری ہمت کیسے ہوئے مجھے چھوڑ کر دوسروں
کے ساتھ گوٹور گو کرنے کی

Balam mere cheater hogye

Baaj se teetar hogye
Padosan ki nazaro ke
Attention seeker hogye

شہزاد نے شفاف کانچ کی کالی آنکھوں

میں آنسوؤں لے ہوئے کہا اور اینڈ کو مزید ایموشنل کرنے

کے لیے اپنی خوبصورت آواز میں سونگ بھی گا گیا

وہاج خان کا منہ پورا کھول چکا تھا

وہ بنا پلک جھپکائے ہونقوں کی طرح اسے دیکھ رہا تھا

دیکھ میری بات سن۔۔

شہزاد اسکے قریب آتا

اس سے پہلے وہاج خان چیخ پڑا

دور ہٹ پاگل کہی کے

دوستی کرنے سے پہلے مجھے معلوم ہوتا نا

تیرا جنڈر الگ ہے میں کبھی تجھ سے دوستی نہ کرتا

اب کی بار منہ کھلنے کے باری شہزاد کی تھی

کتے کینے خر دماغ کے

استغفر اللہ میں مزاق کر رہا تھا

تو نے کیا سوچ لیا کے میں۔۔ تھو ہیں تیرے اوپر

شہزاد نے منہ کے زاویہ بگڑتے ہوئے کہا



صمد خان اس وقت سفید شلوار قمیض پہنے

اپنے گرد سیاہ شال اوڑھے

کیسی سے فون پر گفتگو میں لگا ہوا تھا

جبکہ اسکے چھوٹے پٹھان منہ پھولے

خاموشی سے بیٹھے ہوئے تھے

کاشف اور طلحہ دونوں نے سیاہ کوٹ پینٹ زیب تن

کیا تھا وہ دونوں خوبصورت لگ رہے تھے

!اسلام علیکم

اس پر تصاد اسکے کانوں میں ابان شاہ کی

آواز گونجی اسنے فون کاٹ ہوئے اسکی طرف دیکھا

جو اس وقت سفید شلوار قمیض پہنے اسکے اوپر

ویسٹ کوٹ ڈالے نیلی آنکھیں صمد خان پر گاڑے ہوئے

اہل نہیں آرہا ہیں کیا

ابان نے سنجیدگی سے کہا

نہیں! جس کام کے لیے وہ گیا ہوا ہے ابھی وہ پورا

میں ہوا ہے اسلے اس نے کہا کہ وہ چند دنوں تک آجائے گا

صمد خان نے بھی سنجیدگی سے کہا

ابھی دونوں بات کا آغاز پھر سے شروع کرتے

آغا خان کی پریشان کن آواز گونجی

ادھر آو صد خان

آغا خان نے پریشانی سے اسے اپنے پاس بلایا

کیا بات ہیں آغا خان

صد خان جلدی ان تک پہنچا

میری پھول جیسی بچی سے نکاح کر لو صد خان

اسکے پاک دامن پر سوال نہیں اٹھنے چاہیے

اسے تکلیف میں دیکھ کر میں واقع مر جاؤ گا

آغا خان کی حالت قابل رحم تھی

مگر میں کیسے۔۔۔

صمد خان کا دماغ سن ہو چکا تھا

پلیز نامت کہنا

آغا خان نے سنجیدگی کہا

ٹ۔۔ ٹھ۔۔ ٹھیک ہیں

صمد خان کے الفاظ ٹوٹ ٹوٹ کر ادا ہو رہے تھے



منیزہ بلال چوہدری ولد بلال چوہدری آپ نکاح
صمد خان ولد زکون خان کے ساتھ حق مہر دس کڑوڑ
طے پایا جاتا ہے کیا آپ کو قبول ہیں
(سوری اگر کوئی غلطی ہوگی ہو تو)

اپ میری زندگی کا وہ خوبصورت باب ہیں "
"جیسے میں چاہ کر بھی نہیں بھول سکتا

"محبت خوش نصیب والوں کو ملتی ہیں"

"آپ سے محبت میرے لئے بہت عزیز ہیں"

کیسے کے جملے اسکے کانوں میں گونج رہے تھے

بس فرق اتنا تھا کی کبھی وہ خوبصورت

رس گھولنے والے لگتے تھے مگر اب

سانپ کے زہر سے بھی بدتر لگ رہے تھے

اسکے ہونٹوں پر زخمی مسکراہٹ تھی

!قبول ہیں

(میں آپ کے بنا مر جاؤ گی سائیں)

!قبول ہیں

امید کرتا ہو تمہاری اور میری یہ آخری ملاقات ثابت ہوگی

!قبول ہیں

ان للہ و ان للہ راجعون)

(نا ملنے والی محبت کا سلسلہ ختم ہو چکا تھا

اسنے نا ملنے والی محبت پر فاتحہ پڑھا تھا

آج پھر تقدیر فتح مندی سے مسکرائی

آج پھر محبت ہار چکی تھی

سچ کہتے ہیں کی محبت نا

جینے دیتی ہیں نا ہی مرنے

وہ ہمیشہ انسان کو نیم مردہ حالت میں رکھتی ہیں



صمد خان ولد زکون خان آپ کا نکاح

منیزہ بلال چوہدری ولد بلال چوہدری سے حق مہر دس

کڑاؤڑ پایا جاتا ہیں کیا آپ کو قبول ہیں

اسکے کانوں میں کیسی خوبصورت مگر زہر میں ڈوبی آواز

گو نجی

آپ نے اگر میرے مرنے کے بعد کیسی سے شادی کی تو"

"میں بھوت بن کر آپ کو ڈرانے آؤ گی

"مجھے محبت میں شراکت داری قبول نہیں"

!قبول ہیں

بیوی ایس مائے فوٹ تم جیسے انسان کے نکاح میں)

(رہنا کون چاہے گا ڈافر

!قبول ہیں

(تم سے محبت نہیں تھی۔۔۔۔۔ کبھی نہیں تھی)

!قبول ہیں

(اگلی بار ملاقات ہوگی۔۔۔ سویٹ ہیز بند جی)

دونوں طرف آگ ایک جیسی ہی تھی

دونوں کے محبوب نے محبت کرنے کی سزا دی تھی

اور آج خدا نے دونوں کو ایک دوسرے کا محرم بنایا تھا

اب نا جانے آگے کیا ہونے والا تھا



یہ سب منظر دیکھ رہی گرے آنکھوں سے آنسوؤں

لڑیوں کے مانند گرتے اسکے چہرے کو بھگوگے

میرے اشکوں نے تھمنے سے انکار کر دیا
جب سے تصور کیا ہیں تمہیں کیسی اور کے ساتھ

!معاف کرنا جاناں

اسکی سرگوشی صرف اس تک محدود رہیگی



سناہیں کے اسکے بچپن کے منگیترنے "

" اسے چھوڑ دیا

منیزہ کو نکاح کے بعد اسٹیج پر لا کر بیٹھا دیا گیا تھا

اسکے بچپن کی محبت نے اس سے نکاح کرنے سے "

" انکار کر دیا

یہ جملہ آگ کی مانند سب لوگوں میں پھیل چکا تھا

ضرور اس میں ہی کوئی خرابی ہوگی

ہاں لگتا ہیں کہی چکر تھا شاید اسکا

ورنہ اس جیسی لڑکی کو کوئی کیوں۔۔۔۔

!چٹاخ

!چٹاخ

چٹاخ

ابھی وہ لڑکی اپنے جملے مکمل کرتی اسکے منیزہ اسٹیج

سے اترتی اس تک پہنچ کر اسکے لڑکی کے

چہرے پر ایک نہیں بلکہ تین تھپڑ ایک ساتھ

دے مارے تھے

اسنے مجھے نہیں میں نے اسے چھوڑا ہیں اور

تم ہوتی کون ہو میرے کردار پر انگلی اٹھانے والی

میرے ہی گھر میں کھڑے ہو کر

مجھ پر ہی گھٹیا الزام لگا رہی ہوں

میں ان لڑکیوں کی طرح نہیں ہو

جو چپ چاپ تم جیسوں کی بکواس سن لے

نکلو ابھی میرے گھر سے

آئندہ میری حویلی کے آس پاس بھی دیکھی نا

تو تمہارا منہ تمہارا منہ توڑ دوں گی

گیٹ لوسٹ

وہ منیزہ بلال چوہدری تھی

جیسے اپنی ذات سے عشق تھا

وہ خود اعتماد اور سز پھری لڑکی تھی خان حویلی کی

وہ کیوں کر اس کے جھوٹے اور گھٹیا الفاظ سنتی

ابھی وہ اس لڑکی کو دھکے مار کر نکالتی

صمد خان جلدی سے اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتا اسکی پشت

کو سینہ سے لگائے اسے اپنے حصار میں لے گیا

وہ خونخوار شیرنی کی مانند چھٹپٹائی تھی

نین اس لڑکی کو کو باہر چھوڑ آو

سب پہلے سے ہی کافی مایوس تھے کیونکہ کے

منیزہ کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات کے علاوہ

کوئی اور تاثر نہیں تھا

منیزہ کی حالت ایک زندہ لاش کی طرح

ہو چکی تھی

مگر اسے اپنی ٹون میں آتا دیکھ حویلی والوں کے

چہرے پر دبی دبی مسکراہٹے بکھری

اس زبردستی نین کے ساتھ حویلی جانے کا

حکم صادر کرتا وہ مہمانوں کو پ رخصت کرنے لگا



نین نے جیسے تیسے کر کے منیزہ کو کمرے میں

بیٹھایا

تم وہاں نا آتی نا تو اگر تم وہاں نا آتی نا تو میں اسکا کب کا مر

توڑ دی

منیزہ کا غصہ تھا کہ کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا

منیزہ بس کرو یار

نین نے پانی کا گلاس منیزہ تک بڑھایا

جو ایک ہی سانس میں پی گی

کیا ہوا میری بچی ٹھیک ہے

مریم خان اندر آئی

بلکل فیٹ مام

منیزہ نے مریم کو دیکھ کر مصنوعی مسکراہٹ دیتے

ہوئے کہا

نین منیزہ اور مریم کو اکیلا چھوڑ باہر نکل گی

اپنی ماں سے چھپاؤں گی

مریم نے منیزہ کی مصنوعی مسکراہٹ دیکھتے ہوئے کہا

اچانک منیزہ کا ضبط ٹوٹ

اسکی آنسوؤں اسکا چہرہ بھیگو گے

اسکی دبی دبی سسکیاں دھاڑوں میں بدلی

وہ بے ساختہ زمین بوس ہوئی

م! وہ۔۔۔۔ کہہ۔۔ رہا۔۔ تھا۔۔ وہ مجھ سے محبت۔۔ نہیں

رتا۔۔ مگر۔۔ اسکے الفاظ میں۔۔ میں نے کھوٹ۔۔ دیکھا

س۔۔ میں۔۔ مانے۔۔ کو تیار۔۔ نہیں تھی۔۔۔۔ مگر۔۔۔۔ و

اپنے۔۔ ساتھ۔۔۔۔ اسکی۔۔ بیوی۔۔ کو لایا۔۔۔۔ بیوی کو

وہ روتے ہوئے بے ساختہ ہنسی

اگر۔۔۔۔ اسکی۔۔ پسند شروع سے۔۔ کوئی۔۔ اور۔۔ تھی

--- کیوں --- کیوں --- اسنے --- کہا --- کے اپ --- میرے
لیے ---

عزیزوں --- میں سے ایک ہیں --- کیوں

اسکا ہنسنا پل میں سسکیاں میں میں بدلہ

مریم خانم کا دل پھٹنے کے در پر تھا

اپنی بہادر بیٹی کی ایسی حالت دیکھ وہ بھی

منیزہ کی طرح زمین پر بیٹھتی چلی گئی

ماں --- آپ کو --- بھی --- کیا --- یہ لگتا ہیں کہ --- مجھ

میں کچھ۔۔۔ خرابی۔۔ ہیں۔۔ جس کی وجہ۔۔ سے۔

وہ۔۔۔ مجھے۔۔ چھوڑ کر چلا گیا

مریم منہ پر ہاتھ رکھے سسکیاں کا گلا گھونٹتے

نفی میں سر ہلایا

وہ اپنا سر گھٹنوں میں دے روتی جارہی تھی

مریم خان کی بس ہوئی تھی

وہ جلدی سے اٹھتی منیزہ کو گلے لگا گی

انہوں نے بن باپ کے منیزہ کو پالا تھا

وہ کمزور ہرگز نا تھی

اما۔۔۔ آپ۔۔۔ پلیز۔۔۔ مجھے۔۔۔ چھوڑ۔۔۔ کر مت۔۔۔ جانا

وہ روتے ہوئے مریم کے گلے لگی تھی

کبھی نہیں میری بچی

مریم نے اسے تسلی دی تھی



منیزہ شاور لے کر بیڈ پر بیٹھی

مریم خان نے کافی تسلیاں دی تھی

اسے سمجھا بجھا کر

صمد خان کے ساتھ رخصتی کا بھی بتایا

اسکے آنسوؤں ایک بار پھر سے اسکا چہرہ

بھگو گے

!نہیں رونا یا ر مجھے

حد ہوتی اتنی کمزور نہیں ہو تم

اسنے بے دردی سے آنسوں صاف کے

تبھی دروازہ کھول کر کاشف اور طلحہ اندر داخل ہونے

اپنے منیزہ کے صمد خان سے نکاح کے بارے

میں کچھ پتا ہی نا تھا

پتہ تو تب ہوتا جب وہ جاگ رہے ہوتے

ابھی جا کر انکی نیند پوری ہوئی تھی

دونوں باقاعدہ جمائی روکتے اندر داخل ہونے

منیزہ کو بیڈ پر بیٹھے دیکھ دونوں کی نیند سے بھری

آنکھیں پوری کھولی

کاشف کنفیوز سا منیزہ کو گھورے جا رہا تھا

ان دونوں کی موجودگی کا احساس تو منیزہ کو

تب ہوا جب اسکے کانوں میں طلحہ کی آواز گونجی

منیزہ اپو آپ تہاں تیا کلری ہو

(منیزہ اپو آپ یہاں کیا کر رہی ہو)

طلحہ بیڈ پر چھڑنے کی کوشش کرتے ہوئے بول رہا تھا

اسکی حرکت پر منیزہ کے ہونٹ بے اختیار مسکرائے

طلحہ اور کاشف کو بیڈ پر بیٹھتی وہ مصنوعی مسکراہٹ

لے انہیں دیکھ رہی تھی

آج سے میں ادھر راہو تو

منیزہ نے پرپل آنکھوں کو چھوڑا کے ہو کہا

شت میں آپ یہی توں دی

(سچ میں آپ یہی راہو گی)

منیزہ کے کہنے پر دونوں نے ایک زبان کہا

ہاں اب سے یہی راہو گی

دونوں کے گالوں کو چومتے ہوئے اسنے بے اختیار کہا
وہ دونوں اطمینان سے منیزہ کے ساتھ چپک کر سو گے
تھے

منیزہ کو دونوں کے ساتھ بات کر کے اچھا لگا تھا
مگر پھر اسکے خیالات اسی شخص کے اطراف گھومنے
لگے

صمد خان کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آیا
اسکے ناک کے نتھنوں سے جانی انجانی خوشبو

ٹکرائی

وہ سر جھٹکتا

الماری سے نائٹ ڈریس لیے وشرام کی جانب بڑھا

تھوڑی دیر بعد وہ وشرام سے نکلا

وائٹ ٹرائیک پینٹ پر بلیک بنیان پہنے ہوئے تھا

اسکے پھولے بازوؤں واضح ہو رہے تھے اسکے کسرتی

جسم پر بلیک بنیان دلکش لگ رہی تھی

مجھے بھوک لگی ہیں!

بال خشک کرتے ہاتھ روکے تھے

منیزہ نے سائنڈ لیمپ اون کرتے ہوئے کہا

صمد خان کو اسکی بات کا مطلب سمجھ نہیں آیا

ٹھیک ہیں کھالو

اسنے لاپرواہی سے کندھے اچکائے

مجھے سے اٹھا نہیں جا رہا ہے آپ لا کر دے

منیزہ نے دانت پستے ہوئے کہا

وہ بالکل بھی اسکے ناول کے سالار کی طرح

نہیں تھا کتنی خواہش تھی اسکی ساری خواہشات

پانی میں ڈوبتی ہوئی محسوس ہوئی

اس لڑکی کو تو مارتے ہوئے آپ کی طبیعت

اچھی تھی

صد خان مصنوعی طنزیہ انداز میں کہا

نہیں لانا تو نہیں کہ دے طنز کرنے کی ضرورت نہیں ہیں

اور رہی بات اس چڑیل کی تو

یہ کام آپ کا تھا کہ سب کے منہ بند کر آتے کے

" کوئی میری بیوی سے سوال نہیں کرے گا "

مگر نہیں آپ تو ٹھہرے ماما بوائے

خاموشی سے جو کھڑے رہنا تھا ہیں نا

منیزہ اپنا غصہ صمد خان پر اتارتی

کانپتے ہوئے وجود کے ساتھ بیڈ سے نیچے اتری

صمد خان اگے بڑھتا اسکی نازک کلامی پکڑ گیا

بیٹھ جاو میں لے کر آتا ہو

اور رہہ بات نہ بولنے کی تو مجھے لگتا ہے کہ

تمہیں کیسی کی ضرورت نہیں ہیں

تم اکیلے ہی سب پر بھاری تھی

مگر اسکا مطلب یہ نہیں کہ میں

تمہارے کے ساتھ کھڑا نہیں ہو

ہر موڑ پر تم مجھے پاو گی

اسے نرمی سے بیڈ پر بیٹھائے وہ باہر کی جانب

بڑھا اسنے یہ طنز مزاقانہ انداز میں کیا تھا

مگر منیزہ نے تو سیریز لے لیا

خطر ناک تو ہیں یار میری بیوی

ناجانے کیا ہوگا صمد خان تمہارا

وہ بڑبڑاتا کچن کی جانب بڑھا

صمد خان جس نے آج تک اچھے اچھوں کی حالت پتلی

کی تھی آج بیچارے کا منہ تو اپنی بیوی کے سامنے

کھول ہی نہیں رہا تھا



وہ سارا کام کر کے ابھی روم میں لوٹی تھی

اسکے ڈارک گرے آنکھوں میں نمی

اپنی عزیز دوست کی ایسی حالت دیکھ وہ بری طرح

ٹوٹی تھی

الویرا ادھر آو

عبیر کی آواز نے اسکے وجود کو سن کر دیا

اسے یاد نہیں پڑتا تھا کہ کبھی عبیر نے اسے

مخاطب کیا تھا

ج۔۔ جی۔۔ میں

اسنے حیرانی سے کہا

تمہارے علاوہ کوئی نظر آرہا ہیں

اسکی آواز سخت تھی

جی۔۔

وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس تک بڑھی

اسکی اوقات تو اس کمرے میں اسطرح تھی کی

وہ زمین پر سوتی تھی

یہ لو

عبیر نے اسکی طرف ایک بیگ بڑھایا

وہ خاموشی سے لرزتے ہاتھوں سے وہ بیگ پکڑ گی

کل ہم گھومنے جارہے ہیں اچھے سے تیار ہونا

وہ کہتا ایک بھی نظر اس پر ڈالے باہر کی جانب

بڑھا

الویرا نے بیگ کھول کر دیکھا

جس میں گلابی رنگ کی نفسین ساڑھی تھی

جس پر ہلکے گولڈن اسٹون سے کام کیا گیا تھا

ساڑھی کا بلوز آگے اور پیچھے سے گہرا تھا

اس بلوز پر بھی خوبصورت موتیوں سے کام کیا گیا تھا

وہ ساڑھی کافی قیمتی تھی

مگر بیہودی بھی اتنی ہی تھی

جس پر الویرا کا چہرہ سرخ ہوا تھا

عبیر اس سے محبت کرنے لگا ہیں

اسکی سوچ اسکے باتوں تک محدود رہ گئیں

یہ جانے بنا کے وہ تو اسکا سوداگر تھا



!کیا یہ بکواس ہیں

نہیں یہ نہیں ہو سکتا

ابرار لالا ایسے نہیں ہیں

حوریم کی آواز حیرانی میں ڈوبی تھی

وہ ضرور کام سے دبئی گی ہوئی تھی

اسے منیزہ کا نکاح صمد خان سے ہوا ہے اس بارے

ابھی ہی ابان شاہ سے فون پر معلوم ہوا تھا

ابان شاہ کے الفاظ اسکے پیروں تلے زمین کھسکا گے

وہ جانتی تھی کے منیزہ کی کتنی

اہمیت تھی ابرار کی زندگی میں

دونوں ایک دوسرے بے انتہا محبت کرتے تھے

بھائی میں رات دیر سے آوگی

میں ابھی منیزہ کے پاس جا رہی ہوں

وہ ٹیبل سے چابی اٹھاتی فون بند کر کے جلدی سے

باہر کی جانب بڑھی

اسکے آنکھوں سے آنسوں بہتے گلابی گالوں کو بھیگو گے

نیلی آنکھے سرخ ہوگی تھی

ابھی وہ باہر نکلتی

دیوار نما وجود سے ٹکرائی

اسی

ابھی وہ زمین بوس ہوتی

اسے بازوؤں سے پکڑ کر اپنی اور کھنچا

حوریم شاہ سیدھا اسکے چٹانی سینہ سے ٹکرائی

وہ ہوش میں آتی جلدی ہی اس وجود سے دور ہوئی

کیا آپ ٹھیک ہیں میم

الیاس نے نظر جھکائے کہا

جی

حوریم شاہ نے الیاس پر نظر ڈالی جو اسٹاف ڈریس

پہنے ہوئے تھا

وہ اسے ایسے ہی چھوڑے باہر کی جانب بڑھی

اسے جلد از جلد منیزہ کے پاس جانا تھا



منیزہ تیار ہو کے کاشف اور طلحہ کے ساتھ ہی

نیچے آئی تھی

ہلکے آسمانی پٹھانی فراک پر

ہم رنگ ڈوپٹہ سر پر اوڑھے

اپنے گرد سفید شال لپٹے بنا کوئی میک اپ کے وہ

خوبصورت لگ رہی تھی

مگر اسکا چہرہ سنجیدہ تھا

چہرے پر ہمیشہ رہنے والی مسکراہٹ بھی سیمیٹی ہوئی تھی
نوں کو کرسیوں پر بیٹھتی ابھی وہ بیٹھنے ہی والی تھی کے مریم

خانم کی آواز پر وہ پلٹی

منیزہ! صمد خان کہا پر ہیں

مریم خانم ٹیبل پر ناشتہ رکھتی مصروف انداز میں بولی

جی! مام وہ سو رہے ہیں

منیزہ نے بھی سنجیدگی سے جواب دیا

ٹھیک ہیں جاؤ اور اسے اٹھا کر لاؤ

جواب شائستہ خانم نے دیا تھا

جی میں

اسنے انگلی اپنے طرف کرتے آنکھے پھیلائے ہوئے کہا

! جی بیٹا آپ

شائستہ خانم نے مسکراہٹ روکتے ہوئے سنجیدگی سے کہا

! اچھا

وہ انگلیاں جٹکاتی اوپر کمرے کی طرف بڑھی



سب انتظام ہو گیا ہیں؟

اسکی گھمبیر آواز پر دوسری طرف موجود

بندوں کے ہاتھ پیر پھولا گے

ج۔۔ جی سر

اسنے ڈرتے ہوئے کہا

جانِ خان آپ آج اس خان کی خانم بنے گی
فون کٹ کرتے وہ خیالوں میں اس اسے مخاطب ہوا



وہ دروازہ کھولتی اسکی طرف بڑھی
جو صوفے بے آرام دہ انداز میں سویا ہوا تھا
اسکے پھولے بازوں دیکھ منیزہ کا
چہرہ پل میں سرخ ہوا تھا

رات اندھیرے کی وجہ سے وہ اسکے حالیہ پر

غور نہیں کر سکی تھی

اب اسکے نگے بازوں کو دیکھ اسکا

چہرہ لمحہ بالمحہ ٹماٹر کی طرح سرخ ہو رہا تھا

خان

منیزہ نے با مشکل اسے پکارا

مگر آواز تھی کے صد خان کے کانوں کو ٹکرانے کی بجائے

اسکے خود تک محدود رہ گئی تھی

خان

منیزہ کو اپنی کنڈیشن پر رونا آرہا تھا

وہ تھوڑا آگے بڑھتے اسکے کندھے پر ہاتھ مارتے اٹھانے

لگی

خان! نیچے سب ویٹ کر رہے ہیں آپ کا سو پلینز اٹھ۔۔۔

ابھی وہ بات جاری رکھتی اس سے قبل وہ اسکے ہاتھ

کو پکڑتا اس اپنے اوپر کھینچ گیا

منیزہ کی چیخ تو حلق میں ہی دم توڑ گئی

وہ اسکے کمر کے گرد مضبوط گرفت کرتا اسکی گردن میں

چہرہ چھپا گیا

یار! ارینہ تم سے کتنی بار کہو

دور رہ کر نہیں قریب رہ کر اٹھایا کرو

صد خان منیزہ کے گردن پر لب رکھتا

گھمبیر بے باک سرگوشی میں بولا

وہ ابھی اپنے ہوش میں کہا تھا اسے منیزہ کی بجائے

ارینہ کی آواز اپنے کانوں میں گونجتی محسوس ہوئی تھی

جسٹس لیومی! میں کوئی ارینہ نہیں ہو

منیزہ اسکے حصار میں جھپٹائی تھی

صد خان سرخی جھلکتی آنکھوں کو با مشکل کھولا

اپنے اوپر منیزہ کو دیکھ اسکی گرفت ڈھیلی پڑی تھی

منیزہ ڈھیلی گرفت پر اس پر سے جلدی اٹھی

آپ کو مام نیچے بولا رہی جلدی آجائے گا

وہ اسکی طرف ایک بھی نظر

ڈالے بنا روم سے باہر نکلی

صمد خان نے چہرے پر ہاتھ پھرتے

خود کو ہوش میں لانے کی

کوشش کی رات وہ دیر سے سویا تھا

ابھی کچھ دیر پہلے ہی

اسکی آنکھ لگی تھی

وہ سر جھٹکتا و شرام کی جانب بڑھا



مام وہ ابھی آرہے ہیں

منیزہ نے با مشکل اپنے آنسوؤں کو اندر

اترتے ہوئے کہا

ٹھیک ہیں

مریم خان بھی خاموش ہوئی

منیزہ اپو آپ میلے ساتھ بیٹھو

(منیزہ اپو آپ میرے ساتھ بیٹھو)

طلحہ نے پاس رکھی کرسی کی طرف ہاتھ کرتے ہوئے

معصومانہ انداز میں کہا

بات پر حویلی کے سب افراد کے چہروں پر دبی دبی مسکراہٹ
تھی

طلحہ بری بات مام کو کوئی اپو کہتا ہیں کیا
نین نے شرارت سے کہا
منیزہ نے گھورتے ہوئے نین کی جانب دیکھا
ست میں منیزہ ہماری ماما بہ
(سچ میں منیزہ ہماری ماما ہیں)
کاشف نے پر جوش انداز میں کہا

ہاں

لیل نے اسکی ناک کو انگلیوں کی پروں میں نرمی سے

پکڑتے ہوئے کہا

اسکے ہاں کہنے پر دونوں نے منیزہ کی جانب دیکھ

دونوں کو خود کو تکتا پا کر منیزہ نے

کنفیوز سہ ہاں میں سر ہلایا

وہ دو بیٹیوں کی ماں بنی تھی لفظ ماں پر اسکے دل نے

بیٹ مس کی

دونوں خوشی سے چہکے

چالو اب جلدی سے ناشتہ ختم کرو

دونوں کو پھر سے اپنی طرف دیکھتا پا کر

منیزہ نے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ کہا

ابھی مام بنے دیر بھی نہیں ہوئی

روعب جھڑنا بھی شروع کر دیا

وہاج خان نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا

منیزہ اس کے الفاظ پر بھی مسکرا کر رہ گئی

ج خان کو لگا تھا وہ ریاکشن دے گی مگر وہ صرف مسکرائی تھی

اسکی مسکراہٹ بھی وہاج کو مصنوعی لگی

آغا جان کی نظریں تو منیزہ سے ہٹ ہی نہیں رہی تھی

: ماضی

میں اپنی بیوی اور بیٹی آپ کے ذمہ چھوڑ کر جا رہا ہوں

آغا جان۔۔۔۔۔ پلیز انکا۔۔۔ خیال۔۔ رکھنا۔۔

میری۔۔ جان۔۔ بستی۔۔ ہیں منیزہ۔۔۔ میں

انکا خون میں لوت پوت ہاتھ بے جان ہوتا

آغا جان کی گود میں گرا تھا

حال:

معاف کرنا بلال۔۔

تمہاری بیٹی کی زندگی خراب کردی میں نے

اپنے آنسوؤں پیتے وہ منیزہ کو ایک ٹک دیکھے جارہے تھے

عموماً صد خان کی گھمبیر آواز گونجی

اسلام علیکم

وہ سلام کرتا منیزہ کی دائیں جانب والی کرسی پر بیٹھا

اسے اپنی طرف بیٹھتا دیکھ منیزہ کا دل زوروں سے دھڑکا

وہ نا محسوس انداز میں اس سے دور ہوئی تھی

اسکا دور جانا صمد خان کو طیش دلا گیا تھا

صمد خان نے منیزہ کو گھوری سے نواز

جیسے وہ سرے سے نظر انداز کر گئی

ابھی وہ پلیٹ میں پراٹھا ڈالتا

منیزہ پہلے ہی اسکے پلیٹ میں پراٹھا رکھ گئی

اور ساتھ ہی ساتھ اسکے کپ میں کافی بھی نکال گئی

اسکی اتنی کرم نوازی پر صمد نے چوکتے ہوئے اس کی

طرف دیکھا

جو اب مصروف انداز میں کاشف اور طلحہ کو ناشتہ

کر رہی تھی

سب ناشتہ کا اہتمام کرتے اپنے کاموں میں لگ گے

ڈانگ ٹیبل پر اس وقت صرف صمد خان موجود تھا

کافی کے سپ لیتے مصروف انداز میں کیسی سے فون پر بات

کر رہا تھا

اچانک صد خان کی نظریں کچن سے آتی منیزہ پر پڑی

جو سنجیدگی سے اوپر کی جانب بڑھ رہی تھی

منیزہ ادھر آو

صد خان کی آواز پر منیزہ نے سوالیہ نظروں سے

صد خان کی جانب دیکھا

جو پولیس یونیفارم میں کافی دلکش لگ رہا تھا

جی

وہ اس سے دو ہاتھوں کے فاصلے پر کھڑے پرپل آنکھوں

کو چھوٹا کے اس سے جواب کی منتظر تھی

قریب آئے

صد خان نے اگلا حکم صادر کیا

!کیا

منیزہ منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی

جو سکون سے کرسی سے ٹیک لگائے کافی کے گھوٹ

بھر رہا تھا

وہ گہری سانس بھرتی اس تک پہنچی

جی

وہ ابھی بھی اس سے کئی قدموں پر تھی

وہ اسکا ہاتھ پکڑتا اپنے سامنے رکھی کرسی پر بیٹھایا گیا

!آج صبح کے لے سوری منیزہ

اسکے ہاتھ کو نرمی سے تھامے صمد خان نے نظر جھکاتے

ہوئے کہا

کوئی بات نہیں

منیزہ نے دھیرے سے اپنا ہاتھ کھینچتے سنجیدگی سے کہا

جس پر صمد خان ہاں میں سر ہلاتا چابی لے باہر کی جانب

بڑھا

منیزہ کی نظروں نے اسکا دور تک پیچھا کیا



دیکھو اب تم منا نہیں کرو گی

حوریم شاہ تو سن ہی نہیں رہی تھی

منیزہ نے بے چارگی سے نین کی جانب دیکھا

یار حوریم اپو چھوڑ دے نا منیزہ کا دل نہیں

نین نے حوریم کو سمجھنے والے انداز میں کہا

یار تم خاموش رہو اس بے وقوف کو سمجھنے کی

بجائے مجھے ہی سمجھا رہی ہو

حوریم شاہ نے ڈانٹتے ہوئے کہا

اچھا خاموش میں چل رہی ہو

منیزہ نے ہاتھ کھڑے کر دے اب

یہ ہوئی نہ بات

حوریم شاہ نے پلین بنایا تھا کہ وہ سب لیڈیز کہی
گھومنے جائے گی تو منیزہ کا موڈ بھی اچھا ہو جائے گا
مگر منیزہ تھی کے ماننے کو تیار نہیں تھی تقریباً
دو گھنٹوں بعد مانی تھی

ٹھیک ہیں تو اب میں تم سب کو پانچ بجے پیک کرنے
آوگی ریڈی رہنا

حوریم شاہ منیزہ اور نین کو گلے لگاتے باہر کی جانب بڑھی

آبر اور لیل تو حویلی میں تھی ہی نہیں وہ
وہاج خان کے ساتھ کھیت گھومنے گی تھی



منیزہ کیا تم ریڈی ہو

نین دروازے پر دستک دیتے ہوئے بولی

جی

منیزہ نے مصروف انداز میں کہا

نین کی نظر سامنے کھڑی منیزہ پر گی جو اس وقت

ڈیپ ریڈ پٹھانی فراک پہنے

جس پر بھاری کام کیا گیا تھا

ہم رنگ ڈوپٹہ سینہ پر پھیلائے

گردن میں نازک سا نکلیس پہنے جو طہور خانم نے

خاندانی بہو ہونے کے ناتے دیا تھا

ہاتھوں میں خاندانی کنگن پہنے

آنکھوں میں کاجل کی موٹی لکیر کھینچے

ہونٹوں پر سرخ لپ اسٹک ، ہلکے سا بلش اپنے

گلابی گالوں پر لگائے

بالوں کو سامنے سے اسٹیلش ہیر اسٹائل کرے

باقی بالوں کو کھولا چھوڑے

وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی

نین کی آنکھیں تو منیزہ سے ہٹنے سے انکاری تھی

کیا ہوا ہیں

منیزہ نے اسکے آنکھوں کے سامنے چٹکی بجائی

ماشاء اللہ جانم خوبصورت لگ رہی ہو

نین نے ٹھہر کی انداز میں کہا

اپ بھی کچھ کم نہیں لگ رہی جانم

منیزہ نے نین کی جانب دیکھا

جس نے گرین کلر کی شلوار قمیض پہنی ہوئی تھی

بنا میک اپ بھی وہ بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی

وہ دونوں سڑھیاں اتر رہی تھی

تبھی منیزہ کے فون پر حوریم شاہ کی کال آئی

کیا ہوا ہیں کہا پر ہو یار

اسنے جھنجھلاہٹ والے انداز میں کہا

ارہے ہیں

منیزہ نے سنجیدگی سے کہا

اسکی مسکراہٹ تو غائب ہو کر رہ گئی تھی

وہ دونوں حویلی کی پارکنگ ایرے میں آئی

جہاں پر حوریم شاہ

گولڈن رنگ کی فراک پہنے

جس پر ڈارک بلو رنگ کرے اسٹون سے بھاری

کام کیا گیا تھا

بالوں کا خوبصورت سا جوڑا بنائے

وہ بھی خوبصورتی میں اپنی مثال قائم کر رہی تھی

وللہ کیا خوبصورت لگ رہی ہو جانم

حوریم نے بھی ٹھہر کی انداز میں کہا

جس پر نین کا قہقہہ گونجا تھا کیونکہ کہ

یہ الفاظ ابھی تھوڑی دیر پہلے وہ خود بھی بول آئی تھی

زہ کا چہرہ نہایت حد تک سرخ ہوا تھا اب یہیں کھڑے رہنا
بھی ہے انہیں ذہنی انکھوں کو گھماتے ہوئے کہا ہاں ہاں چلی

حرم شاہ نے ہاں میں سر ہلایا



س رپورٹ کے مطابق اس بچے کے باپ اپ نہیں ہیں سر

وہ ہاتھ میں پکڑی اس چھوٹی سی چیٹ

کو کئی سوے بار پڑ چکا تھا

منیزہ)

ابرار کی اواز پر وہ پلٹی تھی

جی

اس نے اپنی پرپل آنکھوں کو جھکاتے ہوئے کہا

اپ سے محبت میرے لیے بہت عزیز ہے

ابرار نے دھیمے لہجے میں کہا

منیزہ مسکراتے ہوئے بولا

میرے لیے بھی

وہ شرمیلی مسکراہٹ لے بولی

اپ مجھے ایسے چھوڑ کے نہیں

جاسکتے میں مر جاؤں گی اپ کے بغیر

کچھ تو رحم کرے مجھ

اسکے آنسوؤں اس کا چہرہ بھیگے

پر امید کرتا ہوں کہ اپ کی اور

میری یہ آخری ملاقات ہوگی
(ابرار کی سفاکی بھری آواز گونجی

اے

وہ دونوں ہاتھوں سے اپنا سر جکڑ گیا
ماضی (: نکاح کے ایک دن پہلے)
سر کوئی لڑکی آپ سے ملنے آئی ہیں
اسکے سکریٹری نے پریشانی کے عالم میں کہا

لڑکی

وہ زیر لب بڑبڑایا

رے تھری سوٹ میں ملبوس بالوں کو جل سے سیٹ ک مے

مردانہ کلائی میں بیش قیمتی گھڑی پہنے

وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہا تھا

ٹھیک ہیں بھیجے

سنجیدگی سے کہتا وہ لیپ ٹاپ پر اگلی میٹنگ کے سلسلہ

کاشیڈول دیکھ رہا تھا

پ کی وجہ سے صرف آپ کی وجہ سے میں کہی منہ دکھانے

کے لایق نہیں رہی ہوں

وہ طیش کے عالم میں دھاڑتی ہوئی اس تک آئی

اسکے رونے سے چھوٹی ناک گلابی ہو رہی تھی

اسکی سیاہ آنکھیں سرخی جھلک رہی تھی

کون ہو تم

ابرار کے ماتھے پر ڈھیروں بل پڑے

وہ لڑکی اس وقت سیاہ فراق پر جالی

دار ڈوپٹہ پہنے ہوئے تھی

اسکے ڈارک براؤن بال پشت پر بکھرے ہوئے تھے

تم مرد ذات ہوتی ہی ایسی ہیں

ایک بار استعمال کرنے کے بعد

اسکی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے

کیوں صحیح کہانا میں نے ابرار فاضل چوہدری

اسکی آواز اب پورے آفس روم میں گونج رہی تھی

کیا بکواس ہیں یہ کون ہو تم اور کیا بولے جارہی ہو

ابرار اسکے الزام پر بری طرح سلگا

!ہاہاہا

اتنا جلدی بھول گے آپ

کیا ہوں تھا ملک ہوٹل میں یاد ہیں کے نہیں

وہ طنزیہ ہستی ہوئی بولی

ابرار کو یاد پڑتا تھا کے وہ کیسی

برزنس میٹنگ کے سلسلے میں

ملک ہوٹل میں ٹھہرا تھا وہ کوئی تین

یا چار دن تک وہاں تھا

کیا کہنا چاہتی ہو تم صاف صاف کہو

ابرار کے ماتھے کی نسیمیں ابھرتی جا رہی تھی

جو سامنے کھڑی لڑکی کے وجود

کو لڑنے پر مجبور کر گئے

یہی کہنا چاہتی ہوں کے

آپ کی درندگی کی نشانی

میرے کوکھ میں پل رہی ہیں

وہ غصہ سے دھاڑی تھی

!کیا

ابرار بے یقینی سے بولا تھا

مجھے پتہ تھا کہ آپ جیسے بڑے

لوگ اس طرح کی باتیں

کبھی نہیں مانے گے

یہ دیکھیں ثبوت

وہ لڑکی اسکی طرف فون بڑھاگی

آپ میرے قریب مت آئے
ابرار ابھی اس پر جھکتا اس سے
قبل وہ روتی ہوئی بولی
فکر مت کرو اس رات کے بدلے تمہیں
ڈھیروں پیسے دوں گا
جس سے تم مال و مال ہو جاؤ گی
کہتے ہی وہ اس کے اوپر جھکتا چلا گیا

اس لڑکی کے ہاتھ سے فون چھوڑتا

بیڈ کی دوسری جانب گر

مل گیا ثبوت یا ابھی کوئی اور ثبوت کی ضرورت ہیں

وہ اپنے آنسوؤں صاف کرتی ذہنی انداز میں چیخی

نہیں۔۔۔ یہ۔۔ جھوٹ۔۔ ہیں

ابرار کی حالت ایسی تھی

جیسے کانٹوں تو بدن میں لہو نہیں

اسنے دماغ پر زور ڈالنے کی کوشش کی

اس اچانک کچھ یاد آیا

اس لڑکی کو اسنے اپنے روم آنے کی اجازت دی تھی

وہ بھی اسلے کیونکہ وہ ایک روم کلینر تھی

اسکے بعد کیا ہوا اسے کچھ یاد نہیں آیا

تم جھوٹ بو۔۔

ابھی وہ بات جاری رکھتا

وہ سر پر ہاتھ رکھتی ہوش گوا بیٹھتی اس سے قبل
ابرار اس تک پہنچتا اس کے کمر میں ہاتھ ڈالتا کرنے سے

بچا گیا

سنو اٹھو اسکے چہرے پر تھپکتا اسے اٹھانے لگا
مگر وہ تھی کے اٹھنے کا نام نہیں لے رہی تھی
وہ اسے روم میں رکھے صوفے پر لیٹاتا

اپنے فنیلی ڈاکٹر کو فون ملایا

...کچھ دیر بعد

ایسی کنڈیشن بچے اور ماں کے لے

بہت زیادہ نقصان دہ ثابت

ایسی تی ہیں میں کچھ میڈیسن لکھ کر دیتی ہو

جو ماں اور بچے کے لے ضروری ہو ہیں

آئندہ زرا احتیاط کرے

وہ ابرار کے ہاتھ میں چیٹ پکڑاتی

باہر کی جانب بڑھنے ہی

والی تھی ابرار کی آواز پر پلٹی

میں ڈی ان نے ٹیسٹ کرونا چاہتا ہو

ابھی اور اسی وقت

سرد آواز اسکی خون جھلکتی آنکھیں

لڑنے پر مجبور کرگی

مگر ریپوٹ کل۔۔

وہ بات جاری رکھ پاتی اس سے قبل وہ دھاڑا تھا

مجھے ابھی اور اسی وقت چاہیے

اسکی دھاڑا پر اس نازک وجود میں حرکت ہوئی تھی

ٹھیک ہیں

ابرار کرسی پر بیٹھا

اس لڑکی کو گھورے جا رہا تھا

جو ابھی تھوڑی دیر پہلے ہوش میں آئی تھی

چھوٹی سی ناک جس میں تار کی مانند چمکتی نت

اسکے گلابی لب جو آپس میں پیوست تھے

گلابی بھرے بھرے گال۔

وہ کافی صحت (تھوڑی سی موٹی) (مند تھی

اور خوبصورت بلا کی تھی

اسکی عمر بیس سے انیس سال

کے بیچ میں تھیں وہ کیسی

لڑکی کے ساتھ ایسا کر سکتا ہیں

اسکے مانے میں یہ بات آہی

نہیں اہی تھی

سر میم آپ کو بولا رہی ہیں

نرس ابرار کو کہتی وہاں سے چلتی بنی

ابرار ایک نظر اس لڑکی پر ڈالتا اندر کی جانب بڑھا

جی! کیا ہیں اس رپورٹ میں

ابرار ٹانگ پر ٹانگ ڈالتا بے چینی کی عالم میں بولا

اس رپورٹ کے مطابق اس بچے کے باپ آپ ہی ہیں

ڈاکٹر کے الفاظ سنتے ابرار کو لگا

اس ہاسپٹل کی بلڈنگ اس کے سر پر آن گری ہو

!کیا

وہ حیرت انگیز طور پر ڈاکٹر کو دیکھ رہا تھا

جی!

ڈاکٹر کے کانپتے ہاتھ پر ابرار کی نظر نہیں پڑ سکی

وہ لڑکھڑتے قدموں سے باہر کی جانب بڑھا

اس لڑکی کی کالائی مضبوطی سے تھامتا ہاسپٹل سے

باہر کی جانب بڑھا

وہ لڑکی اسکے ساتھ کھینچتے جا رہی تھی

اسکی سیاہ آنکھیں خوف میں ڈوبی تھی

اب نا جانے کیا ہونے والا تھا اسکے ساتھ

ابرار جیب سے فون نکلتا مصروف انداز میں کیسی سے

فون پر بات کر رہا تھا

اس لڑکی کو پیچھے بیٹھاتا خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا

وہ بے چینی سے پہلو بدل رہی تھی

وہ اسے لے فارم ہاوس پر آیا

مجھے معاف کرنا

مجھے۔۔۔ یقین نہیں۔۔۔ آرہا کے۔۔۔ یہ سب میں نے کیا

اسکی ندامت میں ڈوبی آواز گونجی

سیاہ آنکھوں کو پھیلائے اسنے اس خوبصورت مرد کی

آنکھوں میں دیکھ جہاں ہلکی نمی تھی

ج۔۔ جی

مگر معافی مانگنے سے کچھ بدل تو نہیں جائے گا نا

اسکی طنز کرتے ہوئے کہا

میں اپنی غلطی سدھار لو گا

وہ سر جھکاتا فارم ہاوس کے اندر جانب بڑھا

وہ بھی چار و ناچار اندر کے جانب بڑھی

وہاں پر کئی سارے افراد موجود تھے

اسکے کانوں میں خطرے کی

گھنٹیاں بجتی محسوس ہوئی

وہ پلٹا تھا

سکے قدم اپنی جانب بڑھتا دیکھ اسکے قدم خود با خود پیچھے کی

جانب بڑھے

ابرار آگے بڑھتا اسکی کلائی کو مضبوطی سے تھامتا

اسے لاونج میں بنے صوفے کی جانب بڑھا گیا

تھوڑی دیر میں تمہارا اور میرا نکاح ہوگا

ابرار کی نظریں اسکے چہرے پر گڑی تھی

جہاں کی رنگ آے بھی اور گزر بھی گے

اس نے ہا میں سر ہلایا

اس کے ہاتھ ہلکے ہلکے کا اپنا شروع ہو چکے تھے

ابرار وہاں سے اٹھتا ایک کونے

میں جا کھڑا ہوا اس کے سامنے

وردی پہنے بلا کے خوبصورت ہی رکھنے

والا دوسرا شخص بھی موجود تھا

اس کے کانوں میں ان کی اوازیں گونج رہی تھی

باگل ہو چکے ہو ابرار میں اس لڑکی کے خلاف انویسٹیشن

کے تمہیں غلط ثابت کرا سکتا ہوں

اس وردی والے نے اسے سمجھانے کی

بے انتہا کوشش کی

میں یہ نہیں کر سکتا مجھے ہی

اپنی غلطی لگتی ہے میں تمہیں

بتا نہیں سکتا مگر ایک پہلو ایسا تھا

جس میں میں غلط ثابت ہوا ہوں

اور وہی اس لڑکی کا ریپ کلو ہو سکتا ہے

اس لیے میں نہیں چاہتا کہ اس کی

اور بدنامی ہوں وہ کہتا

اب اسے اپنی جانب اتا دکھائی دیا

ابرار اپنے ہاتھ میں پکڑے لال دوپٹے

کو اس کے سر پر اڑا گیا
اس کا ہاتھ نرمی سے پکڑے وہ صوفے
کی جانب بڑا

نکاح شروع کیا جائے
ابرار کی بھاری گبھیر آواز گونجی
لڑکی کا نام

اس سوال نے اس کے اندر زلزلے پیدا کر دیے تھے
ابرار نے اپنے عقیب میں بیٹھی

اس چھوٹی لڑکی کی جانب دیکھا

جس کا چہرہ گھونگٹ میں نہ دکھنے کے برابر تھا

اس کی جانب ہلکا سا جھکا

اپ کا نام

وہ دنیا کا پہلا ایسا شوہر ہوگا

جو اپنی ہونے والی منحوکہ سے

اس کا نام پوچھ رہا تھا

جی میں وہ میں وہ

زیادہ نروس ہو رہی تھی

اس کا پلان یہاں تک نہیں تھا

اب کیا کرو دل میں بڑبڑائی

جی آپ کا نام ابرار نے پھر پوچھا

میرا نام انابیہ مصطفیٰ نام کہتے ہوئے

اس نے اپنی آنکھیں زور سے بند کی تھی

اسا چھوڑتے وہ پھر سے اس کی طرف متوجہ ہوئی ٹھیک سے

انابیہ مصطفیٰ آپ کا نکاح

ابرار فضل چوہدری سے

حق مہر 15 لاکھ رکھا جاتا ہے

کیا اپ کو قبول ہے

انابیہ کے کان سائے سائے کر رہے تھے

اس کے ہاتھ ہلکے ہلکے کاپ رہے تھے

اگر اس کی مجبوری نہ ہوتی

تو وہ اس حد تک نہ گرتی

وہ کسی کا برا کرنے جا رہی تھی

خدا نے اس کے ساتھ ہی مکافہ عمل دہرایا تھا
وہ تلخی سا مسکراتے

ابرار کو اپنے نکاح میں قبول کر چکی تھی

ابرار فاضل چودری اپ کا نکاح

انابہ مصطفیٰ حق مہر 15 لاکھ رکھا جاتا ہے

کیا اپ کو قبول ہے

س کے آنکھوں کے سامنے پرپل آنکھوں والی کا چہرہ آیا معاف

کرنا میں تمہاری محبت کو ٹھکرا رہا ہوں

یہ ہمارے ہی لیے اچھا ہوگا
میں خود کو تمہارے قابل نہیں سمجھتا
وہ دل میں بڑبڑاتا
اس لڑکی کو اپنے نکاح میں قبول کر گیا
جس کا نام تھا اسے پتہ نہیں تھا
دونوں ایک دوسرے کے محرم بنے تھے
اب اگے کیا بننا تھا وہ کسی کو کیا پتہ تھا

ماضی کی گزرے لمحات یاد

کر ابرار کا سر درد سے پھٹ رہا تھا

اس رات اس لڑکی کو اپنے نکاح میں لے کے آیا تھا

اور اسے فارم ہاوس پر چھوڑ منیزے

کو اپنے نکاح میں لینے سے منع کر گیا تھا

اسکے نکاح منا کرنے سے حویلی والے اس سے سخت

ناراض تھے جو اب تک دور نہیں ہوئی تھی

کوئی بھی اس سے بات کرنے سے انکاری تھا

وہ لڑکی اب اس وقت اس کے فارم ہاؤس پر ہی تھی

وہ اپنے ٹیبل سے کار کی چابیاں اٹھاتا

بھاگنے والے انداز میں اپنے افس روم سے نکلا

تھوڑی دیر پہلے ہی اسے ایک پارسل آیا تھا

جس پر فمیلی ڈاکٹر کا نام تھا

اس باکس سے اسے چند ادویات کے پاکٹس ملے تھے

جن میں اسے ایک چھوٹی چیٹ بھی ملی جس میں لکھا تھا

اس بچے کے باپ آپ نہیں ہیں

مجھے یہ سب کرنے کا ارڈر ملا تھا

اگر میں نہیں کرتی تو وہ میری بیٹی کو مار ڈالتے

مجھے معاف کرنا

میں ابھی آپ کو صرف اتنا ہی بتا سکتی ہو

اسکے آگے آپ کو خود پتہ کرنا ہوگا

ابھی سچائی کو اس سب کے سامنے انا تھا

وہ بے خصور تھا اسے جیسے یقین نہیں ا رہا تھا

کاش وہ صمد خان کے بات سن لیتا

مگر اب بہت دیر ہو چکی تھی

وہ کسی اور ہو چکی تھی

اس کے دماغ میں عجیب عجیب خیالات چل رہے تھے

وہ اپنی کار ریشلی ڈرائیو کرتا

اپنے فارم ہاؤس پہنچا

انابیہ کہاں پر ہیں

ابرار وہاں سامنے کھڑی ملازمہ پر دھاڑ تھا

وہ پاگل ہوئے جا رہا تھا

جی سر وہ ابھی ادھے گھنٹے پہلے

ہی باہر کی جانب گئی ہیں ملازمہ نے ڈرتے ہوئے کہا

وہ باہر کی جانب بڑھا تھا

اپنے کار میں بیٹھا اپنے فارم ہاؤس

سے لیے کئی دور تک اسے تلاش کر چکا تھا

مگر وہ کہیں نہیں تھی

پتہ نہیں اسے آسمان نے نکل گیا تھا یا زمین

وہ کہیں پر بھی نہیں تھی

آخر وہ جا کہاں سکتی تھی

ابرار نے صمد خان کو فون ملایا

اسے ساری سچائی بتائی صمد خان

بھی اس کی مدد کرتا اپنے

پولیس فورس کو جگہ جگہ لگا چکا تھا

اس علاقے کا اور اس علاقے سے جڑے ہر

ایک علاقے کا انہوں نے چپا چپا چھان مارا

مگر وہ کہیں نہیں تھی

اٹی کل یو انابیہ اینڈ اٹی ریلی ڈو

تم ایک بار میرے سامنے اجاؤ تمہاری آخری

سانس تک تم پر تنگ کر دو گا

وہ غصے سے دھاڑتے ہوئے چیختا جا رہا تھا

ناجانے وہ کہا تھی ابرار کا تعلق اس سے صرف انتقام تک

محدود نہیں رہ گیا تھا

اب وہ دھوکے باز لڑکی اس کی بیوی بھی تھی



کچھ کہو گی نہیں

حوریم شاہ نے کافی کا سیپ لیتے ہوئے کہا

وہ اس وقت بہت ہی مشہور ریستورانٹ میں بیٹھی ہوئی

تھی

کیا کہو

منیزہ نے پرپل آنکھوں کو گھومتے ہوئے کہا

کچھ بھی

اب کی بار نین نے اپنا حصہ ڈالا

کچھ بھی؟

منیزہ نے جیسے پوچھنے والے انداز میں کہا

دونوں نے ہاں میں سر ہلایا

کاش اس کا ساتھ میرے مقدر میں لکھا جاتا

منیزہ نے غیر مری نقطہ پر نظر رکھتے سنجیدگی سے کہا

بھول جاو منیزہ

میں مانتی ہوں کے محبت تکلیف دیتی ہیں

اور بہت زیادہ دیتی ہیں

اسکا مطلب یہ نہیں کے تم اسکے پیچھے اپنی زندگی برباد کر

جو تمہاری پسند تھی وہ نامحرم تھا

اب جو تمہارے پاس ہیں وہ تمہارا محرم ہیں

جس سے تم دھوکے بازی کر رہی ہو

کیسی اور کی یادوں میں رہ کر خاص کر کوئی مرد

اگر میں صمد لالا کی جگہ ہوتی

تو تمہیں نا جانے کتنی باتیں سنا ہوتی

مجھے پتہ ہیں کے جیسا بھی نکاح ہوا ہیں مگر ہوا ہیں

اب تمہیں سمجھ کر چلنا ہو گا منیزہ

حوریم شاہ نے سنجیدگی سے کہا

اسکا اپنی ناکام محبت پر ماتم منانا

بلکل پسند نہیں آرہ تھا

مگر وہ تو میرے بچپن کے ماگن تھے

کیسے بھول جاو

منیزہ پھٹ پڑی تھی

اسکے پرپل آنکھوں میں سے

آنسوؤں موتیوں کے مانند

گرتے اسکا چہرہ بھیگو گے

منگیترا کا ٹیگ لگانے سے محرم رشتہ میں وہ بدل تو

نہیں گے نا

حوریم شاہ نے جوابی کارروائی کی

مجھے تم سے بات ہی نہیں کرنی

منیزہ آنسوؤں صاف کرتی وہاں سے اٹھی تھی

نین اسکے پیچھے جاتی حوریم شاہ اسکا ہاتھ پکڑ چکی تھی

تھوڑی دیر اکیلا چھوڑ دو اسے

خاموش ہو جائے گی

تھوڑی تیزی ہیں بس

حوریم شاہ نے نین کو نرمی سے سمجھایا



وہ روتی ہوئی وہاں کے بنے گارڈن اریے میں ائی

میں تھوڑی نا غلط ہو

میں نے کچھ بھی نہیں کیا

ان سے محبت کرنا میری غلطی نہیں تھی

وہ پر لوگوں کی تعداد کافی کم تھی

وہ ایک جھاڑ کے قریب بیچ پر بیٹھے روئے جا رہی تھی

جو اسکی خوبصورتی مزید بڑھا رہی تھی جس سے

سے گذرتے کی مردوں کے نظروں کے حصار میں آرہی

کچھ لفنگے تو عموماً اسکے فوٹو لینے لگے تھے

یہ منظر دیکھ کر سٹل گرے آنکھوں میں خون اترتا تھا

لمبے لمبے ڈاگ بھرتا وہ فون کھینچ کر

انکے فونوں کو دو حصوں میں تقسیم کر گیا

آئندہ اگر یہاں نظر آے تمہاری ٹانگیں توڑ دو گا

ناو گیٹ لیسٹ

وہ غصہ سے غراتے منیزہ تک پہنچ

تم یہاں پر کیا کر رہی ہو

ماتھے پر بل ڈالے اسنے سرخی جھلکتی آنکھیں اسکے

نازک وجود پر گاڑے ہوئے کہا۔

آواز پر منیزہ نے سر اٹھا کر سامنے دیکھا جہاں پر

وائٹ شرٹ جس کے اوپری بٹن کھلے ہوئے تھے

جس سے اسکا کسرتی سینہ واضح ہو رہا تھا

خاکی رنگ کی پینٹ پہنے۔ اس پر خوبصورت مہنگے بوٹس

پہنے وہ سادگی میں بھی نظر لگ

جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہا تھا

منیزہ کے سر اٹھانے پر اسکے چہرے پر آنسوؤں کے

موٹے موٹے نشان دیکھ صمد خان کی

سانسیں رکی تھی

اسکا سارا غصہ جھاک کے مانند اڑ تھا

کیا ہوا منیزہ

صمد خان نے پریشانی سے کہا

صمد خان کو اگنور کرتی وہ روتے ہوئے

دوسری جانب جانے کے لے مڑی تھی

صمد خان نے اسے بازو سے پکڑ لیا۔

کیا ہوا تم یہاں کیا کر رہی کچھ تو بتاؤ

وہ بے چینی سے اس سے سوال کر رہا تھا

مگر وہ تھی جواب دے بنا اپنا ہاتھ چھوڑا رہی تھی

!منیزہ

اسکے بازوؤں کو چھوڑتا دیکھ وہ دھاڑ تھا

اسکی دھاڑ پر منیزہ سانس روکے

اسے دیکھنے لگی اسکی آنکھیں خوف میں پھیلی تھی

اسے خوف میں آتا دیکھ

صمد خان کو اپنی غلطی کا احساس ہوا

وہ اسے بازوؤں سے پکڑتے نرمی سے اپنے سینے لگا گیا

اسکے گرد مضبوط گرفت کرتا منیزہ کو اپنے میں قید کر گیا

سہارا مسر ہونے پر منیزہ دھاڑے مار کر دو دی

اس کے آنسوؤں صمد خان کو تکلیف دے رہے تھے

اسکی کمر نرمی سے سہیلاتے اس

پر اپنی گرفت مضبوط کرتا جا رہا تھا

میں نے کچھ نہیں کیا خان

ناجانے۔۔۔ میں کیوں سب کو۔۔۔ غلط لگ رہی۔۔۔ ہو

ہر۔۔۔ ہر کوئی۔۔۔ مجھے۔۔۔ ہی۔۔۔ غلط۔۔۔ کہ رہا ہیں

کیا۔۔۔ محبت۔۔۔ کرنا غلط۔۔۔ ہے؟

منیزہ سینے سے چہرے اٹھائے

اس سے سوال کر رہی تھی

جس پر صمد خان نے نفی میں سر ہلایا

پھر۔۔ کیوں۔۔ سب کو۔۔ میں۔ غلط لگ رہی ہو

منیزہ نے چیختے ہوئے کہا

تم غلط نہیں ہو منیزہ

ششششش! خاموش ہو جاؤ

جان لینے کا ارادہ ہیں کیا

اسکے انسوؤں کو نرمی سے صاف کرتا

اسے سمجھانے والے انداز میں بولا

میں۔ غلط۔ نہیں ہے

منیزہ ابھی اپنی بے گناہی کا پھر سے ثبوت دیتی
صمد خان اسکے گلابی ہونٹ جس پر بے انتہا سرخی
صمد خان کے جذبات جاگا رہی تھی اوپر سے تصاد
اسکے ہونٹ مڑوڑ کر رونا اللہ صمد خان کی دنیا ہلا گیا تھا
اپنے دل کے جذبات پر لبیک کرتا اسکے
ہونٹوں پر جکھا تھا

منیزہ رونا بھول پرپل آنکھے پھیلے اپنے اوپر جھکے
صمد خان کو دیکھ رہی تھی جو

اس کے ہونٹوں پر جھکا شدت سے

اسکی سانسیں کھینچ رہا

تھا شدت کی تاب نہ لیتے منیرہ نے

صد خان کی وائٹ شرٹ

کے کالر کو اپنی نازک مٹھیوں میں جکڑ گی

اسکے سانسیں کھینچنے کے بعد اب

وہ اسکے نچلے لب پر

اپنی شدتیں نچھاور کر رہا تھا

اپنی سانسوں پر پہرا پڑتے دیکھ
منیزہ صد خان کو کالر سے جھنجھوڑ رہی تھی
اسکے نچلے لب کو دانتوں میں
کچلتا بل آخر اسے چھوڑ گیا
اسکی شدت پر منیزہ کی سانسیں
بری طرح پھولی تھی
پھولتی سانسیں لئے وہ صد خان
کے سینے سے لگی تھی

پہلا لمس تھا اپنے محرم کا وہ بھی اتنا شدت پسند

منیزہ کی حالت خراب ہوئی تھی

اسکا سر پہلے ہی چکرا رہا تھا اوپر سے تصاد اسکی

قربت کا شدت بھرا لمس

صمد خان اپنا نچلا لب دانتوں میں کچلتا اسکی پیٹھ

تھپتھپا رہا تھا

منیزہ سرخ چہرہ لے اس کی گرفت سے نکلنے کی کوشش

کرنے لگی

اسکی مزاحمت کو نظر انداز کرتا

اسے اپنی بانہوں میں بھر گیا

میں۔۔ خود۔۔ چل۔۔ سکتی ہو

وہ انکھیں پھیلے اسے دیکھ رہی تھی

جو سنجیدگی سے آگے کی جانب بڑھ رہا تھا

اسکے جواب نہ دینے پر منیزہ نے منہ کے زاویہ بگاڑے

لالا!

آواز پر صد خان نے پیچھے کی جانب دیکھا

وہ ابھی اس وقت پارکنگ ایرے میں تھے

اور منیزہ تو ابھی تک اسکے حصار میں تھی

نین اور حوریم آپ دونوں یہاں

صمد خان نے نین اور حوریم کو اپنی طرف آتا دیکھ

حیرانی سے استفہار کیا

منیزہ نے نا محسوس انداز میں صمد خان کو نیچے

اتارنے کا کہا

اسکے اشارے پر صمد خان نے نرمی سے اسے نیچے اتارا

کیا ہوا تھا منیزہ کو!؟ ٹھیک تو ہیں نا

حوریم منیزہ کی جانب بڑھتے پریشانی سے بولی

ہاں ٹھیک ہیں وہ بس اسے چکر آرہے تھے تو

صد خان نے سنجیدہ لہجے میں کہا

اچھا!

حوریم اور نین نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا

منیزہ نے حیران نظروں سے صد خان کی طرف دیکھا

اسے کیسے پتہ چلا کہ اسے چکر آرہے تھے

ٹھیک ہیں ہم چلتے ہیں آپ اور منیزہ ساتھ میں آجائے

حوریم شاہ نے شرارتی آنکھوں سے منیزہ کی

جانب دیکھا جس کا چہرہ سرخ تھا

اسکے کہنے پر منیزہ نے آنکھیں پھیلائے

اسکی طرف دیکھا

منیزہ نے نا محسوس انداز میں نفی میں گردن ہلائی

اچھا ٹھیک ہیں آپ دونوں آجائے

صمد خان منیزہ کی کالائی پکڑتا کار کی جانب بڑھا

منیزہ نے گردن موڑ کر حوریم شاہ اور نین

کو کئی خطرناک الفاظوں سے نواز

اپنے قہقہے ضبط کرتے دونوں نے منیزہ کو

فالینگ کس کی

کار کے پاس آکر صمد خان انداز بیٹھا

منیزہ کا ارادہ تو پیچھے بیٹھنے کا تھا مگر

صمد خان کی گھوری پر چار و ناچار

وہ بھی فرنٹ سیٹ پر بیٹھی

یا اللہ! انکا رویہ دن با دن خطرناک ہوتا جا رہا ہیں

کیا کرو؟ دیکھے آپ میرے اچھے دوست ہیں نا

پلیز مجھے اس عمران ہاشم 2.0 سے بچالے

منیزہ بڑبڑاتی جا رہی تھی

صد خان نے ایک نظر اسکی جانب دیکھا

جس کی کچھ دیر پہلے والی غربت کا رنگ اسکے

جذبات جگا رہا تھا

اسنے اپنی نظروں کا زاویہ بدلنا چاہ مگر ناکام ہو رہا تھا

وہ اسے کیسے بتاتا اس پٹھانی فراک میں کس قدر

حسین لگ رہی تھی وہ

منیزہ سیٹ بیلٹ باندھ لو

صمد خان کار کی چابی لگاتا ہوا بولا

مگر وہ تو بیچاری اسکے بدلے انداز کی شکایت

اپنے عزیز دوست (اللہ سے لگانے میں مصروف تھی

!منیزہ

صمد خان نے اپنی آنکھوں کو چھوٹا کے ہوئے کہا

وہ جتنا اس سے دور رہنے کی کوشش کرتا

وہ اتنا اسکے قریب آتی تھی

وہ سر جھٹکتا خود اسکی سیٹ سیٹ بیلٹ باندھنے لگا

وہ اسکے اتنا قریب تھا اسکے وجود سے اٹھتی

خوشبو اسکے حواص جھنجھوڑ رہی تھی

اسے اپنے جذبات پر باندھ بنانے میں مشکل ہو رہی تھی

منیزہ ہوش میں تو تب آئی جب صمد خان نے شدت

سے اسکے گال پر نشان چھوڑا

کبھی کبھی ہوش میں رہنا چاہے

منیزہ کے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کرتا

گھمبیر آواز میں کہا

منیزہ کی سانسیں صمد خان کی

تپتی گرم سانسوں میں الجھ رہی تھی

پلیز۔۔۔ دور۔۔۔ رہے مجھ۔۔۔ سے

منیزہ نے با مشکل کہا

نہ رہوں تو

اسکی پرپل آنکھوں میں اپنی کر سٹل گرے آنکھیں

گاڑے صمد خان نے شدت پسندگی سے کہا

مطلب کیا ہیں۔۔ اپ کی بات کا۔۔ میں

نے ابھی اس نکاح کو ایکسپٹ نہیں کیا ہیں۔۔

منیزہ نے ڈر۔ اور سنجیدگی کے ملے جلے تاثرات دیتے ہوئے کہ

کب تک نہیں کرو گی

صمد خان نے منیزہ کی گردن میں چہرہ چھپاتے ہوئے کہا

منیزہ کے پیٹ میں جیسے تتلیاں اڑ رہی تھی

پتہ نہیں۔۔ آپ پلیز دور ہٹے

اسنے صد خان کے سینے پر ہاتھ رکھتے دور کرنے کی

کوشش کی

کیوں پتہ نہیں

اسکے ہاتھوں کمر کے پیچھے باندھتے اسکی

تھوڑی پر لب رکھتے ہوئے کہا

آپ تو اپنی۔۔ بیوی سے اتنی محبت کرتے تھے۔۔

مجھے آپ کے نکاح میں آکر ابھی دو دن بھی نہیں ہوئے

اور آپ ہیں کی۔۔ مجھے سے راشتے بنانے۔۔ پر تلے ہیں
سیا آپ کا اپنی بیوی کی موت کا ماتم بس ایک ڈھونگ تھ۔۔
ابھی وہ بات جاری رکھتی

صد خان کا ہاتھ اٹھتا تھا جو اسکے گال سے تھوڑی

دور پر روکا

منیزہ نے پرپل آنکھوں کو کھول کر دیکھا

وہ پہلا مرد تھا جس نے اس کے

اوپر ہاتھ اٹھایا

جسٹ شٹ اپ!

بیوی ہو میری شرائع حق رکھتا ہو تم پر

جب بھی چاہو حق لے سکتا ہو

اور ہاں یاد رکھنا صمد زکوان خانزادہ کو اپنی

ملکیت چیزوں میں شراکت داری قبول نہیں

جس دن ہمارا نکاح ہوا تھا اسی دن میں نے تمہیں اپنی

ناکام محبت کا ماتم منانے دیا تھا

اب اگر بھول کر بھی تمہارا خیالوں

میں مجھے اسکی جھلک

بھی دیکھی ای پرومیس تمہیں سانس لینے تک کا

حق نہیں دوں گا

اور رہی بات میری بیوی کی تو اسکے بارے میں آج

!سن چکا ہو آئندہ نہیں سنو گا گوٹ اٹ

صمد خان نے دھاڑتے ہوئے کہا

جبکہ منیزہ گال پر ہاتھ رکھے ابھی تک خوف میں تھی

اسکے الفاظ منیزہ کا وجود جھلنی کر گئے

ہاں صحیح تو کہا تھا اسنے اسکی ناکام محبت
کیا کچھ نہیں لوٹا یا تھا اسنے اپنی محبت پر
صمد خان کو منظور نہیں تھی شراکت داری
مگر منیزہ کا کیا اسے تو اپنی بے جان چیزوں پر بھی
کیسی کی نظر برداشت نہیں تھی
وہ کیسے قبول کرتی اس مرد کو جو سر تا پیر
کیسی اور عورت سے محبت کرتا تھا
اسے تو بس اسکا وجود چاہے تھا

منیزہ مانتی تھی ایک مرد کبھی کیسی عورت

سے سچی محبت نہیں کر سکتا

اسے آج صمد خان الگ لگا

پہلی نظر وہ اسے عقیدت سے دیکھتی تھی

اب اسکی نظر میں وہ صرف مطلبی تھا خود پرست

انسان جس سے محبت کرنے پر لگتا ہیں

کہ یہ محبت اس جیسے شخص کے لے بنی ہی نہیں

وہ اس سے نفرت کرنے لگی

صمد خان کے اس ایکٹ نے اسکے وجود میں

زہر گھول دیا تھا

کاش وہ دیکھ پاتا

صمد خان کا موڈ بے انتہا خراب ہوا تھا

تم جیسے مرد سے کوئی محبت نہیں کر سکتا خان)

یہ میری دعا ہیں میرے جانے کے بعد تمہاری زندگی

میں جو بھی لڑکی آئے گی جیسے تم بے انتہا محبت کرو گے

(اسکا انتخاب تم نہیں کوئی اور ہوگا

کیسی کے زہر میں ڈوبے الفاظ اسکے وجود کو
چھلنی کر گے

اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتا اپنے غصہ پر کنٹرول کرنے کی
کوشش کی

جبکہ منیزہ تو کار کے شیشے سے چپک ہی گئی تھی



خوبصورت وادیوں کے بیچ و بیچ بنا یہ

ہوٹل ہر کیسی کی آنکھوں کا مرکز ہو سکتا تھا

بہت خوبصورت ہیں

کیسی کی مدھم سرگوشی اسکے کانوں سے ٹکرائی

گردن موڑے اسنے پیچھے کی جانب دیکھا

جہاں پر ہلکی گلابی رنگ کی اسکی دی گی ساڑھی پہنے

ہلکا میک اپ کئے بالوں کو کھلا چھوڑے

وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہ تھی

اسکی رنگت گندمی صبیح مگر پھر بھی وہ بلاشبہ

خوبصورت لگ رہی تھی

ساڑی تو کافی بے باک سی تھی اسلے اسنے اپنے

وجود کو شال سے لپٹا تھا

جلدی چلو الویرا

عبیر نے ماتھے پر بل ڈالے کہا

جو آس پاس کی وادیوں کو دیکھنے میں مصروف تھی

اس کی اواز پر اس نے ڈار کرے انکھیں

اٹھا کر عبیر کی جانب دیکھا

عبیر نے اپنی نظر فوراً جھکالی

وہ اس عورت سے کیسے نظر ملا سکتا تھا

جسے وہ یہاں بیچنے کی غرض سے آیا تھا

اس کا ضمیر ملامت کر رہا تھا

کہ وہ اس کی بیوی ہیں وہ کیسے کر سکتا ہے

مگر شیطان اس قدر حاوی تھا کہ

اس کے نفس نے کبھی یہ مانا ہی نہیں

کہ وہ اس کی بیوی ہیں وہ دونوں کی

جنگ میں نفس کو چن بیٹھا تھا

وہ اگے کی جانب بڑھتا چلا گیا

الویرا اس کے پیچھے پیچھے ہوٹل میں داخل ہوئی

جتنا وہ باہر سے خوبصورت تھا بلاشبہ

وہ اندر سے بے حد حسین تھا

جدید طرز کا مہنگا سامان اس ہوٹل میں رکھا ہوا تھا

وہ 20 سے 30 منزلہ والے عمارت تھی

عبیر ریسپشن پر جاتا چیکنگ کرا کر الویرا

کو ساتھ لے اپنے روم میں بڑا
الویرا کو یہ بات کھٹک رہی تھی
کہ یہاں پر کسی کی موجودگی ہی نہیں تھی
ہر طرف سناٹے کا راج تھا
وہ سر جھٹکتے عبیر کے پیچھے چل دی



کیا کہتی ہو پھر کھانا کھانے نیچے چلیں

عبیر نے فون کال بند کرتے ہوئے الویرا سے پوچھا

انہیں یہاں پر اے ہوئے صبح ہوئی تھی

اب صبح سے دوپہر کا وقت تھا

وہ ہاں میں سر ہلاتی کنفیوز سے اپنے

انگلیوں میں مروڑ رہی تھی

وہ پہلے منزل پر رکے تھے عبیر الویرہ کا ہاتھ پکڑتا

روم سے باہر نکلا زندگی میں وہ شدید پہلی بار تھا

جب عبیر نے الویرا کا ہاتھ پکڑا تھا

اپنے آنکھوں میں ہلکی نمی لیے

اس نے عبیر کے پشت کو دیکھا

وہ کتنا اچھا تھا نا اس کی سوچ

اج اسے یوں ہی تباہ کرنے والی تھی

اس ہوٹل میں کھانے کا انتظام ہوٹل

کے گارڈن ایریا میں رکھا جاتا تھا

وہ دونوں باہر کی جانب بڑھے

ہلکی گلابی رنگ کی ساڑھی کو ایک ہاتھ میں پکڑے

سیڑھیاں اتر رہی تھی

ڈارک براؤن انکھیں اس کے نازک وجود پر ٹھہری

ہائے اسے سانس لینے میں تکلیف ہوئی تھی

وہ کئی لمحوں کے لیے سانس لیے

بغیر اسے دیکھ رہا تھا

بے ساختہ اس کا ہاتھ اپنے دل کے مقام پر

جا ٹھہرا وہ جب بھی اسے دیکھتا تھا

اس کا ہاتھ ہمیشہ اپنے دل کے مقام پر ٹھہرتا تھا

وہ اٹک سے دیکھے جا رہا تھا

اچانک اس کی نظر اس کے ہاتھ پر

پڑے جو کسی کے ہاتھ میں تھا

ڈارک برانڈ آنکھوں نے خماری کی جگہ دہشت نے لے لی

اب تم اپنا ہاتھ چھڑوا سکتے ہو عبیر چوہدری

بھاری مردانہ آواز گونجی تھی

اس کے لفظوں نے عبیر کو سن کر دیا

آواز پر الویرا نے سامنے کی جانب دیکھا
جہاں پر اندھیرے کے سوا کچھ نہیں تھا
ٹھیک ہے جیسا تم نے کہا تھا ویسا ہی کیا ہے
اب تم مجھے اپنی رقم دو اور لے جاؤ اسے
عبیر نے الویرہ کا بازو پکڑتے ہوئے
اس سے کی جانب ڈھکیلا وہ لڑکھڑاتے
ابھی زمین پر گر تھی

مہربان ہاتھوں نے اسے اپنے حصار میں لیا

وہ سیدھا اس کے سینے سے لگی تھی

اس کی ڈارک گرے آنکھیں خوف میں پھیلی تھی

یہاں پر کیا ہو رہا تھا کچھ اسے سمجھ نہیں رہا تھا

اسندہ تم نے اگر اسے ہاتھ لگایا

تو میں تمہارا ہاتھ جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دوں گا

ہر چہرے پر نقاب ہوتا ہے واللہ

جس دن میرا نقاب اترا تمہاری سات نسلوں

کی تباہی کا ذمہ دار میں ہوں گا

ڈارک بران انکھوں والے نے دھاڑتے ہوئے کہا

اس کی ہمت کیسے ہوئی تھی

اس کی محبت کو تذلیل کرنے کی

مجھے یہ لیکچر بازی مت سنا سیدھا پیسے دو

اور چلتے بنو

عبیر نے حقارت بھری نظر الویرا

کے وجود پر گاڑتے ہوئے کہا پہلے تم

سے طلاق دو تمہیں دگنی رقم مل جائے گی

یرا کو چھوڑتے اسنے سنجیدگی سے کہاتے اسنے سنجیدگی سے کہ



میں اسے طلاق نہیں دے سکتا

عبیر نے حیرت سے کہا

وہ اس وجود کا چہرہ دیکھنے سے خاصر تھا

کیونکہ اسکی طرف گہرا اندھیرا تھا

جبکے ساری روشنی عبیر کی طرف تھی

وجہ جان سکتا ہو

ڈارک براؤن انکھیں سرخی جھلک رہی تھی
وجہ اتنی ہیں کے اسکے خاندان والے اسکی
خبر رکھتے ہیں

اگر وہ انہیں حویلی نامی تو اسکو بیچنے کا
سچ سب کے سامنے آجائے گا

اور تو تمہیں یہ صرف ایک رات کے لے چاہیے تھی نہ
تو پھر اب تم فیصلہ کیوں بدل رہے رہے ہو
الویرا منہ پر ہاتھ رکھے ان دو وجودوں

کی باتیں سن رہی تھی

دونوں نفوس سنجیدگی سے ایسے بات کر رہے تھے

جیسے وہ کوئی بے جان اشیاء کی

خرید و فروخت کر رہے ہو

الویرا کا وجود دھیرے دھیرے بے جان ہو رہا تھا

مجھے فرق نہیں پڑتا ابھی کے ابھی تم

اسے طلاق دو گے

وہ طیش کے عالم میں دھاڑا تھا

جب میں کہہ رہا ہوں کسی طلاق نہیں دے سکتا

پھر تم زبردستی کیوں کر رہے ہو

عبیر نے سنجیدگی سے کہا

ایسا بھی کیا تھا اس لڑکی میں آخر جو یہ

شخص اس کے پیچھے اتنا خوار ہو رہا تھا

تمہیں باتیں بنانے کی ضرورت نہیں ہے جو میں نے

کہا ہیں صرف اتنا کرو باقی میں دیکھ لوں گا

طلاق نہیں دو گے تو پھر اپنی جان سے جاؤ

اس کی برداشت کے باہر ہو رہی تھی

ٹھیک ہے پھر میں دینے تیار ہوں

عبیر ہر مانتے ہوئے کہا

نہیں اپ ایسا نہیں کر سکتے اپ کو خدا کا واسطہ

الویرا ایک دم سے سسکتے ہوئے بولی

اس کے ہوس بوکھلا چکے تھے

الویرا لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ اس کے سامنے ٹھہری

اوچپ کرو تم پہلے ہی زبردست سے

سر پر مسلط ہو گئی ہو اب

بس میری برداشت کے باہر ہے تمہارے ساتھ رہنا

عبیر الویرا کو کاندھے سے پیچھے ڈھکلتے

طیش کے عالم میں دھاڑا تھا

ڈارک براؤن آنکھوں والے نے اپنے مٹھیوں کو سینجھا

اس کے ماتھے کے رگیں پھول رہی تھی

میں عبیر چوہدری ولد زران چوہدری

الویرا الطاف چوہدری ولد قاسم چوہدری

کو پورے ہوش ہوش و حواز میں

! طلاق دیتا ہوں

! طلاق دیتا ہوں

! طلاق دیتا ہوں

تین لفظی الفاظ اور اس کی پوری دنیا پلٹ چکی تھی

اس کا محرم اب اس کے لیے نامحرم ہو چکا تھا

کیا محبت میں انسان اتنا ہی ہارتا ہے

کیا پیسوں کے لیے کوئی اتنا گر سکتا ہے

کہ وہ اپنی بیوی کا سودا کر دیں کیا

اسے ایک بار بھی خیال نہیں آیا

کہ کسی معصوم کے دل کی ہائے اس کی

پوری زندگی اجاڑ سکتی ہے

جن پیسوں پر وہ گھمنڈ کر رہا ہے

اس کے گھمنڈ کے چلتے منہ کے بل گرنے والا تھا

کیا اس نے کبھی اس کی آنکھوں

میں بے پناہ محبت نہیں دیکھی

آخر کیوں محبت ہمیشہ لڑکیوں

کی مقدر میں نہیں لکھی جاتی

وہ اس کی زندگی میں واحد مرد تھا

جس سے وہ بے پناہ محبت کی دعویٰ دار تھی

اس کا باپ اسے کب کا منہ موڑ چکا تھا

اور اس کا بھائی وہ تو کبھی اس کا تھا ہی نہیں

زندگی میں اس نے ہر اس مرد کو کھویا تھا

جس سے کبھی محبت کا جذبہ پیدا ہوتا تھا

زندگی نہ جانے کیوں اس کے ساتھ کھیل رہی تھی

وہ بے بسی کے مارے نیچے گر پڑی

وہ منہ پر ہاتھ رکھے مسلسل نفی میں سر ہلاتے

روئے جا رہی تھی

جب کہ عبیر کے تین الفاظ کسی کے وجود

کو سکون پہنچانے میں کامیاب ہوئے تھے

وہ چہرے پر ہاتھ رکھے اپنے مسکراہٹ ضبط کر رہا تھا

وہ آہستہ سے قدم بڑھاتے الویرا کی جانب آیا

طلاق مبارک ہو جان خان

اسکے کان میں جھکتے سرگوشی نما انداز میں کہا

وہ پہلا ایسا مرد ہوگا

جو اپنی محبت کی زندگی اپنے ہاتھوں سے اجاڑ کر

اسے مبارک بادی دے رہا تھا

ٹھیک ہے تمہارے پاس تو میں مل جائیں گے

پیسے لے کر چلتے بنو

اپنے پیچھے کھڑے ادمی کو اشارے سے

عبیر کو پیسوں کا بیک تھمانے کو کہا

عبیر پیسوں کے بیک کو لالچی نظروں سے دیکھتا

اس پر جھپٹ پڑا تھا

ٹھیک ہے پھر میں جا رہا ہوں

عبیر احسان جتانے والا انداز میں کہتا

باہر کی جانب بڑھا

اپ ایک دفعہ میری پکار سن لیں

طلاق تو دے دی ہے عدت پوری ہونے تک تو

آپ کے گھر میں رہنے دے بعد میں

چلی جاو گی

الویرا اس کے پیچھے لڑکھڑاتے قدموں

کے ساتھ چلی جا رہی تھی اچانک اسے

اپنے بازو پر سخت گرفت محسوس ہوئی

اپنا ایک قدم رکائے بغیر اگے کی جانب بڑھتے چلے جاؤ

اور شکل گم کرو اپنی یہاں سے

عبیر ابھی الویرا کی اواز پر پلٹتا

اس سے پہلے ہی اس مرد کی دھاڑنے سے پلٹنے سے

انکار کر دیا اس کا دل لمحے کو لزر اٹھا تھا

وہ نظر انداز کرتا وہاں سے پار کنگ ایریا کی طرف آیا

اپنی کار نکالتا الویرا کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا

ہمیشہ کے لے 

نکاح خواہ کو لاونج میں بیٹھایا جائے

ڈارک براؤن آنکھوں والے نے دھاڑتے ہوئے کہاں

اس کا حکم مانتا ایک گارڈ فوری اندر کی جانب بڑھا

مجھے چھونے کی ہمت بھی مت کرنا

چھوڑو مجھے اس کی

گرفت پر وہ مسلسل پکار رہی تھی

جب کہ اس کے نکاح کے الفاظ

وہ نظر انداز کر چکی تھی

وہ اپنے ہوسوں میں رہتی تبھی

اس کے الفاظ پر غور کر سکتی

اسے بازو سے گھسیٹتے اپنے قدم

بھی اندر کی جانب بڑھائے

ہر طرف گہرے اندھیرے کا راج تھا

وہ اسے گھسیٹتا ہوا ہوٹل کے لاونج روم میں آیا

وہ بہت کشادہ اور بڑا تھا وہاں کی لاونج

میں بیچو بیچ صوفہ سیٹ نفاست

سے سیٹ کیا ہوا تھا

وہ اسے گھسیٹتا ہوا صوفے پر پٹک گیا

اب تمہاری آواز نہ نکلے

اس کے کان کے قریب جھکتا وہ غرایا تھا

پلیز مجھے چھوڑ دو

الویرا نے پھر سے کوشش کی

وہ معصوم یہ تک نہ جان سکی

وہ اب ایسے شخص کی قید میں ہیں جہاں سے نکلنا اسکے لے

آسان نا تھا

لائٹ اون کی جائے

اسکی بھاری مردانہ دلکش آواز لاونج میں گونجی



اسنے گہری نیلی سرخی ہوتی آنکھوں کو بے دردی سے مسلا

اسکا ارادہ تو منیزہ کے نکاح پر آنے کا تھا

مگر شدید مشکلات کی وجہ سے وہ حویلی آنا سکا

رات کے گیارہ بجے رہے تھے

شدید سب سونے میں مصروف تھے

وہ اپنے کوٹ کے بٹن کھولتا سنجیدگی سے کمرے کی

جانب بڑھ رہا تھا

اچانک اسکے کانوں میں بے باک گانے کی آوازیں گونجی

اسنے حیرت سے کچن کی جانب قدم بڑھائے

اس وقت رات کے ہو کون سکتا تھا آخار؟

گلی گلی میں پھرتا تو کیوں بن کے بنجارا

!آ میرے دل میں بس جا میرے عاشق آوارہ

تیرا قصور ہیں نہ میرا قصور دونوں کے دونوں

پاس ہو کے بھی دور

تیری وجہ سے میں تو سوئی نہیں

میری وجہ سے تو بھی جاگا سو دور

تو میری محبت سے بچنا سکے گا

سمجھ لے نظر کا اشارہ۔۔۔۔۔

منہ میں لولی پاپ پکڑے وہ بھی اسکا

ہوک اسٹیپ مارتی کیسی نفوس کی دھاڑ نے اسے

سہمنے پر مجبور کر دیا

یہ کیا بے خود گی لگا رکھی ہیں

گہری نیلی آنکھوں میں سرخی لے اس نازک دوشیزہ

سے سوال کر رہا تھا

جو اس وقت کھولے ٹراوز پر بلیک ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی

شرٹ ہالف سلیف تھے جس سے اسکے

دودھیا بازوؤں واضح ہو رہے تھے

جسکے ڈوپٹے کا نام و ناش تک نہ تھا

کون ہو تم اور یہاں کیا کر رہی ہو

اپنی نظر پھیرتے ہوئے اسنے سخت لہجہ میں کہا

وہ اس لڑکی کو حویلی میں پہلی بار دیکھ رہا تھا

جی۔۔ وہ میں نین ابراہیم خان

آپ کون

اسکا لہجہ شروعات میں لڑکھڑایا تھا

سلیب پر رکھے اپنی شال کو اپنے گرد لپیٹتی

جو لہا بند کرتے اپنی عینک کو درست کرتے سنجیدگی سے کہا

!اچھا ابراہیم چاچو کی بیٹی

اسنے اچھا کو لمبا کھنچتے ہوئے کہا

جس پر اسنے فقط ہاں میں سر ہلایا

آپ نے یہاں کیا بے خود گی لگا رکھی تھی

اس گھر کے مردوں کے انے کا وقت زیادہ تر یہی ہوتا ہیں

آئندہ میں آپ کو یہاں اس وقت نہ دیکھو

اسنے سرد لہجے میں غراتے ہوئے کہا

بندے کو بھوک لگے تو وہ کھانا بھی نہ کھائے

اسنے ابروؤں کو اچکاتے ہوئے کہا

رات کے اس وقت بھوک لگی تھی

اسنے قدر حیرت سے کہا

وہ اپنے وقت کا کافی پابند تھا

اسکے شیڈول کے بغیر وہ اپنا کھانا تک نہ کھاتا تھا

ہاں! کیوں آپ کو نہیں لگتی

نین نے عینک کو درست کرتے کہا

اسنے نفی میں سر ہلایا

آپ کو میری بات سمجھ میں آگی

اسے پھر سے کچھ بولنے کے لے منہ کھولتے دیکھ

وہ پہلے ہی بول پڑا

وہ لڑکی اسے پہلی ہی نظروں میں باتونی لگی تھی

اور اسے خاص چڑ تھی اس طرح کے لوگوں سے

جو بے فضول باتیں کرنے تھے

!اگر میں کہو نہ تو

اسنے بھی ناک پھولاتے ہوئے کہا

آپ پر حکم صادر کیا ہیں

مشورہ نہیں مانگا

اس لڑکی میں تو اکڑ بھی کمال کی تھی

اور نین ابراہیم خان نے کبھی کیسی کا

حکم نہیں مانا آپ تو ٹھہرے پھر اجنبی انسان

اسے بادشاہوں کی طرح حکم جھاڑتے دیکھ

اسنے بھی غصہ سے کہا

وہ پہلا انسان تھا

جس سے نین نے قدر بے عزت سے بات کی تھی

اسے حویلی آئے ایک ہفتہ ہونے والا تھا

اور حویلی کے سب فرد کا اس سے برتاؤ کافی اچھا تھا

حطہ کے حویلی کے مردوں کا

اسے حکم چلاتا دیکھ وہ یہ تو سمجھ گی تھی

وہ اور کوئی نہیں بلکہ "آہل ہاشم خاندان" تھا

وہاج جان : اس حویلی کے سارے افراد کول ہیں)

مگر ایک شخص کو چھوڑ کر وہ ہیں

چالیس گاؤں کے سردار ساتھ ہی ساتھ بزنس ٹنکون

ہل ہاشم خانزادہ مطلب میرے لالا اور آپ سب کے کزن

انکا لہجہ ہمیشہ سخت، سرد رہتا ہیں

انہے خاموشی زیادہ پسند ہیں

انہیں ملنے کے بعد آپ دونوں کو تو میں ہی پسند آو گا

(وہاں نے فرضی کلر جھاڑتے ہوئے کہا

اسکی باتوں کے مطابق اسنے صحیح کہا تھا

نین نے منہ کھولنے سے خود کو باز رکھا

کیونکہ اسکی غلطی تھی ورنہ اچھے سے بتاتی اس

مغرور خان کو نین کس بلا کا نام ہیں

آپ کا لیکچر ہو گیا ہو تو میں جا سکتی ہوں

نین نے آنکھیں جھپکتے معصومیت سے کہا

وہ اسے جواب دے بنا سرے سے نظر انداز کر

اپنے کمرے کی جانب بڑھا

کوئی بید نہ تھی اسکے گلابی گال پر تھپڑ رسیدتا

آہل ہاشم خان سے زبان دارزی پہلے کیسی نے نہیں کی تھی

حد ہوتی ہیں یار! سوری سنے بنا ہی چل دے

نین نے خود سے مخاطب ہوتی بولی



اسکی ہیزل گرین آنکھیں

ہر احساس سے عاری تھی

اسکے مونچھوں تلے انابی لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے

پلیز۔۔ سر

اسنے کہنے کو منہ کھولا ہی تھا

اپنی تیز دھار چاقو اسکے حلق میں گھونپ گیا

اس شخص کا وجود پل میں تڑپا تھوڑی دیر بعد

اسکا وجود ساکت ہوا تھا

اسکے منہ سے خون نکلتا خشک مٹی کو بھیگو گیا

کیا کہا تھا میں تمہارے حلق سے زبان کھینچ لو گا

لو اب کھنچو

لوسیفر دھاڑتے ہوئے اسکے ساکن وجود کو بوٹوں کی

ربے ربے دردی سے مارتے ہوئے ذہنی انداز میں چیخ رہا تھا

میرا ایک ناخن تک تو تم اکھاڑ نہیں سکے

چلے تھے میری زبان حلق سے نکالنے

سکے وجود کو خون آلود کرتے اسنے جناتی قہقہہ لگاتے ہوئے

کہا

بوس ہمیں ابھی نکلنا ہوگا

گارڈ نے ڈرتے ہوئے استفسار کیا

اسنے سرخی جھلکتی آنکھوں میں اسکے ساکن وجود

کو دیکھتے سر کو خم دیتے اپنے قدم آگے کی جانب بڑھائے

سن یار! آج اس بندے کی جان لینے کا مقصد

دو گارڈ آپس میں رازداری سے گفتگو کر رہے تھے

جب سر غصہ سے کیسی ریسٹورنٹ سے نکل رہے تھے

انکے کانوں میں اس آدمی کی آواز گونجی

جو کیسی سے چیختے ہوئے کہ رہا تھا

مگر افسوس سر کو لگا اس آدمی نے ان سے کہا
اسلے اسے اغوا کر کے اسے بے دردی سے مار دیا

گارڈ نے سارا واقعہ اسکے غوشہ گزارا

مطلب اسکی غلطی نہیں تھی

دوسرے گارڈ نے چوکتے ہوئے کہا

ہاں نہیں تھی

انہے اپنا غصہ نکلنا تھا سو نکال لیا

لوسیفر کو سنجیدگی سے جاتا دیکھ پہلے گارڈ نے کہا

یار اسکے ساتھ اچھا نہیں ہوا

دوسرے گارڈ نے اسکی خوفناک موت دیکھ

دکھی لہجہ میں کہا

اچھا ہوا وہ آدمی انکے غصہ کا نشانہ بن گیا

ورنہ آج ہم میں سے کیسی ایک کی موت پکی تھی

اس گارڈ نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

ہممم بات تو ٹھیک ہیں

دونوں گارڈز نے ہامی بھری

اسکے غصہ سے کون نہیں ڈرتا تھا

لوسیفر دنیا کا پہلا سنگی مرد تھا

جس کا غصہ تب تک ختم نہیں ہوتا تھا

جب تک وہ کیسی بندے کا قتل نہ کر دے

قتل کرنے کی وجہ بھی اسکا غصہ تھا

اپنے اس جذبہ سے اسے بھی خود ڈر لگتا تھا



اپنا سر گھٹنوں میں دیے وہ روئے جا رہی تھی

اسکے دل کی دھڑکنیں دھیمی رفتار سے چل رہی تھی

عموماً اسکے کانوں میں دروازے کھولنے کی آواز آئی

دیکھو پلینز۔۔ میرے۔۔ قریب۔۔ مت آنا

اسکے قدم اپنے جانب بڑھتے محسوس کر وہ جی جان سے

کاپی

????????????????



خبردار اگر تم میرے قریب بھی آئے

اس وجود کو اپنے جانب بڑھتا محسوس کر

وہ ذہنی انداز میں چینی تھی

اسکی پکاروں کو نظر انداز کرتا وہ ایک ہی جست

میں اسکے قریب آیا

نیچے کی جانب جھکتے اسے ایک جست میں

کھڑا کیا

شششش! خاموش ہو جاؤ کیوں خود کی حالت

خراب کر رہی ہو

اسکے گالوں پر بہتے آنسوؤں کو نرمی سے صاف

کر تا گھمبیر آواز میں بولا

ہاتھ ہٹاؤ اپنا

اسکے ہاتھ کو جھٹکتی غصہ سے بولی

یار! اپنے شوہر کے سامنے اتنی زبان درازی اچھی

نہیں ہوتی

اسکے ہاتھ جھٹکنے پر اسنے با مشکل اپنا غصہ ضبط کیا

زبردستی کا شوہر کہو

اسکے 'شوہر' کہنے پر وہ بگڑی تھی

شوہر تو ہونا

اسنے نرمی سے کہا

نہیں مانتی تمہیں اپنا شو۔۔

ابھی وہ اپنی بات مکمل کرتی اس سے پہلے وہ گر جا تھا

" اپنی زبان کو لگام دو " الویرا وہاج خاندان

اسکے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کر وہاج خان بلند آواز میں

دھاڑا تھا

الویرا کو لگا اسکے کان کے پردے پھٹ جائے گے

جسکے اسکے نام کے ساتھ اپنا نام لگانا

الویرا کو اندر تک مار گیا

اسے اپنا نام شدید پہلی بار دنیا کا سب سے بتر نام

لگا تھا

: کچھ گھنٹوں پہلے

اسکے حکم کے مطابق لاونج کی لائٹ اون کر دی گی تھی

اچانک لائٹ اون ہونے پر الویرا کی رونے سے سوجی

آنکھے چندھیا گی تھی

اسنی اپنی ڈارک گرے آنکھوں کو زور سے بند کیا

اوپن یور آئس جان خان

اسکے سر پر لال رنگ کی جادر اٹھاتا

گھمبیر آواز میں بولا

کیسی مرد کو اپنے پاس محسوس کر

اپنی سرخی ہوتی آنکھوں کو الویرا نے پٹ سے کھولا

سامنے کھڑے اس مرد کو دیکھ اسکی آنکھیں

بے یقینی میں پھیلی

و۔۔ وہاج۔۔ خان

اسکے لبوں سے ٹوٹ کر الفاظ نکلے

جبکہ اپنے پر وہاج کے مونچھوں تلے انابی لب مسکراہٹ

اٹھے

الویرا کی نظر بے یقینی سے اس پر بڑی تھی

جو اس وقت سیاہ شلوار قمیض پر

سیاہ پشوری چیل جو اپنی منہ مانگی قیمت رکھتی تھی

پہنے اپنے گرد سیاہ اجراک لپٹے

بھورے بالوں کو نفاست سے سیٹ کے

دودھیارنگت جو اس وقت سردی کی وجہ سے

گلابی تھی اپنے پٹھانی جاذب نقش لے

وہ مغرور مرد آج نظر لگ جانے

کی حد تک خوبصورت لگ رہا تھا

الویرا بے یقینی میں اسکے خوبصورت چہرے کی جانب

دیکھے جا رہی تھی

جس پر دل جلانے والی مسکراہٹ تھی

اتنا خوبصورت لگ رہا ہوں میں کی

جان خان کی نظریں ہی مجھ پر سے ہٹ ہی نہیں رہی

الویرا کے سامنے رکھے صوفے پر بیٹھتے اسنے

شرارتی لہجہ میں کہا

اسکی بات سن الویرا کا چہرہ پل میں سرخ ہوا

وہ اپنی نظریں اس پر سے ہٹاگی

اپنا چہرہ ڈھکو

بھی الویرا نے بولنے کیلے لب کھولے ہی تھی

اس سے قبل وہاں نے سخت لہجے میں کہا

اسکی آنکھوں میں سرخ دیکھ وہ چار و ناچار اپنے

سر پر رکھے گھونگھٹ سے چہرہ چھپاگی

الویرا چوہدری ولد الطاف چوہدری آپ کا نکاح

وہاج خانزادہ ولد ہاشم خانزادہ سے ایک کڑوڑ

حق مہر طے پایا جاتا ہیں کیا آپ کو

قبول ہیں؟

الویرا نے حیرت سے گھونگھٹ کی جالی سے وہاج کی

جانب دیکھا

!نہیں

الویرا ایک جھٹکے سے صوفے پر سے اٹھی

بیٹھ جاو الویرا

وہاج خان دھاڑ تھا

اسکی دھاڑ پر الویرا کے قدم لڑکھڑاے تھے
آپ۔۔ بچی۔۔ کے ساتھ زبردستی نہیں کر سکتے
نکاح خواہ موقع کی نازکت دیکھتے ہوئے

با مشکل بولا

اپنی زبان کو بند رکھے ورنہ مجھے اور بھی طریقے
آتے ہیں

الویرا بیٹھ جاو آخری دفا کہ رہا ہوں

وہاج خان نے سرد لہجے میں کہا

اسکے الفاظ پر بیچارہ نکاح خواہ کا چہرہ سرخ ہوا

سرخی تو ایسی آئی تھی باخدا جیسے (

کچھ اور ہی کہا ہو 

الویرا اسکی سنی ان سنی کرتی لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ

باہر کی جانب بڑھی

(اگر تمہاری طلاق کرا کر اپنے پاس قید کر لو تو)

اسکے ذہن میں وہاج کے الفاظ گونجنے

اسکا مطلب وہ مزاق نہیں بلکہ حقیقت تھی

اسے باہر کی جانب جاتا دیکھ

وہاج خان اپنی نشت سے کھڑا ہوتا اسکی

جانب قدم بڑھائے

الویرا اپنے باپ کی جان پیاری ہیں تو

چپ چاپ قبول ہیں کہ دو

لمبے لمبے ڈاگ بھرتا ایک ہی جست میں اسے بازوں

سے پکڑے اپنا چہرہ اسکے قریب ترین کرتے

سرگوشی نما انداز میں کہا

اسکی دھمکی پر الویرا کی آنکھیں بے یقینی سے پھیلی

کیا وہ اتنا گر چکا تھا

میں۔۔

اپنے الفاظ پورا کرتی اس سے قبل وہاج خان بول پڑا

باپ کے ساتھ بھائی کو بھی ایڈ کر دو

وہاج نے سوالہ انداز میں کہا

نہیں۔۔ پلینز۔۔ ایسا کچھ مت کرنا

الویرا نے روتے ہوئے بے بسی سے کہا

چالو پھر کہ دو تین الفاظ جیسے سن کیلے کان

ترس گے تھے

اسکی کلائی کو اپنے مردانہ ہاتھوں میں مضبوطی سے

تھامتا صوفے کی جانب بڑھا

الویرا اسکے قدموں کے ساتھ کھنچی چلی جا رہی تھی

جس طرح وہ اس سے برتاؤ کر رہا تھا

یقین وہ اسکی فیملی کو بھی نقصان پہنچاتا

نکاح خواہ انہیں ایسے دیکھ رہا تھا)

(جیسے کوئی انڈین سریل چل رہا تھا

شروع کرے

وہاج نے انکھیں دیکھاتے ہوئے کہا

جی

نکاح خواہ نے بسمل کہتے شروع کیا

الویرا چوہدری ولد الطاف چوہدری آپ کا نکاح

وہاج خانزادہ ولد ہاشم خانزادہ سے ایک کڑوڑ

حق مہر طے پایا جاتا ہیں کیا آپ کو

قبول ہیں؟

نکاح خواہ نے الجھتی آنکھوں سے دونوں کی جانب

دیکھا اسے لگا اب وہ پھر سے اٹھتے ویلا کرے گے

قبول ہیں!

میری زندگی میں تم پہلے انسان ہو جس سے (

الویرا الطاف چوہدری کو نفرت ہیں

(اور شدید ہیں)

!قبول ہیں

اپنی زندگی میں جیسے چاہا تم نے اسے مجھ سے (

چھین لیا نفرت کرتی ہوں میں تم سے

!قبول ہیں

اپنی زندگی میں سیاہ باب کو لکھنے والے تم خود ہو (

اس سیاہ باب کا تم سے وعدہ ہیں

تمہاری زندگی کے آخری صفحہ کو بھی اپنی سیاہی سے

(رنگ دو رنگی)

الویرا نے نفرت آمیز نگاہوں سے وہاج خان کی جانب

دیکھا جس کے چہرے پر اب پر سکون تاثرات تھے

وہاج خانزادہ ولد ہاشم خانزادہ اپ کا نکاح

الویرا چوہدری ولد الطاف چوہدری سے حق مہر

ایک کڑوڑے طے پایا جاتا ہیں

!آپ کو قبول ہیں

!قبول ہیں

!قبول ہیں

جی جان سے

!قبول ہیں

میری زندگی میں تمہارا دل و جان سے استقبال ہیں)

جان خان تمہارے سیاہ ماضی سے باخدا تمہیں نکالو

گا۔ تمہاری زندگی خوشیوں سے بھر دو گا

(تمہیں کبھی تکلیف نہیں دوں گا

وہاں جان نے بے تابی سے کہا

باقی کے الفاظ اس نے اپنے دل میں کہے

اسکی اتنی جلدی پر نکاح خواہ کے ساتھ الویرا

نے منہ کھولے اسکی جانب دیکھا

جیسے سنہری آنکھوں والے کا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا

اسکی کتی نس سے واقف جو تھا

کب سے تڑپ رہا تھا بیچارہ

قاضی صاحب باہر چلے یا انکی ویڈ انگ

نائٹ دیکھنے کا بھی ارادہ رکھتے ہیں

سنہری آنکھوں والا قاضی کے کان کی طرف جھکتے

بے باکی سے دانت پیستے بولا

جو دونوں کو ٹکر ٹکر دیکھنے میں مصروف تھا

!توبہ استغفار اللہ

نکاح خواہ نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا

انہیں ایسے ہی چھوڑتا قاضی باہر کی جانب

علجت میں بڑھا

اسکی رفتار پر سنہری آنکھوں والے کا

ایک بار پھر سے چھت پھاڑ قہقہہ گونجا

چلو یار اب میں تو چلا

وہاج خان کے گلے لگ اسنے سرگوشی نما انداز میں کہا

ہممم ! تمہارا شکریہ شہزاد

وہاج خان نے ہامی بھری

بندہ آپ کا غلام ہیں آقا

شہزاد نے سر کو خم دیتے کہا

اسکی بات پر وہاج خان مسکرایہ تھا

نکاح مبارک ہو گڑیا

شہزاد شاہ الویرا کے سر پر ہاتھ رکھتا مدھم لہجے میں

بولتا باہر کی جانب بڑھا

الویرا نے الجھی نگاہوں سے اس ماکس لگے آدمی کی

جانب دیکھا

وہ ہوش میں تو تب آئی جب اپنے آپ کو ہوا میں محسوس

کیا

نکاح مبارک ہو جان خان

وہاج خان اسکے گھونگھٹ پر سے ماتھے پر لب

رکھتا شدیت پسندگی سے بولا

اسکے حصار میں الویرا نے مزاحمت شروع کی

مگر اسکی گرفت ہر مزاحمت کے ساتھ مضبوط ہوتے دیکھ

اسنے مزاحمت ترک کر دی

اپنے خان سے کبھی نہیں جیت سکتی تم جان خان

اسے مزاحمت ترک کرتے دیکھ وہاج نے مسکراہٹ پاس

کرتے ہوئے کہا

الویرا نے غصہ سے دوسری طرف اپنی نظریں مرکوز کی
اسکے کمرے میں بیٹھتا کیسی کام سے باہر

چلا گیا تھا

جبکہ الویرا زمین پر بیٹھتی گذراے لمحوں کو
یاد کر رہے بری طرح رودی

: حال

نیچے بیٹھی کیا کر رہی تھی تم

اسکی طرف قدم بڑھاتے ہوئے بولا

کچھ۔۔ بھی کرو آپ کو اس سے کیا مطلب ہیں

اسنے دوبادو جواب دیا

اسکے جواب دینے کے انداز پر اس

کے انابی لب مسکراے تھے

کہو کے تم میری ہو

وہاج خان کے قدم اپنے جانب محسوس کر

الویرا کے قدم خود بہ خود پیچھے کی جانب بڑھے

نہیں۔۔ ہوں۔۔ کبھی۔۔ نہیں۔

اسکی آواز لڑکھرائی تھی

اپنی زبان کو اتنا ہی استعمال میں لاؤ

جتنا تم مجھے برداشت کر سکتی ہو

وہاج خان ایک ہی جست میں اس تک پہنچتا

الویرا کی کمر کو اپنی سخت گرفت میں لیتا

اسکے کان کی لو کو دانتوں تلے کچلتے غرارتے ہوئے بولا

اب کی بار کا جواب اسے شدید پسند نہیں آیا تھا

اسکی اتنی نزدیکی پر الویرا کا دل سرپٹ دوڑا

وہ پہلا مرد جو اسکے اتنے قریب ترین کھڑا تھا

اس مرد کا چھونا الویرا کی ریڈی کی

ہڈی میں سنسناہٹ دوڑا گیا

میں نفرت کرتی ہوں آپ سے۔۔ صرف نفرت۔۔

آپ کبھی میری محبت حاصل نہیں کر سکے

الویرا نے چیختے ہوئے کہا

وللہ تمہاری نفرت پر صدقہ جاواں

اسکے لرزتے بند کو دیکھ وہاج نے اسے نرمی سے

اپنے سینے میں قید کیا

الویرا اسکی نزدیک پر سرخ ہوئی تھی

ایک تو چیخنے سے دوسرا اسکی نزدیکی پر

تم بلش کر رہی ہو

اسکے گلابی ہوتے گالوں کو دیکھ

وہاج نے شرارتی لہجے میں کہا

میں نہیں ہو رہی چھوڑ مجھے

الویرا بگڑی تھی

اچھا مجھے لگا تم ہو رہی ہو

وہاج اب بھی باز نہیں آیا

میں نے کہا نا نہیں ہو رہی ہوں

الویرا نے غصہ اے مزاحمت کرتے ہوئے کہا

کوئی نا میں بلش کر لیتا ہو

وہاج نے بلش کرتے ہوئے طنزیہ انداز میں کہا

اسے زبردستی بلش کرتا دیکھ

الویرا بے ساختہ مسکرائی

اس پوری واردات میں الویرا پہلی دفعہ مسکرائی تھی

اسے مسکراتا دیکھ

وہاج خان اپنے جیب میں رکھے

ہزاروں کے نوٹ جو قریب ایک لاکھ تھے

الویرا کے سر پر وار گیا

اسے پیسے وارتا دیکھ

الویرا مسکراہٹ روکے ڈارک گرے آنکھوں سے

اسے ٹکڑ ٹکڑ دیکھے جارہی تھی

تمہاری مسکراہٹ کا صدقہ جان خان

وہاج نے پیاری مسکراہٹ لے اسکے کان

کے قریب جھکتے ہوئے کہا

اس کے مسکراتے لب وہاج خانزادہ کے دل میں

ہلچل مچا گئے تھے

اچھا تم سو جاو میں کچھ دیر میں آتا ہوں

اسے نرمی سے الگ کرتے وہاج نے سنجیدگی سے کہا
مجھے۔۔ اپنے گھر جانا ہیں۔۔ خدارا۔ مجھے چھوڑے دے
اسے پھر سے باہر کی جانب گامزن دیکھ وہ سسکتے
ہوئے بولی تھی

اب سے تمہارا گھر یہی ہیں
خبردار جو آج کے بعد پھر سے
میرے گھر کی رٹ لگائی تو
وہاج خان نے مصنوعی غصہ سے کہا

جانتا جو تھا محترم کو پیار کی

نہیں بلکہ غصہ کی زبان سمجھ آتی ہیں

الویرا نے سسکتے ہوئے اسکی جانب دیکھا

!آپ نے اچھا نہیں کیا

میں ان سے محبت کرتی۔۔۔

الویرا بات جاری رکھتی اس سے قبل وہ دھاڑ تھا

ڈیم اٹ! مسئلہ کیا ہیں تمہارے ساتھ

جب سے آئی ہو اسکے گن گائے جارہی ہوں

نہیں کرتا وہ تم سے محبت۔

چند پیسوں کی خاطر بیچ دیا ہی اسنے

۔ پھر بھی اسکی طرف داری کرتے جا رہی ہوں

وہاج خان نے دھاڑتے ہوئے کہا

اسے سمجھ نہیں آرہا تھا آخر کیوں وہ اس شخص

کے محبت میں گرفتار تھی

جو اس سے نفرت کرتا تھا

"وللہ کوئی وہاج کو بھی سمجھائے جس کے "عشق (

(میں وہ گرفتار ہیں وہ بھی اس سے نفرت کرتی تھی
مگر میں تو کرتی تھی

ضروری نہیں تھا کہ وہ بھی مجھ سے کرے

زندگی ہمیشہ محبوب یا محبت چنے کا حق دیتی ہیں

میں نے محبوب کا انتخاب کیا تھا

اسلے ہاری تھی میں انکی محبت پانے میں

اگر آپ انہیں پیسوں کا لالچ نہ دیتے وہ کبھی اتنا نہ

گرتے خود کے گرے بان میں جھانک کر دیکھے

غلط وہ نہیں آپ تھے

ایک عورت کی عزت کو نیلام کرنے والے آپ تھے

اس کھیل کے ہارنے پر ایک عورت کی شرط رکھنے

والے بھی آپ تھے

سوچے اگر آپ میرے وجود پر پیسوں

کی شرط نہ رکھتے

تو میرا محرم مجھے بیچتا

چلے میں مانتی ہوں

میرے شوہر غلط تھے جنہوں نے مجھے بیچا

! مگر آپ کا کیا ہاں بولے آپ کا کیا

وہاج کے سینے پر ہاتھ مارتی الویرا نے دھاڑے ہوئے کہا

آپ تو میرے خریدار تھے

"مجھے چند رقم دے کر اپنے "ملکیت

کا ٹٹل دینے والے آپ تھے

اب بولے آپ میں سے گنہگار کون نکالا

وہ جس نے چند پیسوں کے

خاطر اپنی "عورت" کو بیچ دیا

یا وہ

جس نے ایک "عورت" کے وجود

پر پیسوں کی شرط رکھی

بولے خدا را بولے کون ہیں میرا گنہگار

میں انسان ہو جیتی جاگتی آپ لوگوں نے تو مجھے

طوائفوں سے بھی بتر کر کے رکھ دیا

کس کو منہ دیکھا پاو گی میں

یا اللہ میری سانسیں کیونہیں چھین لیتے آپ

آپ کے بندے بہت ظالم ہیں یا اللہ

الویرا کا گلا چیخنے کے باس بیٹھ چکا تھا

اسکا وجود دھیرے دھیرے بے جان ہوا

وہ اپنے ہوس کھوتی وہاج خان کے بانہوں میں جھول گی

اسکی سانسیں مدھم چل رہی

ایسا لگ رہا تھا

اسکا وجود اب اور نہیں جی سکتا

!الویرا

وہاج خان دھاڑ تھا



آپ دونوں کیا کر رہے ہیں

منیزہ نے حیرت سے کہا

کمرے میں اندھیر تھا

مگر بیڈ کی سائنڈ لیمپ سے آتی روشنی

اس کمرے میں اجالے کا باز بن رہی تھی

منیزہ کی پرپل آنکھیں دونوں پر تھی

جو بلیکٹ کے اندر گھسے ٹارچ جلائے

ناجانے کیا حرکتیں سرانجام دے رہے تھے

منیزہ! ادھل آؤ

(کاشف نے شرارتی لہجے میں کہا)

اچھا ابھی آتی ہوں

منیزہ نے بھی شریر لہجے میں کہا

ساتھ ہی اپنے قدم بیڈ کی جانب بڑھائے

منیزہ اس وقت ہلکے گلابی رنگ کی شلوار قمیض

پہنے ہوئے تھی کالے لمبے بالوں کا ڈھیلا جوڑا بنائے

اپنے وجود سے دوپٹہ اترتے سیڈ ٹیبل پر رکھے

خود بھی بلینکٹ کے اندر گھستے

کاشف اور طلحہ کو دیکھا جو

سفید نائٹ ڈریس پہنے ہوئے اپنے چھوٹے ہاتھوں

میں ٹارچ پکڑے جو جناب کے ہاتھوں سے بھی بڑی تھی

منیزہ ہم لود ہول لر استوری سنا لے ہیں

آپ بھی تونا و نا

اسٹوری سنا رہے ہیں horror منیزہ ہم لوگ)

(آپ بھی سنا و نا

طلحہ نے اپنے چہرے کے قریب ٹارچ کرتے ہوئے کہا

جیسے وہ اسے ڈرانے کی کوشش کر رہا تھا

اچھا ٹھیک ہیں چلو پھر

ایک رات کی بات ہیں۔۔۔۔

منیزہ نے سنجیدگی سے اسٹوری سنائی

اپنے چہرے کے قریب ٹارچ کرے

وہ انہیں اسٹوری سناتی گی

بیچارے وہ دونوں ڈر کے مارے ایک دوسرے سے چپک

گے

صمد خان دو دنوں بعد حویلی آیا تھا

اس ملاقات کے بعد اسکا سامنا منیزہ سے کم ہوا تھا

وہ صوفے پر سوتا تو منیزہ بیڈ پر

اس کا مقصد بھی اس دن منیزہ کی مایوسی دور
کرنا تھا

جھوٹا! خود تو بہکا تھا مگر کہہ رہا ہیں (

مایوسی دور کرنی تھی 🙄)

وہ خود بھی اس سے حقوق لینے سے انکاری تھا

(اچھا 🤔)

اسکی زندگی میں جو "عورت" آئی تھی

وہ اسکی محبت تھی

اور ہمیشہ رہنے والی تھی

وہ سر جھٹکتا اوپر کی جانب بڑھا

وہ دو دنوں سے لگا تار اپنی ڈیوٹی پر خوار ہو رہا تھا

اب سیدھا سونے کا ارادہ رکھتا تھا

اسے کبھی کاشفِ طلحہ کی فکر نہیں ہوئی

کیونکہ وہ جانتا تھا حویلی والے اسکے بچوں کا

خیال رکھ لے گے

وہ یہ کیوں نہیں سمجھ سکتا تھا (

کے باپ کی محبت اوروں کی محبت کے

(آگے کچھ نہیں تھی

وہ انہیں محبت کرتا تھا

مگر کچھ کھنچا کھنچا رہتا تھا

انہیں کئی ہفتے حویلی چھوڑ کر اپنے کام پر رہتا تھا

کاشف طلحہ نے کی بار اس سے شکایت کی

مگر بے سود وہ انکی باتیں ہمیشہ ٹال دیتا تھا

صمد خان اس وقت پولیس یونیفارم میں ملبوس تھا

اسکے بال ماتھے پر بکھرے تھے جو اسکی خوبصورتی کو

مزید نکھار رہے تھے

ہائے اللہ کاش ایک عدد صمد خان میرے)

پیارے ریڈرز کے پاس بھی ہوتا  

وہ کمرے کا دروازہ کھول اندر کی جانب بڑھا

جہاں پر منیزہ بلینکٹ اوڑھے ہوئے تھی

شدید وہ ٹارچ لے کچھ کر رہی تھی

صمد خان دائیں ابرو اٹھاتے اس کے جانب قدم بڑھائے

آپ دونوں کو پتہ ہیں وہ لڑکی کون تھی
منیزہ نے آنکھوں کو بڑا کرتے ہوئے کہا
اسکی پرپل آنکھیں جو دونوں کو بے انتہا خوبصورت
لگتی تھی

آج وہی آنکھیں اس وقت انہے خوف میں مبتلا کر رہی تھی
دونوں نے اسکے سوال پر ڈرتے ہوئے نفی میں سر ہلایا
وہ لڑکی میں ہی ہوں

منیزہ مصنوعی ڈراونہ قہقہہ لگاتی دونوں پر جھپٹی

اسکے اپنی طرف بڑھنے پر کاشف اور طلحہ بر وقت

چنچ مارتے بیڈ سے نیچے اترے

وہ دونوں آرنار پار دیکھتے بھاگتے ہوئے لیل کے کمرے

کی جانب بڑھے

انہیں اترتا دیکھ وہ بھی ان کے پیچھے لپکی

صمد خان جو منیزہ کے بالکل قریب تھا

اس کے اچانک بلینکٹ ہٹانے پر

وہ گڑبڑایا

منیزہ کھکھلاتی ہوئی

نیچے اترتی اس سے قبل وہ صمد خان سے ٹکرائی

صمد خان اپنا بیلنس برقرار نہ رکھتا منیزہ کے اوپر گرا

اس اچانک افدا پر منیزہ بیڈ پر آہہ

منظر کچھ یوں تھا

منیزہ بیڈ پر جبکہ صمد خان منیزہ پر

صمد خان کو اپنے نازک وجود پر برداشت کرنے کی سکت نہ

تھی

اسکے ڈوپٹے کے بنا دیکھ صمد خان کی

آنکھیں خماری سے سرخ ہوئی

اسکے نشیب و فراز سے بامشکل نظریں ہٹائی

صمد خان کے لب اس اچانک افدات پر

منیزہ کے گردن سے ٹچ ہوئے تھے

آہہ! یا اللہ اٹھ جائے میرے اوپر سے

اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ کراہتے ہوئے بولی

اسکے چیخ مارنے پر صمد خان نے اسے گھوری سے نواز

صمد خان کے اٹھنے کی دیر تھی

منیزہ نے اپنی اٹکی سانسیں بے حال کی

اتنی ناز کی بھی اچھی نہیں ہوتی

صمد خان اپنے شرٹ کے بٹن اوپن کرتا

بے باکی انداز میں طنز کیا

اسکی بات کا مطلب سمجھ منیزہ کا سرخ چہرہ

مزید سرخ ہوا

منیزہ نے کمرے میں نظر دوڑائی جہاں کاشف اور طلحہ

کی نام و نشان نہیں تھا

شدید وہ لیل کے کمرے کی جانب بھاگے تھے

منیزہ سنجیدگی سے باہر کی جانب بڑھی

کہا جا رہی ہو

صد خان سنجیدگی سے سوال کیا

اسکے سوال پر منیزہ کے دل نے بیٹ مس کی تھی

وہ کاشف اور طلحہ کو لانے

کچھ چاہے آپ کو

اسکے سوال پر منیزہ نے اسکی کر سٹل گرے

آنکھوں میں اپنی پرپل آنکھے گاڑے کہا

اسکے سوال پر صمد خان نے نفی میں سر ہلایا

جس پر منیزہ اسکے جواب ملنے پر لیل کے

کمرے کی جانب بڑھی

جبکہ صمد خان شاور لینے

لگتا ہیں محترم کا رونا دھونا ختم ہو گیا ہیں

صمد خان خود سے بڑبڑاتے ہوئے بولا

منیزہ جب لیل کے کمرے میں داخل ہوئی
اسکے دل کو جیسے کیسی نے مٹھی میں جکڑا
کاشف اور طلحہ ڈر کر مارے روئے جارہے تھے
اور لیل تو دونوں کو خاموش کرانے میں
ہلکان ہو رہی تھی

یا اللہ کیا ہوا میرے بچوں
منیزہ پریشانی سے دونوں کی جانب بڑھی
اسے اپنے جانب اتا محسوس کر

وہ لیل سے مزید چمٹے

یار اپی! ایسا بھی کوئی ڈراتا ہیں

دیکھے دونوں کو بیچاروں کی ہچکیاں بندھ گئی ہیں

لیل نے ماتھے پر بل ڈالے کہا

یار! سو سوری

منیزہ کاشف اور طلحہ کو سینے سے لگاتے

ہوئے بولی

آپی بھوت ہیں پلید چھوڑ دے

(آپ بھوت ہیں پلینز چھوڑ دے)

منیزہ کے حصار میں دونوں نے مزاحمت کی

آپ سے کس نے کا میں بھوت ہو

آپ کو ڈرانے کیلے کہا تھا صرف

اب چلو خاموش ہو جاو

انکے بھیگے گلابی گالوں کو صاف کرتے پیار سے

چومتے ہوئے کہا

اسکے چومنے پر دونوں کے چہرے بے ساختہ گلابی ہوئے

انہیں شرماتا دیکھ منیزہ بے ساختہ قہقہہ لگاگی
جسکے لیل منہ کھولے کبھی کاشف تو کبھی طلحہ کو
دیکھ رہی تھی

وہ دونوں جب سے اسے ہلکان کرنے میں لگے
یہاں تو منیزہ کے صرف ایک کس پر دونوں کا
رونا بند ہوا تھا ساتھ ہی ساتھ شرما بھی رہے تھے
یار آپ! ان سے کہ دے میں آج سے نہیں ابھی سے
ان دونوں کی فریٹیل والی اینجیل نہیں ہوں

لیل نے منہ پھولائے کہا

اسکی بات پر دونوں بھائیوں نے منیزہ کا

ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا

مومی مدھے نیند آلی ہیں پلیز سونے تلے نا

(مومی! مجھے نیند آرہی ہیں پلیز سونے چلے نا)

انہیں منانے کی بجائے سونے کی فکر کرتے دیکھ

لیل کا منہ مزید کھولا

جبکہ لفظ موم کے منیزہ کی دھڑکن منتشر ہوئی تھی

جب سے مریم خانم نے انہیں منیزہ کو

موم کہنے کو کہا تھا

تب سے وہ ایسے موم کہتے تھے

زیادہ تر وہ انہیں عاداتن مطابق منیزہ کہتے تھے

مگر جب بھی وہ اسے "ماں" کے خطاب سے نوازتے تھے

اسکی۔ دل کی دھڑکن ہمیشہ منتشر ہوتی تھی

صمد خان شاور لے کر باہر نکلا

اسکی آنکھیں سرخی جھلک رہی تھی

اسے نیند کی سخت ضرورت تھی

آج وہ صوفے پر سونے کا ارادہ بالکل نہیں رکھتا تھا

اسکی کمر اس سے چوھٹے سے صوفے پر سونے

سے اکڑ رہی تھی

پہلے ہی وہ پاگلوں کی طرح ڈیوٹی پر سر کپھتا تھا

اب اسکی بس ہوگی تھی

آج وہ سکون کی نیند لینا حق رکھتا تھا

منیزہ ابھی کمرے میں نہیں آئی تھی

اسلے وہ بے فکری سے بیڈ پر نیم دراز ہوا

لیٹنے کی دیری تھی وہ نیند کی آغوش میں اترا

سارے کمرے میں اندھیرے کا راج تھا

منیزہ دونوں لے کمرے میں داخل ہوئی

موم ڈیڈ تہاں ہیں؟

(موم ڈیڈ کہاں ہیں؟)

طلحہ نے حیرانی سے استفہار کیا

جب سے منیزہ نے انہیں بتایا صمد خان آیا ہیں

دونوں کی خوشی کی کوئی انتہا نہیں تھی

منیزہ دھیرے سے بیڈ کے سیڈ لیمپ کو اون کیا

صمد خان کو سوتا پا کے حیرانی ہوئی

وہ تقریباً دو دنوں بعد حویلی آیا تھا

اوپر سے رابطہ تک نہیں کیا تھا

طلحہ اور کاشف کا تو رو کر برا حال تھا

اسے لگا وہ دونوں کے بارے میں سوال کرے گا

مگر اسے سوتا دیکھ اسے افسوس ہوا

اسنے ایک نظر تک دونوں پر نہیں ڈالی تھی

کبھی اسنے صمد خان کو انکے لے

اسطرح برتاو کرتے نہیں دیکھا تھا تو پھر آج

شدید وہ تھکا ہوگا

اسنے اپنے دماغ میں تانے بانے

موم ڈیڈ تو دے

(موم ڈیڈ سو گے)

کاشف نے کر سٹل گرے آنکھوں میں نمی لیتے ہوئے کہا

وہ کتنا اکیسٹڈ تھا صمد جان سے ملنے

ہممم! آپ کے ڈیڈ تھک گے تھے نا تو سو گے

چالو آپ بھی جلدی سو جاو

کل جلدی اٹھ کر اپنے ڈیڈ سے ملنا

منیزہ دونوں کو بچکارتی انہیں لے بیڈ پر ائی

کاشف اور طلحہ کا خوبصورت بے بی بیڈ تھا (

(جو صد خان کے بیڈ کے بائیں جانب تھا

تھوڑی دیر میں دونوں بھی نیند کی آغوش میں اترے

مگر انکے ننھے چہرے پر اداسی تھی

جو دیکھ منیرہ کافی پریشان ہوئی

وہ صبح صد خان سے بات کرنے کا ارادہ رکھتی

صوفے کی جانب بڑھی

وجہ صد خان بیڈ پر تھا

اسنے صوفے پر لیٹے اپنی چارد خود پر درست کی

وہ کی لمحے صرف کروٹیں بدلتے رہی

پہلی بار شدید صوفے پر سو رہی تھی

صوفہ کافی بے آرام دہ تھا

منیزہ کو اپنی گردن اکڑتی ہوئی محسوس ہوئی

اللہ وہ کیسے سوتے تھے پھر

منیزہ صمد خان کی جانب دیکھتے بڑبڑائی تھی

چار و ناچار وہ بیڈ کی جانب بڑھی

مگر سونے سے پہلے خود کے اور اسکے درمیان (

(چائے وال لگانا نہیں بھولی

بیڈ پر لیٹے اسنے سکون سے آنکھیں موندی



الویرا کا وجود بے جان ہوتا وہاں کی بانہوں میں جھولا

یہ تو اچھا تھا وہاں کی گرفت اسکی کمر پر سخت تھی

ورنہ وہ کب کا زمین بوس ہو جاتی

!الویرا

وہاج خان نے کپکپاتے ہاتھوں سے اسکا چہرہ تھپتھپایا

الویرا کا جسم ہلکے نیل اور یختہ ٹھنڈا ہو رہا تھا

اسکے الفاظ وہاج خان کی کانوں میں

پگھلا سیسہ انڈھیلنے کا باز بن رہے تھے

اسے بیش قیمتی چیز کی طرح اپنی مضبوط بانہوں

میں بھرے لڑکھڑتے قدموں کے ساتھ باہر کی جانب

بھاگا

اسکی اتر ہوتی حالت وہاج کے حوس جھنجھوڑ

رہی تھی

اسے نرمی سے سیٹ پر منتقل کرے

وہ ریش ڈرایونگ کرتا تھوڑی تھوڑی دیر بعد اسکے

معصوم چہرے پر نظر ڈال رہا تھا

ہاسپٹل کچھ دور پر ہی تھا

وہ اسے بانہوں میں بھرے اندر کی جانب بھاگا

ڈاکٹر اور کی سارے نرس کی ٹیم اسکے قریب پہنچی

کیا ہوا ہیں انہیں

ڈاکٹر نے جلدی سے استفہار کیا

مجھے۔۔۔ نہ۔۔۔ نہیں۔۔۔ پتہ

وہاج خان نے کیسی چھوٹے بچے کی

طرح سہمتے ہوئے کہا

وہ اس وقت ڈرا ہوا لگ رہا تھا

اپریشن روم کا دروازہ بند ہوا تھا

وہ بے چینی سے ادھر سے ادھر ٹہل رہا تھا

اسکی سانس سینے میں گھٹ رہی تھی

مگر میں تو کرتی تھی نا"

" ضرور نہیں ہوتا جیسے ہم چاہے وہ بھی ہمیں چاہے

الویرا کی آواز اسکے کانوں میں گونجی

صحیح کہا ضروری نہیں جیسے ہم چاہتے ہیں

وہ ہمیں چاہے

وہاج خان دھیمے سے بڑبڑایا

اسکے آنکھوں کے آگے الویرا کا چہرہ لہرایا

اسکے آنکھیں سرخ ہو رہی تھی

اگر تم مجھے پسند نہ کرو تو مجھے کوئی فرق نہیں

پڑتا میں تو تمہیں ہمیشہ چاہو گا

!ہمیشہ

وہ تلخی سے مسکراتا خود سے باتیں کے جا رہا تھا

اسکے بولنے کا انداز کافی شدید پسند تھا

پیشنت کی کنڈیشن تھوڑی کریٹیکل ہیں آپ یہ کچھ

انجکشن لادے

وہ جو اپنے میں کھویا ہوا تھا

نرس کی آواز پر ہوش میں آیا

مگر نرس کے الفاظوں نے اسے جیتے جی مارنے میں

کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی

کی۔ کیا۔ ہوا ہیں

وہاج خان کو لگا اسکی آواز کھائی سے

آرہی ہیں

ابھی کچھ کہا نہیں جاسکتا سو پلیز آپ

یہ میڈیسن لادے

برس نے پریشانی سے کہا

وہ نرس کی دی ہوئی چٹ پکڑتا

بھاگتے ہوئے فارمیسی کی طرف گیا

اسکے حوس جھنجھوڑ رہے تھے

میڈسن لے کر وہ نرس کو دی نرس جا تو چکی تھی

مگر وہاج خان کی سانس بھی لے گی تھی

اسے ایک پل سکون میسر نہیں تھا

کئی گھنٹوں بعد اپریشن روم کا دروازہ کھولا

پیشنٹ کے ساتھ آپ ہیں

نرس نے پروفیشنل انداز میں کہا

جس پر وہاج خان نے ہاں میں سر ہلایا

سر آپ کو بلا رہے ہیں

نرس کیمین کی طرف اشارہ کرتی وہاں سے جا چکی تھی

وہ بے تابی سے ڈاکٹر کی جانب بڑھا

آپ پیشنٹ کے کیا لگتے

ڈاکٹر نے سنجیدگی سے کہا

جی میں انکا ہسبینڈ ہوں

وہاج خان نے روائگی سے کہا

یہ اب تک کتنی بار ہوچکا ہیں

ڈاکٹر نے پروفیشنل انداز میں کہا

!کیا

وہاج خان کو سمجھ نہیں آیا

!نروس بریک ڈاون

ڈاکٹر نے ابھی نگاہوں سے وہاج خان کی جانب دیکھ

م۔۔ مطلب

وہاج خان کو لگا اسگ سنے میں غلط ہول ہوئی ہیں

آپ کی شادی کو کتنے سال ہوئے ہیں

ڈاکٹر کو وہاج خان کی بات پر شک سہ ہوا

چار گھنٹے خوش

اب بتاؤ کیا ہوا ہیں انہیں

وہاج خان نے تقریباً دھاڑتے ہوئے کہا

اسکی بس سے باہر ہو رہا تھا

وہ انکا نروس بریک ڈاون ہوا ہیں

شدید یہ پہلی بار نہیں ہیں

میں اکزیٹ نہیں کہہ سکتا مگر اب کی بار یہ انکا

تیسری بار ہیں

اب اگر۔۔ انہیں پھر سے اٹیک آئے تو

شدید اگلی بار انہیں بچا پانا ہمارے لے مشکل ہو جائے

ڈاکٹر نے ڈرتے ہوئے بات اسکے گوشے گزاری

کیا۔۔ تیسری بار؟

وہاج خان کو حیرت کا جھٹکا ملا تھا

وہ اتنی زیادہ بیمار تھی

کیا۔۔ میں "اپنی بیوی" سے مل سکتا ہوں

وہاج خان نے نظر جھکائے کہا

جی۔۔ انہیں دوسرے روم میں شفٹ کیا جائے گا

کل تک انہیں ہوش آجائے گا تب

آپ ان سے مل لیجیے گا

ڈاکٹر نے اسکے بدلتے تاثرات سے گھبراتے ہوئے کہا

کیا بھروسہ اس بندے کا پھر دھاڑنا شروع ہو جائے

وہاں سر کو خم دیتا باہر کی جانب بڑھا

وہ بیچ پر بیٹھے اپنے خیالوں میں گم تھا

تبھی نرس نے اسے مخاطب کیا

سر آپکے پیشینٹ کو روم میں شفٹ کر دیا گیا ہیں

آپ ان سے مل سکتے ہیں

وہ کہتی وہاں سے واک اوٹ کرگی

وہ لڑکھڑتے قدموں کے ساتھ اندر کی جانب بڑھا

جہاں دشمن جاں مشینوں میں جکڑی تھی

وہاج خان نے تو وعدہ کیا تھا

اسے کبھی دکھ نہیں دیگا پھر نا جانے کیوں

وہ اسکی آنکھوں میں آنسو لانے کا باز بنا تھا

انہوں نے بیچا تھا مگر آپ نے تو خریدار تھے میرے"

" چند پیسوں میں مجھے خریدنے والے آپ تھے نا

وہاج خان کو کمرے میں اکیسجن کی

کم محسوس ہونے لگی

تھی وہ دھیرے چلتے اسکے قریب رکھی

چیر پر براجمان ہوا

اسے ہاتھ لگانے کی سکت نہ تھی

مگر دل تھا جو اسے چھونے کو بے قرار تھا

اسنے نرمی سے ڈراپ لگی ہاتھ کو تھاما

اسکے ہاتھوں میں کپکپاہٹ واضح تھی

آخر تمہیں مجھ پر ترس کیوں نہیں آتا

اگر تمہیں کچھ ہو جاتا نہ

میں خود کو تباہ و برباد کر لیتا

وہاج خان نے نم آنکھوں سے دشمن جاں کی طرف دیکھ

اچانک وہاج خان کے آنکھوں کے آگے

اندھیرے چاہنے لگا تھا

اسکا سر بے ساختہ الویرا کے کندھے پر ڈھلکا

وہ وہاج خان تھا

دشمن اسکے نام سے پناہ مانگتے تھے

اور آج وہ کیسی کے کھو جانے کے ڈر سے

حوس سے بیگانہ ہوا تھا

وہاج خان کی مدھم سانسیں الویرا کی گردن پر

بکھر رہی تھی



جس کے بارے میں انفارمیشن نکالنے کیلئے کہا تھا

نکالی تم نے

وہ کرسی پر بیٹھا سرد لہجہ میں سامنے کھڑے اس

آدمی سے استفہار کیا

جی۔۔ سر پتہ چل گیا

اس آدمی نے ڈرتے ہوئے کہا

بولنا شروع کرو

اسنے ہیزل گرین آنکھیں اس پر گاڑے کہا

سر انکی فیملی ابھی ابھی پاکستان آئی ہیں

انکی دو "بیٹیاں" ہیں۔۔۔۔۔

وہ روانگی سے کہتا گیا

جب کے لفظ بیٹیوں پر اسکی انکھیں نم ہوئی

کیا ان دونوں کی تصویریں ہیں

اسنے بے تابی سے استفہار کیا

جی سر

اسنے تصویریں لوسیفر کی جانب بڑھائی

اسکے ماتھے کے بل ڈھیلے پڑے تھے

وہ ایک ٹک ان حسن کی پیکر کو دیکھ رہا تھا

ماشاء اللہ

اسکے لبوں سے بے ساختہ نکلا

کیا تم نے فوٹو لیتے ہوئے انہیں نظر بھر کر دیکھا تھا

لوسیفر نے اچانک بے تکا سوال کیا

جی۔۔

وہ گڑبڑایا تھا

اسکا مطلب ہاں

اسکے بڑبڑاتانے پر لوسیفر کو طیش آیا تھا

وہ دونوں حسین تھی

ایسا تو ناممکن تھا کہ کوئی انہیں نظر بھر کر نادیکھتا

! ایلکس

لوسیفر دھاڑ تھا

جی بوس۔

چھ فٹ سے نکلتا قد، اس پر تصاد اسکی گوری رنگت

، شارپ جولائن، ہلکی سیاہ بریڈ، تیکھے نقش

وہ بھرپور مکمل مرد تھا

اسکی آنکھیں چاہے مجھے

لوسیفر نے دھاڑتے ہوئے کہا

جی

اسکا حکم مانتا وہ اپنی چاقو نکالتا

ایک ہی وار میں اسکی آنکھیں نکال گیا

وہ بے جان وجود کی طرح زمین بوس ہوا

اسے ہاسپٹل لے جاو دھیان رہے یہ مرنا نہیں چاہے

لوسیفر نے چہرے پر ہاتھ پھیرتے کہا

کیوں

ایلیکس نے حیرانگی سے کہا

اسنے میرے بہنوں کی تصویریں مجھے دی ہیں

اسکا نتیجہ وہ زندہ رہنا چاہے

لوسیفر نے کندھے اچکاتے کہا

ایسا تھا تو پھر مارتے ہی نہ

ایلیکس نے گھورتے ہوئے کہا

اسنے نظر بھر کر دیکھا تھا اسلے مار دیا

لو سیفر نے لا پرواہی سے کہا

کمنے تو دنیا کا پہلا ایسا بھائی ہوگا

جس نے صرف ایک نظر دیکھنے پر بندے کی

آنکھیں نکال دی

ایلیکس نے اسے گھورتے ہوئے کہا

جس پر لو سیفر نے مسکراہٹ پاس کی

جو وہ صرف ایلیکس کے سامنے پاس کرتا تھا

ورنہ وہ کہاں اور مسکراہٹ کہاں

(🙄) واللہ اسکی مسکراہٹ قیامت خیز تھی (



ابھی وہ یونی میں انٹر ہوئی ہی تھی
اچانک اسکی ٹکڑ دیوار نما وجود سے ہوئی
یا اللہ دیکھ کر نہیں چل سکتے آپ
وہ بگڑی تھی

محترمہ دیکھ کر چلتا تو آپ سے ٹکر تھوڑی نہ ہوتی

اسنے مصنوعی شرارت سے کہا

!کیا

وہ منہ کھولے سامنے کھڑے وجود کو دیکھ رہی تھی

جو اس وقت سیاہ پینٹ پر سیاہ شرٹ پہنے

جس کے کف لنگ کھولے کونیوں تک فولڈ کے

ماتھے کے بال جل سے سٹ کے، سیاہ چمک دار بریڈ

تیکھے نقش، اس پر تضاد اسکی پر کشش سیاہ آنکھیں

وہ کیسی کا بھی دل دھڑکا سکتا تھا

تاڑنا ہو گیا ہوں تو آپ ہٹ سکتی ہیں محترمہ

اسے اپنی طرف دیکھتا پا کر

اسنے سختی سے کہا

ایک تو چوری اوپر سے سینہ زوری

اسکی سختی پر امبر آنکھوں میں غصہ لے وہ منہ

میں بڑبڑائی

ساتھ ہی ساتھ اسکے راستے سے ہٹی

ایسا نہیں تھا اسنے خوبصورت مرد نہیں دیکھے تھے

اسکے حویلی کے سارے مرد حضرات ایک سے بڑھ کر ایک

حسن رکھتے تھے

خاص کر آہل ہاشم خانزادہ

نہ جانے وہ خود کیا سمجھ رہا تھا

!ہونہہ

وہ انہیں سونچوں میں گم آگے کی جانب بڑھی

لیل!

تبھی کیسی کی دھمی خوبصورت آواز اسکے

سمتوں سے ٹکرائی

وہ چھوٹی آنکھیں کے ایک پیر پر گھومی جہاں پر وہ

محترمہ کھڑی تھی

جو اس وقت تنگ پینٹ پر

سفید کرتی پہنے، جو اسکی گلابی رنگت پر

مزید خوبصورت لگ رہی تھی

معصوم نقش ، سنہرے بال جس کے کچھ ریشوں

کو اسنے پرپل کلر کیا تھا

وہ ویسٹرن لک میں مغربی ڈریسنگ کئے ہوئے تھی

اس کے آنکھوں پر سیاہ گلاس لگائے

وہ کی یونی لڑکوں کی نظروں کا مرکز بنی تھی

!ہیلو ہنی

وہ بے تابی سے آگے بڑتی اسے گلے لگا گی

کیا ہنی! کتنی بار کہا ہیں یار چادر لیا کرو

مگر تم ہو کے سنتی نہیں

اور تم نے یہ بالوں کے ساتھ کیا کر دیا

لیل چوہدری لال چہرہ لے اس کی بڑی اماں بن گی تھی

اسے لیل کی باتیں سنی تھی اگر بیچ میں ٹوک دیتی

تو محترمہ کا اگنور اسے پورے ہفتے ہفتے جھیلنا پڑتا

اچھا نہ پگی مجھے پتہ تم میرے لے چادر لائی ہوگی

اب زحمت کر کے آپ کے شریف ہاتھوں سے پہنا دو

وہ ہار مانتی اس سے ملتی ہوئی

جو اس وقت ہلکے پرپل شیفون کے فراک میں

ہم رنگ پیجامہ پہنے سر پر ہم رنگ ڈوپٹہ لے
اس پر تصاد شال لیٹے وہ سادگی میں بھی
نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی
وللہ جانم! کاش میں لڑکا ہوتی تو تم سے ہی شادی کرتی
اسنے ہمیشہ کی طرح اولیو گرین
آنکھوں میں شرارت لے بولی
اسکی خوبصورت میں اسکی یہ اولیو گرین آنکھیں اسے
مزید دلفریب بناتی تھی

یار !نورینہ تم بھی حد کرتی ہوں

لیل نے اپنے ہاتھ میں پکڑی چادر نورینہ کی گرد لپیٹی

جس پر اسنے منہ کے زاویہ بیگاڑے

نورینہ لیل دونوں کی دوستی کو تقریباً دو سال ہونے

آ رہے تھے

نورینہ کو پاکستان سفٹ ہو کر چار سال ہونے آئے تھے

وہ لندن کی رہنے والی تھی

مگر اس کی پیدائش پاکستان میں ہی ہوئی تھی

اسکے بابا اور ماں کا ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو گیا تھا

جب وہ تین سال کی تھی

اسکے راشتے داروں نے اسے رکھنے سے منا کر دیا

مگر بھلا ہو اسکے ماما کا جس نے اسکی پرورش کی

زمداری لی تھی

اسکے ماں باپ کی وہ ایک لوتی اولاد تھی

اسلے انکے بابا کی ساری جائیداد اسکے نام تھی

مگر کبھی اسکے ماما نے اسکے حق پر بری نظر تک

نہیں رکھی تھی

انکی کوئی اولاد نہ تھی اسلئے انہوں نے نورینہ کو

پھولوں کی طرح پالا تھا

انکا بس چھوٹا موٹا بزنس تھا مگر

جب سے انہوں نے نورینہ کو گود لیا تھا

اللہ کے کرم سے انکے کاموں میں برکت ہوتی گی

جس کی بنا پر وہ آج مشہور بزنس مین میں

سے گئے جاتے تھے

انکی محبت نورینہ کیلے مزید بڑھی

نورینہ کے ضد کے چلتے ہی وہ لندن سے پاکستان

سفٹ ہوئے تھے

اسکا کہنا تھا جب سکا برتھ پلیس یہ ہیں تو

وہ کیونکر وہاں رہتی

نورینہ بچپن ہی سے آزاد خیالوں والی لڑکی تھی

اسنے ہمیشہ بولڈ ڈریسنگ ہی کی تھی

مگر پاکستان میں جب سکی ملاقات لیل سے ہوئی

اسکی ڈریسنگ میں تھوڑا چینیج آیا تھا

وجہ اسکی پیاری دوست تھی

جب وہ یہاں آئی تھی

سب ہی اس سے دوستی کرنے کیلے مرے جارہے تھے

مگر اسے لیل سے دوستی کرنا تھا

پہلے پہل وہ تو کوئی نہ کوئی بات پر اسے چھڑی تھی

پھر بعد میں اسنے دوستی کی آفر کی

جیسے لیل نے سر خم دیتے قبول کیا

لیل کو لگا تھا وہ کوئی نک چڑی، امیر باپ کی بگڑی ہوئی

اولاد ہوگی

مگر وہ تو بہت کیوٹ، چلبولی سی تھی

ہاں مگر اسکی ڈرینگ دیکھ کر وہ اس پر

ہمیشہ سخت غصہ کرتی تھی

جب وہ اسے نہ سنتی تب سے لیل نے خود ہی اسے

چادر اٹھانا شروع کیا

جس پر پہلے پہل تو نہ مانی مگر ایک ہفتہ اسے انور

کرنے پر وہ جلد بات مانے لگی
اسکی ڈریسنگ پہلے کی طرح بولڈ نہ صحیح مگر
تنگ ضرور ہوتی تھی
!اب چلے جانم

نورینہ نے اسکے امبر آنکھوں کے سامنے چٹکی بجاتے کہا
اپنے ماما اور مامی کے بعد لیل اسکا واحد خاص رشتہ
تھی جیسے وہ کبھی کھونا نہیں چاہتی تھی
نا جانے کیا لکھا تھا اسکی زندگی میں آگے

وہ لیل کا ہاتھ مضبوطی سے تھامے کلاس کی جانب بڑھی

اسکی اتنی رفتار پر لیل نے مسکراتی نظروں سے

اسے دیکھ

جو چلنے کے ساتھ ساتھ مسلسل بڑبڑا بھی رہی تھی

اسکا خوشی سے چمکدار چہرہ دیکھ

وہ اسے دل میں ہمیشہ خوش رہنے کی دعائیں دیتی

اسکے قدموں کے ساتھ بھاگ رہی تھی

نورینہ لیل سے ایک سال چھوٹی تھی

مگر اسکی ہائٹ لیل سے لمبی تھی
جس کا فائدہ اٹھاتے اسے ہمیشہ طنز کرتی تھی

کلاس روم میں شور شرابہ اپنے عروج پر تھا

اچانک روم کا ڈور اوپن ہوا

سب کی نظریں بے ساختہ انٹر ڈور پر متوجہ ہوئی

جہاں سے وہ اپنی مغرور چال چلتا

ٹیچر مائک کی طرف آیا

Good morning everyone,

My name is Alex Crimson.

I am your new chemistry lecturer. I live in

London, but my birthplace is Pakistan.

If I wanted, I could have stayed in London, but

because of my father's insistence, I am here.

If any of you have questions about me, you can

feel free to ask without hesitation.

گھمبیر مردانہ گہری آواز میں اپنا خوبصورتی

تعارف کراتے

وہ سب کی جانب متوجہ ہوا

لیل تو اس صبح والے بتمیر آدمی کو دیکھ میٹر شاوٹ

ہوا تھا

وہ اسے غصہ سے گھورے جارہی تھی

کیا حسن ہیں یار بندے کا اففف

اچانک سکے کانوں میں نوریہ کی آواز گونجی

لیل نے نورینہ کی جانب دیکھا

جو دل کے مقام پر ہاتھ رکھے

ایک ٹک نئے کیمسٹ سر کو گھورے جا رہی تھی

ہوش کی دنیا میں آو لڑکی

تم سے بڑے ہیں وہ

لیل نے اسکے بازوؤں پر تھپڑ رسید کرتے ہوئے کہا

ہہہ ظالم عورت ! اتنی جیلیسی اچھی نہیں ہوتی

نورینہ نے اپنے سنہرے بالوں کو پیچھے کرتے کہا

ہونہہ جیلیس وہ بھی میں

لیل نے منہ کے زوایہ بگڑتے ہوئے کہا

کیسی کو سوال کرتا نہ دیکھ وہ سنجیدگی سے

لکچر اسٹارٹ کر چکا تھا

تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ لکچر دے کر فارغ ہوا

کوئی سوال؟

اس نے سنجیدگی سے کلاس کی جانب دیکھا

جو منہ کھولے

اسکی جانب دیکھنے میں مصروف تھے

بے چارے سوال تو تب کرتے جب وہ سن پاتے (

اسکی وجہ پر سنیلٹی نے سب کے چھکے چھڑائے تھے

انہیں پھر سے سوال نہ کرتے دیکھ وہ انہیں

گھورتے ہوئے دیکھ رہا تھا

سر آپ کی خوبصورتی کا راز

ایک لڑکی اپنے جگہ سے کھڑے ہوتے

اپنی آنکھ کو ونگ کرتے ہوئے بے باکی سے کہا

اسکے سوال پر نورینہ، لیل سمیت سب کا منہ کھولا

جبکہ اسکی بے باک حرکت پر

ایکس کا میٹر شاوٹ ہوا تھا

آپ جیسی لڑکیوں سے دور رہنا

ایکس بلند آواز میں غرایا

اپنی بے عزتی پر اس لڑکی کا چہرہ پل میں سرخ ہوا

جبکہ کلاس میں مشترکہ قہقہے گونجے

لیل نے دانت پستے اس کی نقل اتاری

اگر ان محترمہ جیسے سوالات آپ سب کو کرنے ہیں

تو میں درخواست کرتا ہوں اپنی سیٹوں پر بیٹھے رہے

سوال پوچھنے کی زحمت نہ کرے

اس لڑکی کو بیٹھے کا اشارہ کرتے وہ سنجیدگی سے

سب کی طرف متوجہ ہوا

Now you all introduced yourself

اپنی رولیکس واچ میں ٹائم دیکھتا

نرم تاثرات لے بولا

اسکے کچھ دیر پہلے والی سختی پر سب نے

اسے اکڑوانگریز کا خطاب دیا

Good morning sir! Myself lail altaf choudhar

اپنے نام کا تعارف کرتے وہ اپنے سیٹ پر براجمان ہوئی

صبح اولی لڑکی کو دیکھ

اسکی سیاہ آنکھیں گہری ہوئی تھی

، سب نے اپنا تعارف کراتے اپنے نئے ہنڈ سیم

لیکچرر کی طرف دیکھا

جو سب سے علودہ کلمات کرتے باہر کی جانب

بڑھا

! یار کیا ہوٹ سر ہیں

! کیا کڑوا ہیں یہ انگریز

! میں تو دل سے فدا ہوگی

مانا لڑکا ہو مگر کیا کرو سر ہیں ہی اتنے خوبصورت

! کے انہے دیکھتے رہنے کا دل کر رہا ہیں

! اور بھی کی سارے اظہار محبت

لیل چوہدری کے کانوں میں پڑ رہے تھے

وہ آنکھوں کو گھوماتی نورینہ کی طرف متوجہ ہوئی

جو صرف ایک نظر ایلیکس کو دیکھنے کے بعد اپنی

نظریں گھوما چکی تھی

وہ فون میں اسکرولنگ کرنے مصروف تھی

اسے آج تک مردوں میں کبھی انٹرسٹ نہیں دیکھا تھا

وہ حسن کی بھوکی کبھی نہ تھی

اسکی کچھ عادتیں اسے مغربی ہوتے ہوئے بھی

مشرقی بناتی تھی

جو لیل چوہدری کو اپنی پیاری دوست میں

بہت زیادہ پسند آتی تھی



الویرا کی آنکھیں اپنے گردن پر پڑی

تپتی سانسوں سے کھولی

اسنے اپنی ڈارک گرے آنکھوں کو با مشکل کھولا

اپنے آپ کو ہو سپیٹل میں پا کر اسکی آنکھیں حیرت سے
پھیلی تھی

الویرا نے اپنی گردن دھیرے سے موڑتے اپنے
سر پر سر رکھے وہاج خان کو سوتا دیکھ (بے ہوش ہیں وہاں
خان (ایک الگ سہ غصہ در پیش آیا
وہ ایک جھٹکے سے اٹھی

الویرا وہاج خان سے کچھ کہتی اسکے وجود کو زمین بوس
ہوتا دیکھ اسے شانوں سے تھام گی

راج خان کے بال ماتھے پر بے ترتیبی سے بکھرے ہوئے تھے

میم---

نرس بے دھیانی میں اندر آئی جب الویرا اور وہاج خان کو

اتنے قریب دیکھ وہ جلدی سے پلٹی

سنے انہیں دیکھ یہ ہوش میں نہیں آرہے

الویرا نے نم آواز میں کہا

وہاج خان کے کسرتی وجود کو سنبھال اسکلے

آسان نہ تھا

اسکی آواز پر نرس فوراً اسکے قریب گی

الویرا اور نرس نے جیسے تیسے اس کے

بھاری بھر کم وجود کو بیڈ پر لیٹایا

وہاج خان کا خیال رکھنے کی ہدایت دیتی نرس

جلدی سے باہر کی جانب بڑھی

الویرا نے بغور وہاج خان کا چہرہ دیکھا

جہاں آنسوؤں کے مٹے مٹے نشان تھے

کیا وہ رویا تھا؟

الویرا نے حیرت سے سوچا

ابھی وہ انہیں سوئچوں میں گم تھی تبھی

ڈاکٹر کی ٹیم جلدی سے اس تک پہنچی

پروٹوکول اسلے دیا جا رہا تھا کیونکہ وہ (

آہل ہاشم خان کا بھائی تھا

اگر اسے زرا کھروچ بھی آتی وہ پورے

لاہور کو اپنے سر اٹھا کے پھرتا

(اسکے غصہ سے کون واقف نہ تھا

ڈاکٹر نے آگے بڑھتے اسکی نس چیک کی

جو اپنے انداز میں نرم چل رہی تھی

جس سے ڈاکٹر نے شکر کا سانس لیا

وہ تھوڑا آگے بڑھتے وہاج خان کے چہرے پر پانی

کا چھٹکا کر گئے

جس سے وہاج خان نے اپنی مندی مندی

آنکھیں دھیمے سے کھولی

انہیں کیسی ٹنشن کی وجہ سے چکر آگے تھے

اب یہ بہتر ہیں

ڈاکٹر نرمی سے کہتا باہر کی جانب بڑھا

جس پر الویرا نے ہاں میں سر ہلاتے

صوفے کی جانب قدم بڑھائے

ڈارک گرے آنکھیں وہاج خان کے

دلکش چہرے پر گڑی تھی

وہ اپنی نظروں کا زاویہ بدلتے

صوفے سے اپنی پشت ٹکا گی

وہاج خان نے دھیرے سے آنکھیں کھولی

اسکا سر بھاری بھاری سہ لگ رہا تھا

وہ اٹھتا کمرے میں نظریں دوڑانے لگا

جب اسکی نظر صوفے سے پشت ٹکا کر

آنکھیں موندی الویرا پر پڑھی

جو کل کی گلابی رنگ کی ساڑھی

یہ ساڑھی عبیر نے نہیں بلکہ خود وہاج خان (

(نے اسکے لے خریدی تھی

اپنے گرد کالی شال لپٹے الویرا پر پڑھی

!جان خان

وہاج خان دھیرے سے اٹھتا الویرا کے

طرف قدم بڑھاتا دھیمے لہجے میں بولا

اسکی آواز پر الویرا نے پٹ سے آنکھیں کھولی

وہاج خان ایک ہی جست میں اس تک پہنچاتا

اسے اپنے سینے میں بھنیچ گیا

اسکی حرکت پر الویرا نے غصہ سے مزاحمت کی

اسکی مزاحمت کو نظر انداز کرتا

وہاج خان صوفے پر نیم دراز ہوتا الویرا کو

اپنے سینے پر لیٹا گیا

اسکی بے باک حرکت پر الویرا کا چہرہ تپ کے

لال ہوا تھا

وہاج خان اسکے جوڑے میں مقید بالوں کو

کھولتا اپنا چہرہ اسکے گردن میں چھپاتے

گہری سانس بھری

پچ۔۔ چھو۔ چھوڑے ہمیں

الویرا نے اپنی آواز کو مضبوط بنانے کی ناکام

کوشش کرتے ہوئے بولی

جس پر وہاج خان نے نفی میں سر ہلایا

اسکے ماتھے پر اپنے لب شدت سے رکھتا

ایک بار اسے اپنے تنگ حصار میں جکڑ گیا

اسکی حرکتوں پر الویرا کا چہرہ بھاپ چھوڑنے لگا تھا

تمہیں نہیں لگتا آج کوئی بہت خوبصورت لگ رہا ہیں
اسکے چہرے پر غربت کے لال رنگ دیکھتے وہاج خان
آنکھ و ونگ کرتے ہوئے بے باکی سے بولا
اسکی بے باک بات پر الویرا نے مزید مزاحمت کرتے
اسکے حصار سے نکلنے کی کوشش کی
جس پر اسنے اپنی گرفت اور مضبوط کی
بے کار کوششیں ہیں جان خان
وہاج خان اسکے لال ہوتے گال پر اپنے لب رکھتا

نرم انداز میں بولا

آپ زبردستی۔۔ نہیں۔۔ کر سکتے۔۔ آپ۔۔ چھوڑے۔۔

ہمیں۔۔ ہم۔۔ کوئی۔۔ طواف۔۔ نہیں۔۔ جس۔۔ پر۔۔

الویرا مزاحمت کرتے ابھی اپنی بات جاری رکھتی

وہ اسکے لبوں کو اپنے شدت بھاری گرفت میں لے گیا

اسکی سانسوں کو اپنی سانسوں میں شدت سے

انڈھیلے اسکی آتی جاتی ہر سانس کو

چرا رہا تھا اسکی شدت کی تاب نہ لیتے الویرا نے

وہاج خان کے سینے پر مکے جڑے

اسکی مزاحمت کو نظر انداز کرتا اسکے نچلے لب کو

شدت سے چوم رہا تھا

اسکی گرفت لمحہ بہ لمحہ مضبوط ہوتے دیکھ

وہ بے جان وجود سے مزاحمت ترک کر گئی

وہاج خان کو جب لگا وہ مرنے کے در پر ہیں

وہ اسکے نچلے لب پر دانت گاڑتے نرمی سے اسے

سانسیں بخشی

سانسوں کو ہموار کرتے الویرا کا سر

اپنے سینے سے لگا گیا

دونوں کی سانسیں بے انتہا پھولی تھی

الویرا نے شکوہ کن نظروں سے اسکی جانب

دیکھا

اگر آئندہ ایسا گھٹیا لفظ استعمال کئے تو

تمہاری سانسیں اپنے لبوں میں گھونٹ دوگا

آئی سمجھ

وہاج خان غصہ سے دھاڑتے ہوئے بولا

اسکی دھاڑ پر الویرا بے ساختہ وہاج خان کے

سینے میں پناہ لی تھی

ابھی وہاج خان کچھ کہتا جب اسکے فون پر

لالا جانی "کا نمبر شو ہوا"

الویرا تو بے وہاج خان کے اوپر سے

اٹھنے کی کوشش کی

مگر وہ تو جیسے اسے چھوڑنے کا ارادہ ہی

نہیں رکھتا تھا

السلام علیکم لالا

وہاج خان با مشکل اپنے غصہ

کو کنٹرول کرتے ہوئے نرمی سے

احتراما سلام کرتے ہوئے کہا

ویلکم اسلام

اگر تمہارا دل بھر گیا ہو

تو کیا تم گڑیا کو (الویرا) ساتھ لے کر حویلی

تشریف لاو گے

آہل خان نے دانت پستے کہا

جبکہ وہاج خان جو الویرا کے گردن میں چہرہ چھاپے

ہوئے تھا آہل خان کی بات پر جھٹ سے چہرہ نکالتے

کمرے میں نظریں دوڑائی

اسکی بے تکی حرکت پر الویرا نے بھی حیرانی سے

اسکے نظروں کی تخاب میں دیکھا

...یار لالا آپ کو کیسے

ابھی وہ بات جاری رکھتا

آہل خان نے غصہ سے کہا

جو حرکت تم نے سر انجام دی ہیں نہ

آؤ تم گھر ایک ایک ہڈی توڑ کر بتاؤ گا

آہل کے الفاظ پر وہاج خان کا نا چاہتے ہوئے بھی

قہقہہ گونجا

یار لالا ہڈی توڑے گے تو

اپنے پیارے بچوں کو دنیا میں کیسے لاؤ گا

اگر وہ نہیں آئے تو آپ کو چاچو کون بولے گا

وہاج خان نے معصومیت کے ریکارڈ توڑتے

بے باکی سے کہا

اسکی بات پر الویرا اور آہل خان کا چہرہ سرخ ہوا تھا

اگر تھوڑی دیر تک تم حویلی موجود نہ ہوئے نا

سچ کہ رہا ہو

تمہارے آنے والے بچوں کو انکا باپ ویل چیر ملے گا

آہل نے بھی تپتے ہوئے کہا

اسکی بات پر وہاج خان نے استغفار پڑھا

کیا کہتی ہو ہمارے بچوں کو دنیا میں لانے کی

پلینگ اسٹارٹ کرے

(فون کال کب کا بند ہو چکا تھا)

وہاج خان نے الویرا کا چہرہ اپنے چہرے کے قریب ترین

کرتے بے باکی سے بولا

بھاڑ میں جائے

اسکی باتوں پر تپتے جواب دیتی وہ باہر کی جانب

واج اوٹ کرگی جسکے پیچھے وہاج خان کا قہقہہ گونجا

(بقول اسلے کے وہاج خان کی گرفت ڈھیلی تھی)

ابھی وہ باہر نکلتی اسکا سر بری طرح گھوما

وہ زمین بوس ہوتی وہاج خان اسے اپنے حصار میں

لے گیا

کیا ہوا ٹھیک ہو

وہاں خان اسے نرمی سے اپنے سینے میں بھنچے

پیار سے بولا

ٹھیک ہیں ہم چھوڑے

سپاٹ چہرہ لیے وہ اسکے حصار سے نکلی

جب اچانک وہاج خان اسے باہوں میں بھر گیا

اس اچانک افدات پر الویرا نے اسکے کالر کو اپنی

مٹھیوں میں جکڑا

وہ الویرا کا چہرہ اپنے سینے میں چھپائے

سپاٹ چہرے سے باہر کی جانب بڑھا

وہ الویرا کو اس طرح اپنے مضبوط حصار میں قید

کیا کے کوئی بھی اس خوش قسمت لڑکی کا

چہرہ دیکھنے سے خاصرتھے



میم آپ کو آج احمد انڈسٹری جانا تھا میٹنگ

کیلے

وہ اپنے لیپ ٹاپ پر انگلیاں چلانے میں مصروف تھی

جب اپنے پرسنل سیکرٹری کی آواز پر

چہرہ اٹھا کر دیکھا

سیکرٹری کی جب نظر اپنے باس پر پڑی

تو نظریں ہٹنے سے انکاری تھی

وہ اس وقت بلیک فیمیل تھری سوٹ میں ملبوس

اپنے گرد کالی شال لپٹے

اسکے سنہرے بال جس کا رف جوڑا بنائے

مگر کچھ آوارہ لٹے اسکے چہرے پر بکھری تھی

اسکا گورا دودھیا چہرہ جو اس وقت ہر مصنوعی

خوبصورت اشیاء سے پاک تھا

مگر اپنے گلابی لبوں پر ہلکی لیپ گلاس لگائی ہوئی تھی
جو اسکے گلابی ہونٹ کو مزید خوبصورت کرے ہوئے تھے
وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہے تھی
یار! دماغ خراب کر رکھا ہیں بابا نے

وہ منہ میں بڑبڑاتی بولی
سو مس علیہ تمام ڈوکیومنٹ ریڈی ہیں
اسنے سنجیدہ نظروں سے علیہ کی جانب دیکھا
جی میم ریڈی ہیں

علینہ نے فارمل انداز میں کہا

حوریم میم آج آپ بہت خوبصورت لگ رہی ہیں

علینہ نے مسکراتے ہوئے کہا

جی شکریہ

حوریم شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا

مسکرانے سے کی ٹھوڑی پر گاڑا سہ ابھرا



منیزہ کسماتے ہوئے اٹھی

اپنے اوپر بوجھ محسوس کر اسنے پرپل آنکھیں

دھیرے سے کھولی

اسکے آنکھ کھولنے کی دیر تھی

جب اپنے سینے پر سر رکھے صمد خان کو سوتے دیکھ

منیزہ کا چہرہ بے ساختہ سرخ ہوا

وہ مزاحمت کرتے صمد خان کو اپنے اوپر سے

اٹھانے کی کوششی کی مگر بے سود وہ مزید اپنا
چہرہ چھپاتا منیزہ کی دل کی دھڑکن سرپٹ دوڑا گیا

خان۔۔

منیزہ نے مدھم آواز میں کہا
مگر وہ تو اٹھنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا

خان۔۔

منیزہ نے غصیلی آواز میں کہا
ہممم

صمد خان نے ہمکاری بھری

میرے اوپر سے اٹھ جائے پلینز

منیزہ نے پریل آنکھوں میں سرخی لیے کہا

اسکی بات پر صمد خان جھٹ سے منیزہ کی اوپر سے

اٹھا جیسے وہ کیسی اچھوت چیز کو ہاتھ

لگا کر پیچھے ہوا ہو

منیزہ نے اسکے چہرے پر ناگورایت کے تاثرات دیکھ

کر با مشکل خود کو برا کہنے سے روکا تھا

منیزہ جو اسے غصہ سے گھورے جا رہی تھی

اسکے برہانہ چٹانی سینے کو دیکھتے منیزہ نے پٹ سے

اپنی خوبصورت پرپل آنکھوں پر ہاتھ رکھا

اسکے ہاتھ رکھنے کے انداز پر صمد خان کے گھنی

مونچھوں تلے انابی لبوں پر انجانے میں مسکراہٹ

ابھری جیسے وہ بر وقت چھپا گیا

سوری منیزہ میں آئندہ خیال رکھوگا

صمد خان سنجیدگی سے کہتا اپنے پولیس یونیفارم

کو لے و شرام کی جانب بڑھا

منیزہ نے تشکر کا سانس لیتے

کاشف اور طلحہ کے بے بی بیڈ کی جانب قدم بڑھائے

دونوں کو بے ڈھنگے طریقے سے سوتا دیکھ

منیزہ نے مسکراتے ہوئے انکے ماتھے پر باری باری

لب رکھے

میرے بچے

یہ الفاظ کہتے اسکے رگ و جاں میں سکون کی

لہر دوڑی

اپنے بالوں کو ڈھیلے جوڑے کی شکل میں قید کرتی
کاشف اور طلحہ کو اٹھانے کی لگاتار کوششیں کر رہی تھی
جو اٹھنے کا نام نہیں لیے رہے تھے

یا اللہ! اگر آپ دونوں نہ اٹھے نا میں چلی

عمر) دوست کا چھوٹا بھائی (کے پاس

منیزہ نے مصنوعی سنجیدگی سے کہا

وہ جانتی تھی دونوں منیزہ کے معاملے میں

اتنی احساس تھے کہ وہ منیرہ کو کسی اور بچے

کے پاس تک بھٹکنے نہیں دیتے تھے

حتہ کے جب وہ اپنی دوست کے چھوٹے بھائی عمر

جو صرف دو سال کا تھا ویڈیو کال پر بات کرنے سے

دونوں نے حویلی سر پر اٹھائی تھی

یہ کہہ کر کے

مام آپ شرف میلی ہوں اور توئی بھی آپ تے

پاش آئے گا میں اتے بت مالو گا

مام آپ صرف میری ہوں اگر کوئی بھی آپ کے (

(پاس آئے گا میں اسے بہت مارو گا

دونوں نے یہ شریفانہ الفاظ اپنے باپ سے سیکھے تھے

اسکی دھمکی پر کر سٹل گرے آنکھیں اور ہلکی نیلی

آنکھیں بے ساختہ کھولی

ہم ات گے ہیں

(ہم اٹھ گئیں ہیں)

کاشف اور طلحہ نے منیزہ کے گرد حصار

باندھتے پیار سے کہا

! ڈیڈ

ابھی منیزہ کچھ کہتی دونوں جلدی سے نیچے اترتے

وشرام سے شاوړ لیکر آتے

پولیس یونیفارم میں ملبوس، ماتھے پر کالے سیاہ بال

جو ہلکے گیلے تھے

کر سٹل گرے آنکھیں

وہ اس یونیفارم میں نظر لگ جانے کی حد خوبصورت لگ

رہا تھا

ہممم

صمد خان ہنکاری بھرتا مصروفانہ انداز میں

اپنی بیش قیمتی گھڑی پہن رہا تھا

اسکے سادھے سے انداز پر کاشف کے کرسٹل گرے

آنکھوں میں ہلکی نمی اتری

آپ تھت ہو

آپ ٹھیک ہو

کاشف نے اپنے سفید گلابی پیارے چھوٹے پیر کو

سفید سنگ مرمر پر اپنے پیر کو رگڑتے آنسوؤں کو

اپنے اندر ان ڈھیلتا ہوا بولا

ہم ٹھیک ہوں

جب بھی صمد خان گھر آتا کاشف پیار سے (

اسے سوال کر دیتا تھا جس کے جواب میں اسے

(یہ سب سنے ملتا

صمد خان اپنے فون پر آتی کانسٹیبل کالنگ دیکھ صوفے پر

بیٹھے مصروف انداز میں گفتگو شروع کی

کاشف جو آج کی دنوں بعد صمد خان کو دیکھ رہا تھا

وہ چاہتا تھا دوسرے باپوں کی طرح وہ بھی اسے

گلے لگائے پیار کرے مگر صمد خان کبھی اسے

ایسی محبت نہیں کی تھی

طلحہ جو سنجیدہ نظروں سے یہ منظر دیکھ رہا تھا

اپنے بھائی کے آنکھوں میں آتی نمی دیکھ اسے کھینچ کر

اپنے گلے لگایا

کاشف طلحہ سے پانچ منٹ بڑا تھا (

وہ تھوڑا سنجیدہ قسم کا بچہ تھا

مگر منیزہ کے سامنے اسکی سنجیدہ طبیعت دور دور

(سے دیکھنے پر بھی ناملتی تھی

منیزہ جو بے یقینی نگاہوں سے صمد خان کو

دیکھ رہی تھی

اچانک کاشف کے رونے پر وہ بوکھلائی

ارے میرا بچہ کیا ہوا

ششش ایسے گندے بچوں کی طرح نہیں روتے
منیزہ کاشف اور طلحہ کو اپنے سینے میں بھجے
تڑپتے ہوئے بولی
میں ابھی آئی
منیزہ کہتی صمد خان کی طرف بڑھتی
اسکے ہاتھ سے فون کھینچ زور سے زمین پر پھینکا
فرش پر گرنے کی دیری تھی
فون کی حصوں میں تقسیم ہوتا اپنی نہ قدری پر

رونے لگا

کیا بد تمیزی ہیں یہ

صمد خان جو بہت اہم ترین انفورمیشن حاصل کرنے کے

قریب تھا

اپنے فون کے ٹکڑے دیکھتے دھاڑا تھا

اسکی دھاڑ پر منیزہ سمیت کاشف اور طلحہ بری طرح

لزرے

منیزہ کاشف اور طلحہ کو باہر جانے کا اشارہ کرتی

صد خان کی آنکھوں میں اپنی پرپل آنکھیں بے خونی سے

گاڑی

کاشف اور طلحہ بے ساختہ سہمتے ہوئے باہر کی جانب بڑھے

فون کیوں توڑا تم نے منیزہ

صد خان منیزہ کو بے دردی سے بازو موڑے دھاڑا تھا

اسلیے کے آپ کے بچوں کو آپ کے انٹنشن کی ضرورت

ہیں نہ کے آپ کے بے تکے فون کو

منیزہ نے بھی غصہ سے کہا

واٹ کیا کہا تم نے بچوں کی وجہ سے تم نے
میرا فون توڑا جانتی بھی ہو کتنی امپورٹنٹ انفارمیشن
نکالنی تھی مجھے ڈیم اٹ

صمد خان منیزہ کے بازو کو چھوڑتا

سامنے رکھے واس کو زمین پر پٹک گیا

واس کی ٹکڑوں میں تقسیم ہوتا کمرے کی زینت بنا

اسکے اتنے حارش ریکشن پر منیزہ کو اپنی غلطی محسوس ہوئی

وہ۔۔ سوری۔۔ مجھے۔۔ پتہ۔۔ نہیں تھا۔۔ آپ کے۔۔ لے

وہ فون۔۔ کال۔ اتنی۔۔ ضروری۔۔ تھی

میں۔۔ تو۔۔ بس۔۔ کاشف۔۔ کو۔ دکھی۔۔

ابھی منیزہ نمی لیے بات جاری رکھتی صد خان

دھاڑا تھا

کیا کر دیا تھا میں نے بچوں کے ساتھ

آئندہ دونوں سے کہو دور رہے مجھ سے اگر

اتنی تکلیف ہوتی ہیں میرے رویہ سے

پورا موڈ خراب کر دیا دونوں نے f**k جسٹ

صمد خان غصے سے دھاڑتے

باہر کی جانب بڑھا

جبکہ گالی دینے پر منیزہ منہ کھولے

اسکی پشت دیکھتی رہ گئی

منیزہ بے دردی سے اپنے نچلے لب کو دانتوں تلے

دباتی صوفے پر بیٹھی



وہاج خان کار ڈرایونگ کرتے وقفے وقفے سے

الویرا پر نظر ڈال رہا تھا

جو سیٹ پشت ٹکائے کار کے شیشے پر

مرکوز کئے ہوئے تھے

کھانا کھائے گی محترمہ آپ؟

وہاج خان نے پیار سے سوال پوچھا

!نہیں زہر کھائے گے ہم

اسکے بے تکے سوال پر الویرا نے بگڑتے ہوئے کہا

اچھا جی کون سے برینڈ کا لاو آپ کیلے

دیکھے جان خان آپ بے جھجک بولے

شرمانے کی ضرورت نہیں ہیں

معصومیت سے آنکھوں کو جھپکتے الویرا کو مزید

تپا گیا

بھاڑ میں جائے

ہمیشہ کی طرح ایک لائن میں اپنی

بات کہہ دی تھی الویرا نے
تم بھی چلو گی کیونکہ مجھے اکیلے جانے سے
ڈر لگتا ہیں

وہاج خان نے اسے مزید تپاتے ہوئے کہا
اب بار الویرا نے بنا کچھ کہے غصہ سے کار کا شیشہ
نیچے کرتے گہری سانس بھری
اس تازہ دم ہوا میں سانس لیتے الویرا کے رگ و جاں
میں سکون کی لہر دوڑی

اچانک الویرا کو اپنے بازو پر وہاج خان کی سخت گرفت

محسوس ہوئی

وہاج خان کار کے شیشہ اوپر چڑھاتا الویرا کے

چہرے کے قریب ترین اپنا چہرہ کیا

میرے علاوہ کیسی بے جان چیزوں میں

سکون تلاش کرو گی تو مجھ سے برا کوئی بھی

نہیں ہوگا

وہاج خان کی غراہٹ پر الویرا نے حیران نظروں سے

اسکی جانب دیکھا جو بے وجہ اس پر چلا رہا تھا

وہاج خان نے اسکے بازو پر گرفت ڈھیلی کرتے

سنجیدگی سے ڈرایونگ پر فوکس کیا

جبکہ الویرا ابھی بھی حیران تاثرات لیے ہوئے تھی

جن سانسوں پر میرا حق ہیں

ان پر ہوا کی ملکیت برداشت کر رہا ہوں

یہ ہی بڑی بات ہیں

اگر ان ہواؤں میں سکون تلاش کرو گی

تو تمہاری سانسوں کو اپنی سانسوں میں قید

کر لوگا

وہاج خان اسکے حیرانگی نظروں سے خود کی طرف

تکتا پا کر شدت پسندگی سے بولا

اسکی بات سن الویرا کی ریڈ میں سنسناہٹ دوڑی

الویرا نے سہمی نظروں سے وہاج خان کی جانب

دیکھا

وہ پہلا ایسا شوہر ہوگا

جو اسکے ہوا میں سانس لینے سے بھی

جیلیس ہو رہا تھا

یا اللہ مجھے بچالے

الویرا نے نا محسوس انداز میں اوپر دیکھتے ہوئے کہا



کیا لوں کیا لوں ؟

وہ چیونگم کا غبارہ بناتی

ہاتھ میں پکڑے دو ڈریس کو تاڑے جارہی تھی

دونوں ہی اتنی خوبصورت تھی کے

اسکی نظریں ہٹنے سے انکاری تھی

کوئی نہ دونوں ہی لیتی ہوں

چھوٹے بچوں کی طرح چہکتے ہوئے کہا

!اہہ

ابھی وہ مڑی تھی جب اچانک کیسی کے کسرتی سینہ

سے ٹکراتے نیچے گرنے ہی والی تھی مگر سامنے ٹھہرے

وجود کا بازو اسکی کمر کے گرد لپٹے اسے گرنے سے

بچا گیا

ٹھیک ہو بچی تم

اپنے آپ کو ہواں میں محسوس کر اس پر تضاد کیسی

مرد کی بھاری مردانہ دلکش آواز پر

اپنی اولیو گرین آنکھیں پٹ سے کھولی

اپنے سامنے کھڑے آدمی کا جائزہ لیا

جو اس وقت بلیک پینٹ پر بلیک ٹی شرٹ پہنے

اس پر بلیک ہی لیڈر جیکٹ پہنے، چہرے کو بلیک ماس

سے ہی کور کئے ہوئے تھا

اسکی دودھیا رنگت وہ فل بلیک میں ہی

چہرہ چھپائے خوبصورت لگ رہا تھا

سامنے والے وجود نے دھیرے سے اپنا بازو اسکی

بل کھاتی چھوٹی کمر سے ہٹایا

اسکی گرین آنکھوں نے سامنے کھڑی بچی

(جانب کے مطابق) جو اس وقت

ہلکے گلابی رنگ کی کرتی پر

ٹائٹ سی جینس پہنے

سنہرے بال جن کے چند ریشوں کو پریل کلر کیا گیا تھا

کھولا چھوڑے، گلابی ہلکی لپ گلاوس لگائے

گلے میں مفلر لیے جو اسکے سراپے کو چھپانے

سے خاصر تھا مگر وہ

نظر لگ جانے کی حد خب صورت لگ رہی تھی

اسکی ہائٹ اتنی تھی کہ وہ اسکے

سینے تک بھی نہ آرہی تھی

شکریہ جانب آپ کا مگر میں بچی وچی نہیں ہوں

پورے اٹھارہ سال کی ہو میں

اپنے لیے بچی سن اسکی میٹر شاوٹ ہوا تھا

وہ دراز قد تھی (اسکے مطابق)

وہ لیل سے لمبی تھی دونوں کی ہائٹ نہ زیادہ لمبی نہ

زیادہ چھوٹی تھی

مگر اپنے سامنے کھمبے جاتے لمبے آدمی کو دیکھ

اسے شدد سے اپنی چھوٹی ہاٹ پر رونا آیا

تم پھر بھی چھوٹی ہو لڑکی

سامنے والے وجود نے کاندھے اچکاتے ہوئے کہا

ابان جلدی چالو

ابھی وہ لڑکی اس سے تو تو میں میں کرتی

کیسی کی آواز پر دونوں نے پیچھے کی جانب دیکھا

اس وجود کے چند فاصلے پر وہ آدمی کھڑا

تھا جو لک بھک سیم ڈریسنگ کئے ہوئے تھا

مگر اسکی آنکھیں گہری نیلی تھی جو اسے مزید

دلفریب بنا رہی تھی

"چلتا ہوں" بچی

ابان شاہ اسے خود کی طرف تکتا پا کر

اسے علویدہ کلامات کرتا آگے جانب بڑھا

مگر جاتے ہوئے اسے طنز لہجے میں بچی کہنا نہیں بھولا

ہاں اور آپ بڑھے انکل دیکھ کر چلے کہی آپکی

کمزور ہڈیاں جواب نہ دے جائے

نورینہ نے بھی طنزیہ کہتے باہر کی جانب قدم بڑھائے

جبکہ اپنے لیے لفظ انکل اور بڈھاسن

ابان کا چہرہ سرخ پڑا جبکہ گہری نیلی آنکھوں والے

کا قہقہہ بلند ہوا

کیا بکواس ہیں میں ٹھہرا بتیس سال کا اور وہ لڑکی

اٹھارہ کی بچی کیا کہہ دیا وہ

لڑکی تو مجھ پر چڑے جارہی ہیں

ابان غصہ سے بڑبڑاتے ہوئے آگے بڑھا

اسکی بات پر نیلی آنکھوں والے نے

اپنا قہقہہ با مشکل روکا

ابان دیکھ کر چل اگر کوئی ہڈی میں کریک پڑ گیا تو

ہاسپٹل کا بل مجھے پے کرنا پڑے گا

ابان جو غصہ سے تیز قدم اٹھتا آگے کی

جانب بڑھ رہا تھا گہری نیلی آنکھوں والے کی سنجیدہ

آواز مگر بے تکلفاظ پر تپا

چپ کر آہل ورنہ جس ہڈی کی بات کر رہا ہیں

وہی ہڈی میں تیری توڑ دوگا

ابان نے غصہ سے دھاڑتے ہوئے کہا

اور ساتھ ہی آہل کے سکس پیک پر مکا جڑا

جیسے آہل خان نے آسانی سے پکڑ لیا

چل میری محبوبہ ورنہ ویل چیر کا انتظام کرو گا

آہل خان ابان کے بازو پر اپنی گرفت سخت کرتا

اسے اپنے ساتھ لیے آگے کی جانب بڑھا



میم آپ کہا جا رہی ہیں روک جائے پلینز
علینہ نے حوریم کے قدموں کے ساتھ بھاگتے
ہوئے کہا

حوریم سرخ چہرہ لیے دھڑ سے آفس روم کا
دروازہ کھولا

یہ کیا بد تمیزی تھی علی احمد
ایک تو بزنس سلسلے کے لیے بولا اور اوپر سے

دو گھنٹوں سے "سر بیزی ہیں بیزی ہیں" کہہ کر ٹال دو

حوریم نے سرخ ہوتے چہرے کے ساتھ کہا

سوری حوریم شاہ میں اسلے ٹال رہا تھا

کیونکہ میں آپ سے بزنس کرنے میں انٹر سٹڈ نہیں ہوں

علی احمد نے آنکھوں کو گھوماتے ہوئے کہا

اسکے انداز پر حوریم شاہ نے ٹیبل پر رکھے

پانی کے گلاس کو پور کا پور علی احمد کے منہ پر

انڈھیل دیا

ہوش میں آئے مسٹر علی احمد

آپ کو یہ خوش فہمی کب سے ہونے لگی کے

حوریم سفیر شاہ تم جیسوں سے

ڈیل کرے گی

یہ بابا کی بضد کی وجہ سے یہاں پر ہوں

ورنہ تم جیسوں پر حوریم سفیر شاہ تھوکنے

تک غوارہ نہ کرے

اور ہاں یہ آنکھیں گھومانی کی گستاخی نہیں کرنا

ورنہ انہیں تمہاری گندی شکل سے نوچ کر نکالنے میں

دیر نہیں لگاو گی

!گاٹ اٹ

حوریم شاہ نے دھاڑتے ہوئے کہا

اسکی آواز پورے آفس روم کے ساتھ باہر بھی گونجی

جبکہ علی احمد کا چہرہ انتہائی حد تک سرخ ہوا

!تمہیں چھوڑ گا نہیں حوریم سفیر شاہ

علی اپنی جگہ سے اٹھتے دھاڑا تھا

ہاتھ تو دور تم مجھے انگلی کی پور سے تک

نہیں چھو سکتے

حوریم شاہ نے دلی جانے والی مسکراہٹ اچھالتے

ہوئے کہا

علی احمد نے ہاتھ کو مٹھی کی شکل میں بھیجا

صحیح تو کہ رہی تھی حوریم شاہ

جس کے بھائی ابان سفیر شاہ ، شہزاد سکندر شاہ

اور کزن آہل ہاشم خان، وہاج ہاشم خان، صمد زکون خان

ہوں کون اس لڑکی کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی دیکھ سکتا

تھا

چلتی ہوں علی احمد

اور جس زیدی کمپنی کے ساتھ ڈیل کر کے تم
اتنے خوش ہو لکھ کر رکھ لو تم منہ بل کرو گے

!جسٹ ویٹ اینڈ واچ

(Just wait and watch)

اگر اسکے بابا نے قسم نہ دی ہوتی تو

اسکے آفس کے راستے سے بھی گزرنے سے پہلے

سو بار سو نچتی

سفیر شاہ نے تو کہہ تھا وہ اس سے

ڈیل کرنا چاہتا ہیں مگر یہاں تو علی احمد کے مجاز

بھی نہیں مل رہے تھے

وہ کب سے بزنس میٹنگ کا ویٹ کر رہی تھی

مگر وہ تو اسے اگنور کے ہوئے تھا

بس وقت پر وقت دے رہا جب غصہ اور سختی سے

استفسار کیا تو سکریٹری نے بتایا کہ وہ اس سے

ڈیل کرنے سے انکاری ہیں

یہ حوریم شاہ کی پہلی ایسی ڈیل تھی جس پر اسکی

اتنی انسلٹ ہوئی تھی

مگر وہ پورا حساب سود سمیت لے چکی

اب وہ ریلکس سی آفس روم سے باہر کی جانب بڑھی

اففف! بندی خطرناک تو ہیں میری

گہری آنکھوں نے حوریم شاہ کا دور تک پیچھا کیا



کیا یار تم بھی حد کرتی ہوں
میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی تھی
بندہ کو وقت کا پابند بھی ہونا چاہے
مگر تم تو-----

ابھی پرپل آنکھیں پھیلائے غصہ سے لکچر دیتی

نبلی آنکھوں والی نے پٹ سے اسکے نرم و ملائم ہونٹ

پر ہاتھ رکھے

چپ کر جا میری ماں اتنا سن سن کے میرے کان کے

پردے پھٹ جانے ہیں

حوریم شاہ نے منیزہ کے منہ پر ہاتھ رکھتے

دوہای دینے والے انداز میں کہا

اسکے انداز پر منیزہ نے با مشکل خود کو قہقہہ

لگانے سے روکا

اچھا اب بتاؤ بھی اتنی دیر کیوں ہوئی

منیزہ نے پریشانی سے کہا

کیونکہ وہ جانتی تھی حوریم سفیر شاہ اپنے وقت

کی کتنی پابند ہیں

یار راستے میں "ایک کتے" سے پالا پڑ گیا تھا

سو دیر ہوگی

حوریم نے دانت پستے ہوئے کہا

آج کل آپ کی زبان زیادہ نہیں کھول رہی محترمہ

منیزہ نے غصہ سے سرخ چہرہ لیے کہا

اسکا اشارہ لفظ "کتے" کی طرف تھا

ویسے خانم آپ آج کافی خوبصورت لگ رہی ہیں

حوریم شاہ نے سٹی بجاتے کہا

منیزہ جو اس وقت نیوی بلیو فیمیل بو اسی سوٹ پہنے

سیاہ گھنے بالوں کو پونی ٹیل میں مقید کئے

ہلکے گلابی رنگ کی لپ گولائوس لگائے

پرپل آنکھوں میں کاجل کی پتلی لکیر کھینچے

اپنے صراحی دار گردن میں ڈائمنڈ کا نازک نکلیس
پہنے کانوں میں بھی چھوٹے سے ڈائمنڈ کے ٹاپ پہنے
وہ انتہا کی خوبصورت لگ رہی تھی

وہ آج کی دنوں بعد ایسی ڈریسنگ کر رہی تھی
حتہ کے کئی لوگوں کی نظر اس سے ہٹنے سے انکاری تھی
وہ اپنے فارمل ڈریس میں بھی لمبی چادر اپنے
گرد لپٹے ہوئے تھی

یہی حال حوریم شاہ کا بھی تھا مگر

وہ بلیک سوٹ میں ملبوس تھی دونوں نظر لگ جانے کی
حد تک خوبصورت لگ رہی تھی

وہ دونوں اس وقت سوات کے سب سے مہنگے ترین
ہوٹل میں بیٹھی ہوئی تھی

وہ دونوں کزن ہونے ساتھ ساتھ بزنس پارٹنر بھی تھے
آج کئی دونوں بعد وہ آمنے سامنے بیٹھی ہوئی تھی
نین آبر اور لیل کیسی ہیں ؟

حوریم شاہ نے پیار سے سوال کیا

نین اور آبر تو خیر سے کچھ دن گھمونے کی غرض سے

اسلام آباد گئی ہوئی ہیں اور لیل کو تم جانتی ہو

اپنے بچنے سے حویلی میں رونقیں لگائے ہوئے ہیں

تینوں کے زکر پر منیزہ کے خوبصورت چہرے پر

مسکراہٹ ابھری

کاشف اور طلحہ

حوریم شاہ اب مطمئن سے دونوں چھوٹے آفتوں کے

بارے میں استفسار کر رہی تھی

جیکے دونوں کے نام پر بے ساختہ صبح والا منظر

منیزہ کے آنکھوں کے سامنے کیسی فلم کی طرح چلا

منیزہ کا مسکراتا چہرہ پل میں اذیت اور کرب سے بھرا

کیا ہوا تم اتنی پریشان کیو ہوں

سب ٹھیک تو ہیں؟

حوریم شاہ اسکے تاثرات دیکھتی بے چینی سے بولی

!ہا۔۔ ہاں دونوں ٹھیک ہیں

منیزہ نے آنکھوں میں آمئی نمی کو اپنے اندر اندھیلے ہوئے کھر

سچ سچ بتاؤ کیا ہوا ہیں

حوریم شاہ نے سختی سے کہا

اگر تم سے ایک سوال پوچھو تو کیا تم اسکا

صحیح جواب دوگی مجھے

منیزہ نے سنجیدگی سے حوریم شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

جس پر حوریم شاہ نے بھی ہاں میں سر ہلایا

کیا تم صمد خان کی پہلی بیوی کے بارے میں جانتی ہوں

منیزہ نے کس دل سے استفہار کیا تھا کوئی اس

سے پوچھتا

اسکے سوال پر حوریم شاہ نے چوکتے ہوئے اسکی

جانب دیکھا

ہممم! زیادہ نہیں بس کچھ کچھ جانتی ہوں میں

حوریم شاہ نے منیزہ کے ہاتھوں کو نرمی سے رب کرتے

ہوئے کہا

منیزہ کو صمد خان کے ماضی کے بارے میں کچھ (

پتہ نہیں تھا وہ پہلے پہل اسلام آباد کے فارم ہاؤس میں

مریم خانم کے ساتھ رہتے تھی

آغا جان نے کئی بار انہیں وہاں روکنے سے منا کیا

تھا مگر وہ سب سے اکیلے رہ کر اپنی بچیوں کے

ساتھ وقت گزرنا چاہتی تھی

مگر جب منیزہ اٹھارہ سال کی ہوئی

مریم کے سسرال والوں نے دھمکیاں لگانا

شروع کی تھی کہ وہ منیزہ کو ابرار کی دلہن بنا دے

مگر مریم خان کو ڈر تھا کہ وہ انکی بیٹی کو

کوئی نقصان پہنچا دے

انہیں سسرال والوں پر بالکل بھروسہ نہیں تھا

وہ لوگ جو انکے شوہر کا قاتل کہتے تھے

ناجانے انکی بچیوں کے ساتھ کیا سلوک کرتے

اسلے وہ منیزہ کو لے کر خان حویلی شفٹ ہوگی

اس دوران منیزہ نے کبھی صد خان کی بیوی کو نہیں

دیکھا صرف اتنا سنتی آئی تھی کہ وہ اسکے

بیوی کے جانے کے بعد بے حد سنجیدہ رہتا ہیں۔

اور پھر دھیرے دھیرے اس لڑکی کو یادوں سے بھی

مٹا دیا گیا تھا

پھر جب ایک دن خود ابرار چوہدری نے خان حویلی

میں قدم رکھ کر اپنی منگ سے نکاح کا فیصلہ سنایا تو

پہلے پہل مریم نے کافی ہنگامہ کیا

مگر ابرار کے سمجھانے کے بعد کے وہ منیزہ

کو چھوٹی کھرونج بھی آنے نہیں دیگا

(جب کہی جا کر مریم نے ہامی بھری تھی

کیا تم سن پاوگی

حوریم شاہ نے سنجیدگی سے کہا

جس پر منیزہ نے ہاں میں سر ہلایا

تو جہاں تک میں نے سنا ہیں

" صمد لالا کی شادی لو میرج تھی "

یہ پہلا وار تھا جو منیزہ کے سینے میں بری طرح

پیوست ہوا تھا

اسنے اپنے رب سے ہمیشہ سے یہ دعا کی تھی

جو بھی اسکا محرم ہوگا

وہ اسکی زندگی میں آنے والی پہلی لڑکی ہوں

اور آخری بھی! مگر خیر

کون کہتا ہیں کہ ہمیشہ دعائیں قبول ہوتی ہیں

وہ اپنی بیوی سے بے انتہا محبت کرتے تھے

وہ لڑکی ویسٹرن کنٹری سے تھی

جب صمد لالا پڑھنے باہر گئے تب انہوں نے نکاح کا

اوفرانکے سامنے رکھا تھا

جس پر لڑکی نے بھی بھرے دل سے صمد لالا کو قبول کیا

مورے کے مطابق لڑکی تھوڑی زبان درازی والی تھی

یہ یوں کہہ جائے کہ بدتمیز تھی

جس کی وجہ سے آئے دن حویلی میں گرما گرمی رہتی

تھی مگر وہ صمد لالا کی لاڈلی بیوی اور حویلی کی پہلی

بہو ہونے کے ناطے ہمیشہ اپنی لڑائی میں صمد لالا کو
لاتی تھی جس پر صمد لالا ہمیشہ اسکا ساتھ دیتے تھے
پھر جب وہ لڑکی پر گنینٹ ہوئی تب تو پوری
حویلی ہی اسکے گن گاتی تھی
صمد لالا بھی کافی خوش تھے
جب کاشف اور طلحہ کی پیدائش کا وقت آیا تب
وہ کاشف اور طلحہ کو لالا کے حوالے کرگی
کوئی کہتے ہیں کی لالا کہ بیوی کا انتقال ہو گیا ہیں تو

کوئی کہتا ہیں وہ اپنے بچوں کو چھوڑ کر چلی گی

اب وہ لڑکی ہیں یہ نہیں

صمد لالا جانے اور اللہ

حوریم شاہ نے گہری سانس لیتے منیزہ کی جانب دیکھا

جس کے چہرے پر سنجیدگی کے تاثرات تھے

اسکا مطلب میرے محرم دیوداس کی پیروی کرتے ہیں

اسلے وہ اپنی محبوب بیوی کی یادوں میں کھوئے رہتے ہیں

ایم رائٹ

منیزہ نے سوالیہ انداز میں حوریم کی جانب دیکھا

جو جلدی سے اپنے سر کو نا سمجھی میں ہلا گی

!اب بتاؤ بھی ہوں کیا ہیں

حوریم شاہ نے گھورتے ہوئے کہا

میں نے خان کے رویہ میں بدلاؤ محسوس کی ہیں

انکا رویہ کاشف اور طلحہ کو لے کر بے حد روڈ رہتا ہیں

منیزہ نے سنجیدگی سے کہا

کیا! میں مان ہی نہیں سکتی

حوریم شاہ نے حیرت سے کہا

بھلا کوئی باپ اپنے ہی بچوں سے کیسے برا رویہ

رکھ سکتا ہیں

مگر میں تو مان چکی ہوں

منیزہ کے آنکھوں میں ہلکی نمی اتری

اچھا مطلب تمہیں ایسا کیوں لگتا ہیں کہ

وہ ان سے اتنا روڈ رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں

حوریم شاہ نے سنجیدگی سے کہا

اگر میں غلط نہیں ہوں تو مجھے لگتا ہیں

اسکے پیچھے بھی ضرور انکی پہلی بیوی اور انکا

ماضی تھا ہوگا

منیزہ نے غیر مرائی نقطہ پر نظر رکھے ہوئے

یار مجھے لگتا ہیں تم کچھ زیادہ ہی سوچ رہی ہوں

حوریم شاہ نے مزاحیہ انداز میں کہا

مجھے بھی لگ نے لگا ہیں

منیزہ کی بات پر حوریم شاہ نے نا سمجھی اسکے

جانب دیکھا

ٹھیک ہیں اب میں چلتی ہوں

کافی دیر ہوگی ہیں کاشف اور طلحہ

انتظار کر رہے ہونگے

منیزہ علودہ کلمات کرتی حویلی کی جانب

گامزن ہوئی

جبکہ ذہن کی الجھنوں میں تھا



صمد خان کا موڈ کافی بگڑا ہوا تھا

صبح کے واقع نے اسے چڑچڑا کر دیا تھا

وہ اپنی پولیس جیپ میں بیٹھا

سیگریٹ کے گہرے کش لگا رہا تھا

یہ کوئی تیسری ڈبی کی سیگریٹ تھی

جو وہ بے چینی سے گہرے کش لگانے میں مگن

تھا

وہ اس وقت ون وی روڈ پر اپنی پولیس جیپ

سیڈ پر لگائے سکون کی تلاش میں تھا
مگر اس نازک اور ظالم عورت کے علاوہ
اسے کبھی سکون مصر ہوا تھا
وہ کیا گئی گویا اسکی جینے کی ہر وجہ
لے گی

ابھی وہ اپنی سونچوں میں گم تھا
جب اسکی نظر اپنے سامنے سے جاتی
بنک پر پڑی

(🤔🤔) جس پر دو ہنسون کا جوڑا تھا

لڑکا بٹیک چلا رہا تھا جبکہ لڑکی اس لڑکے

کے پشت سے لگے اپنی مضبوط گرفت اس لڑکے کے

پیٹ بندھے آنکھ بند کئے ہواؤں کو محسوس کر

رہی تھی

اس لڑکی کے چہرے پر سکون دیکھ

لڑکا مسکراتا ہوا مزید اسپید سے بٹیک چلا رہا تھا

ماضی

سنو

اسنے جھٹکے سے سراٹھاتے ہوئے کہا

ہمممم!

اسکا سر پھر سے اپنے سینے پر رکھتے ہوئے نرمی سے

ہنکاری بھری

مجھے بائیک رایدینگ کرنی ہیں

اسنے اپنی نیلی آنکھوں کو گھومتے

پیار بھری آواز میں کہا

لڑکی کوئی شرم ورم ہیں کے نہیں

کر سٹل گرے آنکھوں حیرت لیے کسٹو

اسنے جھٹکے سے سراٹھاتے ہوئے کہا

!ہممم

اسکا سر پھر سے اپنے سینے پر رکھتے ہوئے نرمی سے

ہنکاری بھری

مجھے بانیک ریڈینگ کرنی ہیں

اسنے اپنی نیلی آنکھوں کو گھومتے

پیار بھری آواز میں کہا

لڑکی کوئی شرم ورم ہیں کے نہیں ہا

وہ اسکے لاڈ اٹھانے کا عادی تھا

جس پر دن بہ دن اسکی فرمائش بڑھتی جارہی تھی

تم نہیں مان رہے

نیلی آنکھوں میں نمی لیے

خفگی سے کہا

ملکہ کا حکم سر آنکھوں پر

اسکے ہاتھ کی پشت پر نرمی سے لب رکھتا

اپنے سر کو احتراماً انداز میں جھکاتے ہوئے کہا

وہ اسے ملکہ کہتا تھا

اور خود کو اسکا غلام

: حال

وہ اپنے حال میں آیا

مگر وہ اب بھی جی رہا تھا ماضی میں

وہ سر جھٹکتا اپنی جیب میں بیٹھا

اسکا رخ حویلی کی طرف تھا



منیزہ اپنے کپڑے تبدیل کرے نیچے کی جانب بڑھی

وہ تھکی ہوئی تھی

مگر کاشف اور طلحہ سے اسنے کل کھیلنے کا

وعدہ کیا تھا وہ کیسے اپنے وعدہ مکر سکتی تھی

منیزہ اس وقت

سفید پٹھانی فراک جس پر کانچ کے اسٹون سے

نفاست سے کام کیا گیا تھا

سر ہم رنگ ڈوپٹہ لیے اپنے گرد کالی اجراک اوڑھے

ہاتھوں میں بھر بھر کے سفید چوڑیاں

پہنی ہوئی تھی

پرپل آنکھوں میں کاجل کی پتلی لکیر کھینچے

گالبی ہونٹوں کو مزید گلابی کرنے کیلئے اسنے

ہلکی گلابی رنگ کی لیمپس اسٹک لگائے

وہ بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی

ایسے یہ تیاریاں زہر لگتی تھی

مگر مریم خانم کی سختی کی وجہ سے

وہ مجبوراً یہ سب کر رہی تھی

وہ ابھی لاونج آئی ہی تھی

جب اسکی مورے کی آواز پر اسنے نظر اٹھا کر دیکھا

ارے صد تم آج اتنا جلدی آگے

کہی طبیعت خراب تو نہیں

مریم خانم نے پریشانی سے کہا

جی نہیں میں ٹھیک ہوں

بس تھک گیا تھا تو آرام کرنے کی غرض سے

آیا ہوں

صد خان نرمی سے جواب دیا

اچانک صد خان کی نظر سامنے کھڑی

منیزہ پر نظر پڑی اسکی نظر پڑنے کی دیری تھی

وہ پلک جھپکائے بغیر اسے

دیکھے جا رہا تھا

صمد خان کی نظروں کو انگور کرتی منیزہ

گارڈن کی طرف بڑھی

ابھی وہ اپنا پہلا قدم باہر رکھتی

مریم خان نے اسے بازو سے پکڑا

منیزہ جاو اور جا کر صمد خان کے کپڑے

نکل دو

مریم خان نے سختی سے کہا

جس پر منیزہ نے حیرت سے انکی جانب دیکھا

جاو بھی

مریم خان نے اسے آگے کرتے ہوئے کہا

وہ منہ بناتی پھر سے صمد خان کو

اگنور کرتی

اوپر کی جانب بڑھی

صمد خان بھی سر جھٹکتا اوپر کی جانب بڑھا

کمرے کا دروازہ کھول صمد خان کی

نظر منیزہ پر پڑی جو مصروف انداز میں

اسکا ٹراوز اور بلیک بنیان نکال رہی تھی

یہ بلا فضول کی خاطر داری کرنے کی ضرورت

نہیں ہیں

صمد خان نے طنزیہ کہا

اسکا اشارہ کپڑے نکالنے پر تھا

یہ ہر بیوی پر فرض کیا گیا ہیں کہ

وہ اپنے شوہر کی قدمت کرے میں آپ پر

احسان نہیں کر رہی ہوں اور نہ احسان کرنے کے

حق میں ہوں

اسکے طنز پر منیزہ نے دو ٹوک انداز میں کہا

اسکے جواب پر صمد خان نے ابرو اچکایا

بیوی؟ میں نے ابھی تک تمہیں نہ تو بیوی مانا ہیں

اور نہ ہی مانے کا روادی ہوں

اسکے جواب پر صمد خان کے طنز بدن آگ لگی تھی

میں مانتی ہوں ہم ایک زبردستی کے ناکاح میں

بندھے ہیں مگر میں امید کرتی ہوں

آپ اور میں اسے نبھانے کی پوری کوششیں کرے گے

منیزہ نے صلح کا جھنڈا لہراتے ہوئے کہا

اوووو! آپ کی خوش فہمی کافی بڑی ہیں

"منیزہ بلال چوہدری"

میری زندگی میں تمہاری کوئی اہمیت نہیں ہیں

اگر کیسی کی ہیں تو وہ ہیں صرف

میری پہلی محبت میری پہلی بیوی کی

صمد خان نے طیش کا عالم میں کہا

جبکہ اسکے الفاظ پر خود اسکا دل نا جانے کیوں

برے انداز میں دھڑک رہا تھا

اسکا انداز جان چھڑانے والا تھا

وہ مغرور مرد اپنی ہی بیوی کے سامنے

اپنی پہلی محبت کا اعتراف کر رہا تھا

محبت ایک مرد کرے تو محبت کہلاتی ہیں مسٹر خان
اور جب ایک عورت کرتی ہیں وہ "بدکردار" ٹھہرتی ہیں
مجھے اس بات کا دکھ نہیں ہیں کے آپ کیس اور
سے محبت کرتے اور نہ ہی کبھی ہو سکتا ہیں
میں صرف کاشف اور طلحہ کیلے ہمارے رشتے کو
سنوارانے کیلے کہ رہی تھی
وہ بظاہر بے تاثرات لہجے میں بول رہی تھی
مگر اسکا خدا جانتا تھا

اسکا دل بری طرح ٹوٹا ہیں

کبھی نہ جوڑنے کیلے

کچھ الفاظ کہتے ہوئے اسکی نظروں میں

حسین چہرہ ابھارا

اسنے بھی تو کی تھی سچی محبت مگر کیا

ملا تھا سے صرف زہریلی باتوں کو اسکے کردار کو

مشکوٰۃ بنا دیا گیا تھا

صمد خان کی تو دنیا ہلی تھی لفظ بد کردار پر

وہ کیسے اتنی بے حس ہو سکتی ہیں خود کیلے
وہ طیش کے عالم میں آتا دروازہ کھول باہر کی

جانب بڑھا

منیزہ کے الفاظ نے اسے تپتے چھولے پر بیٹھایا تھا
اگر وہ مزید اسکا چہرہ دیکھتا یقیناً نہیں اسکے گال پر
کی تھپڑ جھڑ دیتا

منیزہ نے اسکے جانے کا کوئی فرق نہیں لیا



رات ہونے آئی تھی

وہ کب سے لیل کی ضد پر کان دھرے ہوئے تھی

یار آپنی اگر آپ نے آج ان

دونوں کو میرے پاس نہ چھوڑنا تو

میں آپ سے بات نہیں کرو گی

لیل نے ضدی لہجے میں کہا

وہ کب سے منیزہ سے کہہ رہی تھی کہ

آج رات وہ کاشف اور طلحہ کو اسکے

ساتھ سونے دے مگر کاشف اور طلحہ کے
اشاروں میں نہ کہنے پر منیزہ نے بھی صاف

انکار کیا

لیل

ابھی منیزہ نے منہ کھولا ہی تھا

کاشف جلدی بول اٹھا

مام ہم لیل کے شات شو جاتے ہیں

(مام ہم لیل کے ساتھ سو جاتے ہیں)

لیل کی آنکھوں میں نمی دیکھ کاشف نے کہا

لیل کو دونوں کی عادت تھی

وہ ہمیشہ اسکے ساتھ سوتے تھے

جب بھی صمد خان حویلی نہیں ہوتا

وہ باضد تو منیزہ کے پاس سونا چاہتے تھے

مگر اسکے آفس کا کام کرنے کی چکر میں

وہ کافی لیٹ سوتی اسلے انہیں لیل کے پاس سلا دیتی

تھی جس سے لیل کو تو دونوں کی عادت ہوگی تھی

جب سے منیزہ کی شادی ہوئی تھی

مجال ہو جو دونوں نے لیل کو مڑ کر دیکھا ہو

آج تو وہ انہیں اپنے پاس سلا کر ہی رہے گی

یہ بات تو طے تھی

اور کافی مشقتیں کرنے کے بعد منیزہ آخر

کار مان گی تھی

مگر یاد رکھنا میں فجر کے وقت آو گی دونوں کو

لینے

کاشف اور طلحہ کے پیشانی پر نرمی سے لب
رکھتی لیل کو سختی سے کہا

جس پر اسنے فرمانبرداری سے ہاں میں سر ہلایا



منیزہ نے اپنے گرد سے کالی اجراک اترتے

سائڈ ٹیبل پر رکھا

سر سے ڈوپٹہ اتر کر وہ اپنا نائٹ ڈریس لے

وشرام کی جانب بڑھی

جب بھی صمد خان حویلی میں نہیں ہوتا
تب ہی منیزہ اپنا نائٹ ڈریس پہنتی تھی
آج صبح کے بعد تو اسے یقین تھا

وہ حویلی نہیں آئے گا

وہ فرش ہو کر باہر نکلی

بلیک ٹراوز پر بلیک ٹی شرٹ پہنے

اپنے بالوں کو سکھاتی

وہ بیڈ کی جانب بڑھی

تبھی کمرے کا دروازہ کھول کر

صمد خان اندر داخل ہوا



اپنے غصہ کو کافی حد تک کم کرتا وہ

حویلی آیا تھا

رات کے گیارہ بج رہے تھے

اسے یقین تھا

سب سو گئے ہونگے

اسکا گلا خشک تھا

وہ کچن میں آتا فرتج کی جانب بڑھا

فرتج کھول کر سامنے رکھے شربت کا گلاس اٹھا گیا

اسکی عادت تھی وہ جب بھی

حویلی آتا ہمیشہ شربت پینے کا عادی تھا

اسکی عادت پر طہورہ خانم ہمیشہ سے شربت کا

گلاس فرتج میں رکھ دیتی تھی

آج شربت کا زائقہ کچھ الگ تھا

شربت پینے کے بعد اسنے کچن میں کھانے تلاش کی

غرض سے پورے کچن میں نظر دوڑائی

مگر و ناکام ٹھہر

وہ صبح کا بھوکا تھا

صد خان کچھ چڑچڑا ہونے لگا تھا

اسکے ماتھے پر پسینے کی بوندے چمک رہی تھی

صد خان کو لگا اسکے وجود میں گرمی بڑھتی

جارہی ہیں

وہ بے چین ہوتا

اپنے وردی کے اوپری بٹن کھول رہا تھا

وہ اپنا سینہ مسلتا اوپر کی جانب

شاہور لینے کی غرض سے بڑھا

کمرے کا دروازہ کھولا ہی تھی

جب اسکی نظر حسن کے پیکر پر پڑی

جو اس وقت بلیک ٹراؤز پر بلیک ہالف سیلوز شرٹ پہنے

ہوئی تھی منیزہ کی آنکھیں صمد خان کو دیکھ کر

حیرت سے پہلی وہ یہاں؟

منیزہ نے اسکی آنکھوں میں دیکھا جہاں

عجیب سی سرخی جھلک رہی تھی

وہ جلدی سے سائنڈ ٹیبل پر رکھی اپنی اجراک

اپنے گرد اوڑھ گئی

اسے اپنے وجود کو چھپاتا دیکھ

صمد خان کے وجود میں شرارے پھوٹے

صمد خان کی آنکھیں دھیرے دھیرے خماری

بھرنے لگی تھی

اپنے وجود میں گرمی حد درج محسوس کرتا

وہ اپنے آپ کو سنبھالنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا

منیزہ نے اسکی آنکھوں میں عجیب تاثرات دیکھ کر

اپنے قدم دروازہ کی جانب بڑھائے

صمد خان کی برداشت جواب دے چکی تھی

اسکی کلائی پکڑتا وہ ایک جھٹکے میں اسے اپنی

بانہوں میں بھرتا بیڈ کی جانب بڑھا

خان۔۔۔ چھوڑے مجھے

منیزہ کے کانوں میں خطرے کی گھنٹیاں بج رہی تھی

اسے شدید کچھ برا ہونے کا ڈر لگتا رہا تھا

اسکی مزاحمت کو نظر انداز کرتا

اپنی پولیس وردی ریو کرتا

منیزہ کے کپکپاتے ہونٹوں پر جھکا

منیزہ کی آنکھیں حیرت پھیلی

وہ شدت سے اسکے ہونٹوں پر جھکا جیسے

پیچھے ہٹنا بھول گیا ہوں

اسکی شدت پر منیزہ کی سانسیں بکھرنے لگی تھی

صمد خان کا ارادہ ایسا تھا

جیسے وہ آج ہی اسکے ہونٹوں کا نشیلا جام پی کر

اپنی شدت ختم کر دے گا

اسکا انداز پل پل میں وحشیانہ ہو رہا تھا

اسکے لبوں کو آزادی بخشا وہ منیزہ کی گردن پر

جھکا گردن پر اپنی شدت بھرے لمس چھوڑتا

جگہ جگہ اپنے دانت بے دردی سے گاڑتا

منیزہ کو رونے پر مجبور کر دیا

خان پلیرز چھوڑ دے مجھے

منیزہ نے اس کے سینے پر ہاتھ رکھتے اسے

خود سے دور کرنے کی کوشش کی

کیوں اپنے یار کے ساتھ راتیں گزارنا ہیں تمہیں "

" اپنے شوہر کے حقوق لینے سے کیوں روک رہی ہوں

اسکی گردن پر سے دانت ہٹاتا دھاڑتے ہوئے بولا

اسکی بات پر منیزہ نے

حیرت سے اسکی جانب دیکھا

جو خود اپنی بیوی کو کیسی اور کے ساتھ

گندے رشتے سے جوڑ رہا تھا

خان

منیزہ نے غرارتے ہوئے کہا

اپنی آواز نیچی رکھا کرو میرے سامنے

راستہ اوپچی ہوئی تو تمہاری زبان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو

منیزہ کی زبان پر بے باکی اور بے دردی سے دانت گاڑتا

غصہ سے دھاڑتا ہوئے بولا

اسکے الفاظ منیزہ کے وجود کو کچری کچری کر

رہے تھے

صمد خان ہوش میں ہوتا تب کچھ اچھے الفاظ نکلتا نہ

چھوڑ دے خان

اسکے لب اپنی گردن سے نیچے کا سفر طے کرتے دیکھ

وہ بلبلا اٹھی

!چٹاخ

اسکے لب اپنی دل کے مقام پر محسوس کر
منیزہ نے زنا دار تھپڑ رسید کر صمد خان کے
ہوش اڑاے تھے

!تمہاری تو

صمد خان ایک مرد تھا
اسکی انا کہاں غوارہ کرتی کے وہ ایک لڑکی سے
تھپڑ کھاتا

وہ ایک ہی جھٹکے میں خود کے اور اسکے

بیچ کر سارے پردے اٹھاتا

ایک ہی جھٹکے میں اسکی روح میں شامل ہوا

اسکی بے دردی غربت پر منیزہ کی چیخیں عروج پر تھی

صمد خان نے ایک بھی لمس منیزہ کو نہیں بخشا

وہ تو بس غصہ اور نفرت سے بھری

غربت بخش رہا تھا

رات ڈھالتی جا رہی تھی

اور صمد خان کی شدت میں کمی کی جگہ اضافہ
ہو رہا منیزہ کی چچنیں اب سسکیاں میں بدل
گئی تھی

وہ اسکا محرم تھا مگر اسکے غربت بخشنے کا
انداز وحشی درندے سے گئے گزارا ہوا تھا
اس معصوم کی کچی عمر کو پل میں روند چکا تھا
صمد خان کے چہرے پر سکون اتر رہا تھا
اسکے وجود کی گرمی کم ہوئی تھی

منیزہ اسکی بے رحم غربت میں کب کا ہوش گوا

بیٹھی تھی

مگر وہ اسکے وجود پر ایک بھی تسلی بخش لمس

چھوڑے بغیر اپنی طلب پوری کر رہا تھا



سورج کی روشنی کے سبب اسنے کر سٹل گرے

آنکھوں کو نرمی سے کھولا

وہ بے حد تھکن محسوس کر رہا تھا

صمد خان نے انگریزی لینے کی غرض سے

اپنے بازوؤں کو کھولا

جب اسکا ہاتھ روئی سے بھی نرم وجود سے ٹکرایا

صمد خان نے حیرانگی سے اپنے نظریں عقب میں لیٹے

وجود پر گاڑی

صمد خان کی آنکھیں حیرانگی سے کھولی

اسکی نیند بھک سے اڑی

منیزہ بے پردہ وجود کے ساتھ لیٹے ہوئے تھی

اسکے گردن پر جگہ جگہ دانت کے نشان تھے

چند نشانوں پر نیلاہٹ تھی تو

کچھ پر باقاعدہ خون رس رہا تھا

صرف گردن ہی نہیں بلکہ اسکے وجود پر ہر جگہ ایسے

وحشیانہ تشدد کے نشان تھے

صمد خان نے ایک جھٹکے میں چادر ہٹائی

اپنے سفید بیڈ شیٹ کو لال رنگ میں دیکھ صمد خان

کا وجود کپکپانے لگا

اسکی آنکھوں میں رات کئے تشدد کرنے

کے منظر اترے

صمد خان جھٹکے اسے پیچھے ہوا

اسکے چہرے کی رنگ آئے اور کئی گزر بھی گئے

وہ بے یقینی، ڈر، خوف، گھبراہٹ، پریشان

ندامت جیسے جذباتوں میں گھیرا ہوا تھا

صمد خان کی کرسٹل گرے آنکھوں میں نمی اتری

!م۔۔ من۔۔ منیزہ

صمد خان نے لڑکھڑاتے آواز میں کہا

منیزہ کا وجود ساکت تھا

جیسے وہ مومی گڑیا سانس ہی نہیں لے رہی تھی

!خانم

صمد خان نے پھر سے آواز دی

مگر بے سود اسکے وجود نے جنبش ہی نہیں کی

صمد خان کو ڈر لگ رہا تھا اسے چھونے سے

صرف عمل سے نہیں اسنے تو اسے الفاظوں سے

بھی اسے کتنی ہی تکلیف دی تھی

صمد خان اپنے ڈر پر قابو پاتا

منیزہ کے سینے پر اپنے کان دھرے

منیزہ کی سانس مدھم چل رہی تھی

صمد خان منیزہ کی برہنہ کمر میں ہاتھ ڈالتا

اسکے وجود پر اپنے کپڑے سے پردہ کر گیا

ایم۔۔۔س۔۔۔سوری

منیزہ کی پیشانی پر نرمی سے لب رکھتا

لڑکھڑاتے آواز میں بولا

صمد خان منیزہ کے اوپر سے ہٹتا

جلدی اپنے فون سے ایک فیملی ڈاکٹر کو

اریج کرتا کمرے کی وسط میں چکر کاٹنے لگا



کیسی طبیعت ہیں ؟

بے چینی سے سوال کیا

یہ ایمر جنسی کیس ہیں

مجھے بڑے دکھ کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہیں
مسٹر خان بٹ آپ کی وائف کا کیسی نے
ریپ "کر دیا ہیں انکی حالت کافی نازک تھی"
یہ تو اچھا ہیں کہ آپ نے بروقت مجھے
اطلاع کر دی ورنہ انکی کنڈیشن ایسی ہیں کہ
وہ موت کے منہ سے نکل کر ائی ہیں
میں نے انہیں ڈرائپ لگادی ہیں

بس آپ کو انکا کافی خیال رکھنا ہوگا

ٹھیک ہیں اب میں چلتی ہوں

انہیں بس تھوڑی دیر میں ہوش آجائے گا

ڈاکٹر نے سنجیدگی سے کہا

وہ جانتی تھی صمد خان ای ایس پی ہیں

اسلئے انہوں نے پولیس کو فون نہیں کیا

ورنہ ایسے حالات میں انہیں ہمیشہ پولیس

کو فون کرنے کی اطلاع دی جاتی تھی

ڈاکٹر کہتی باہر کی جانب بڑھی

جبکہ صد خان ایسے ٹھہر تھا

جیسے گویا اسکی سانس چھین لی گی ہوں

وہ دم سادہ کھڑا تھا

لفظ "ریپ" پر وہ سانس نہیں لے سکا

وہ اسکی بیوی تھی

اور اسے اس بتر حالات میں پہچانے والا

وہ خود تھا

صمد خان کی کرسٹل گرے آنکھوں سے

آنسوؤں موتیوں کے مانند گرتے

اسکی بھوری برنڈ میں جذب ہو رہے تھے

وہ شاندار مرد

اپنی کی جانے والے کبیرہ گناہ پر رو رہا تھا

صمد خان لڑکھڑاتے قدموں سے اندر کی جانب

بڑھا اسکی نظروں کا مرکز

وہ نازک وجود تھا

وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتا

منیزہ سے کچھ فاصلے پر ٹھہرا

مجھے معاف کر دو پلیز معاف کر دو

میں ایسا نہیں کرنا چاہتا تھا

پلیز منیزہ معاف کر دو

صد خان گھٹنوں کے بل زمین پر گرا

اپنے ہاتھوں میں چہرہ چھپائے وہ بے تحاشہ رو دیا

وہ تو اپنے جذبات پر کنٹرول کرنا جانتا تھا

پھر کل رات کیا ہوا تھا

ایسے

خ۔۔ خان

منیزہ نے سسکتے ہوئے دھمی لہجے میں کہا

خانم! م۔ میں۔ یہی۔۔ ہو

ابھی صمد خان اپنی بات جاری رکھتا

منیزہ کے الفاظ نے ایسے جیسے زندہ زمین میں

گاڑنے پر مجبور کر دیا

دور۔۔ ہو۔ جائے خان۔۔ خدا۔۔ کا۔ واسطہ

منیزہ بے ہوشی میں بھی بری طرح سسکتی

التجا کر رہی تھی

صمد خان کی کرسٹل گرے آنکھیں لمحہ بہ لمحہ سرخ

ہو رہی تھی

بس کر دو پلینز

صمد خان غیر مرئی نقطہ پر اپنی نظریں

گاڑے مدھم لہجے میں بولا

منیزہ نے پرپل سرخ جھلکتی آنکھوں کو دھیرے سے
کھولا

پہلے تو اسکے آنکھوں کے آگے اندھیرے کے سوا
کچھ نظر نہیں آیا

پھر دھیرے دھیرے اسکے وجود میں ہلچل ہونے لگی
منیزہ نے بے جان ہوتے وجود کے ساتھ اپنے گردن موڑی
جہاں پر وہ شاندار مرد زمین پر گرا
بے تحاشا رو رہا تھا

خان

منیزہ نے حیرانی سے اسے پکار

اسکی آواز پر صمد خان نے

کر سٹل گرے انکھیں اٹھا کر اسے

دیکھا

ایک کی آنکھوں میں ندامت، پریشانی سے گھیرا تھا

تو کیسی اور کی نظروں میں خوف اور بے پناہ حیرانگی تھی

مجھے معاف کر دو منیزہ

میں کل اپنے ہوش میں نہیں تھا

! ایم سو سوری

صمد خان نے بے دردی سے آنکھوں کو رگڑتے ہوئے بولا

اسکے الفاظ پر منیزہ نے کوئی بھی ریکشن نہیں دیا

وہ سریت سے اپنی گردن موڑ گئی

تم اب ٹھیک ہو

کافی دیر بعد صمد خان نے دھیرے سے پوچھا

اسکے سوال پر منیزہ نے کوئی بھی جواب نہیں دیا

اپنے ہاتھ میں لگی ڈراپ کو بے دردی سے کھینچتے

وہ اٹھنے کی کوشش کرنے لگی

مگر اپنے وجود پر نظر پڑتے ہی اسکا چہرہ بے انتہا

سرخ ہوا

منیزہ اس وقت صرف صمد خان کی وردی شرٹ میں

ملبوس تھی

جس کے اوپری بٹن کھولے تھے

جس سے اسکی بدن کی گہرائیوں واضح ہو رہی تھی

وہ سرخ چہرہ لیے بے ساختہ اپنے اوپر

کمبل درست کیا

اسکے بے دردی سے ڈراپ نکالنے پر صمد خان جلدی منیزہ

کے پاس بڑھا

کیا کر رہی ہو تم ؟ کیوں نکال یہ ؟

صمد خان نے غرارے ہوئے اسکے

ڈراپ لگی ہاتھ کو تھاما

اسکے ہاتھ تھمانے پر منیزہ نے جھٹکے سے اپنے

ہاتھ کو اسکی گرفت سے آزاد کیا

دور رہے مجھ سے

منیزہ نے پرپل آنکھیں دیکھاتے غصہ سے کہا

جیکے اس جھپٹ سے کمبل منیزہ کے وجود سے اتر چکا تھا

وہ غصہ میں بھری پڑی تھی

جس سے اسنے اپنے وجود کو فراموش تک کر دیا

اپنے ہاتھ کو اسکی گرفت سے آزاد کرتے

اسنے اپنی ہاتھ کی پشت پر نکلتے خون کی ننھی بندوں

کو صاف کیا

جسکے اس سارے وقفے میں صمد خان کی
نظر اسکے غصہ سے بھرے چہرہ سے جا کر
اسکی خدو خال پر الجھی

صمد خان نے اپنی نظروں کا زاویہ بدلنا چاہا
مگر ناکام وہ اسکی وردی میں میں چھوٹی
بچی لگ رہی تھی

وہ وردی صمد خان کے کسرتی جسم کے لیے کافی

فٹ سی تھی وہ اپنی وردی تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا

مگر اپنی بیوی کے وجود پر اس وردی کا سائز دیکھ

اسکا منہ کھولا تھا

منیزہ کو دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا

جیسے کیسی نے اور سائز شرٹ چھوٹی بچی

کو پہنادی ہو

منیزہ اسے بت بنے ٹھہر دیکھ سائڈ ٹیبل پر

رکھی اپنی چادر

اٹھاتی بیڈ سے اترنے کی کوشش کی

اسے اتنی لا پرواہی براتا دیکھ وہ چند ہی قدموں میں

اسکے سر پر پہنچا

تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہیں خاموشی سے لیٹی رہو

صمد خان نے منیزہ کو کندھے سے پکڑتے ہوئے

غصہ سے کہا

نہیں کرو گی آرام جو کرنا ہیں کر لے

اسکے ہاتھوں کو اپنے کاندھوں سے

جھٹکتی غرارتے ہوئے بولی

تمہاری اونچی آواز میں برداشت نہیں۔۔

صد خان اسکی اونچی آواز پر ٹوکتا اس سے قبل

وہ بول پڑی

کروگی اس سے بھی اونچی آواز میں بات

کروگی کیا کرلیے گئے مارے گے مجھے

ان روایتی مردوں کی طرح ہاتھ اٹھائے گے مجھ پر

ایک بات یاد رکھئے گا میں ایوی ہی کوئی

عام لڑکی نہیں ہو جو آپ کا ہاتھ اٹھانا برداشت کرو گی

ہاتھ تو لگا کر دیکھیں مجھے

میں نے آپ کے ہاتھوں کے ساتھ منہ بھی توڑ دو گی

منیزہ بے خودی میں بولتی جا رہی تھی

اسکی باتیں سن صمد خان کا منہ کھلا تھا

وہ کہا کی بات کو کہا لے جا رہی تھی

میں نے کب کہا کی میں تمہیں مارو گا

صمد خان نے گھورتے ہوئے سوال کیا

وہ اب تھوڑی دیر پہلے

منیزہ نے کنفیوز انداز میں کہا

ہاں وہی تو پوچھ رہا ہو کب

صمد خان نے اپنے سوال پر زور دیتے ہوئے کہا

میں نے کہا نا ابھی

منیزہ نے غصہ سے کہا

اسکی کنڈیشن بگڑ رہی تھی

اسے آرام کی سخت ترین ضرورت تھی

مگر محترمہ تو اپنے جلوہ بکھیرتے وجود کو

فراموش کئے بغیر اس سے لڑے جارہی تھی

اچھا سوری اب نہیں کہو گا

صمد خان نے سر تسلیم خم کیا

اسکے اتنی جلدی ہار مانے پر منیزہ اسے سے روخ موڑے

وشرام کی طرف اپنے قدم بڑھانے لگی

ابھی وہ کچھ قدم چلی ہی تھی

صمد خان اسکی کمر کے گرد اپنا بازو لپیٹا

اسکا رخ پل میں اپنی طرف موڑ چکا تھا

سنائی نہیں دے رہا کیا کہ رہا ہوں میں

صمد خان نے اب کی بار مصنوعی دھاڑتے ہوئے کہا

اسکی دھاڑ ہر منیزہ نے بے ساختہ اسکے سینے میں

گھسنے کی کوشش کی

اسے اپنے سینے میں ڈر کے چھپتا دیکھ

صمد خان کی مونچھوں تلے انابی لب بے ساختہ

مسکرا اٹھے

اسکا مطلب اسکی ٹڈی بیوی اسکی دھاڑ سے ڈرتی تھی

وہ کن آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا

صد خان کی خاموشی پر منیزہ نے ڈرتے ہوئے اسکے سینے

سے اپنا چہرہ نکالا

منیزہ کی آنکھوں میں نمی دیکھ صد خان کا دل

لڑا اٹھا تھا

وہ کہا عادی تھی اونچی آواز کی

منیزہ بنا کچھ کہے اسکی گرفت سے آزاد

ہونا چاہا مگر وہ صدا کا ضدی انسان اسے

اپنی گرفت میں پھر سے قید کرتا

چھوٹے بچوں کی طرح اپنی گود میں بھرتا

بیڈ کی جانب بڑھا

اس سارے واقعہ میں منیزہ نے بھرپور مزاحمت کی

مگر اسکی گرفت سے ایک انچ بھی نہیں نکل

سکی

صمد خان منیزہ کو بیڈ پر لیٹاتا خود بھی اس پر

سایہ فگن ہوا

اپنے اوپر صد خان کو لیٹا دیکھ منیرہ

نے غصہ سے مزاحمت بڑھا دی

اگر آپ یہ سوچ رہے ہیں

یہ سب کر کے آپ میری نظروں میں اچھے ہو جائے گے

تو آپ کی غلط فہمی ہیں

میں کبھی معاف نہیں کرو گی آپ کو یاد رکھے گا

میری بات کو

منیزہ نے روتے ہوئے کہا

ڈیم اٹ! کیا مسئلہ ہیں

بیوی ہو تم میری حق لیا ہیں صرف

تم اس بات پر ماتم تو اس طرح منا رہی ہو

جیسے خدا ناخواستہ میں نے ریپ کر دیا ہو

صمد خان منیزہ کے دونوں ہاتھوں کو بیڈ کراون سے

لگاتے درمیانی آواز میں سختی سے غرار یا

حق کیا بات کر رہے ہیں مسٹر صمد خان اپ

حق لیا ہیں اپنا یہ جو نشان دیکھ رہے ہیں آپ

کہی سے بھی یہ محبت بھری غربت

کے نشان دیکھ رہے ہیں

منیزہ اپنے گردن کی طرف اشارہ کرتے

روتے ہوئے بولی تھی

واقع ان نشان کو دیکھ کر ایسا لگ رہا تھا

جیسے اسکے ساتھ زبردستی کی گئی ہو

وہ کہی سے بھی شوہر لینے والے حقوق میں

شامل نہیں ہو رہا تھا

معاف کر دو پلیز

صمد خان نے بے بسی سے منیزہ کی گردن میں

چہرہ چھپاتے جھنجھلاہٹ بھرے لہجے میں بولا

کبھی نہیں

منیزہ نے بے رخی سے نظر موڑ کر کہا

کرنا تو پڑے گا شرط لگا لو

صمد خان بھی اپنی بات پر باضد تھا

منیزہ بنا کچھ کہے پھر سے مزاحمت کی

جس پر صمد خان نے گھورتے ہوئے اسے دیکھا

مگر پرواہ کیسے تھی بھلا

صمد خان منیزہ کی گردن کی طرف ہاتھ لیے جاتے

مخصوص رگ دبا گیا

جس سے وہ پل میں اسکے حصار میں ہوش گواہ

بیٹھی تھی

سوری منیزہ سو سوری

صمد خان منیزہ کے داغ دار گردن پر نرمی سے

لب رکھتا ہے بسی سے بولا

منیزہ کے وجود سے اسے شدید طلب محسوس ہو رہی

تھی مگر وہ اب اسکے بنا اجازت حق نہیں لینا چاہتا تھا

منیزہ کی گردن سے لب ہٹاتے

منیزہ کی سو جھی آنکھوں پر نرمی سے لب رکھے

ایک منٹ دو منٹ

ناجانے کتنا لمحہ گذرا تھا

دس منٹ بعد جا کر اسکی آنکھوں پر سے

اپنے لب نرمی سے ہٹائے

وہ اسکے اوپر سے اٹھا

اسے اب اس شخص کو پکڑنا تھا

جس نے اسکے ڈرنک میں گرمی والی دوا ملائی تھی

اپنے رات بدلتے تاثرات سے وہ انداز لگا چکا تھا

ضرور کیسی نے اسکے وجود میں گرمی بھر کر

اسکے اور منیزہ کو رشتے کو خراب کرنے کی بھرپور کوشش

کی گئی تھی

جس پر وہ شخص کامیاب بھی تھا

صمد خان ابھی سو نچوں میں چلتا ڈریسنگ روم کی

طرف بڑھا

یونیفارم کہا ہیں؟

صمد خان نے اپنی بلیک شرٹ کو اترتا حیرت سے

بولا

وہ شرٹ لیس روم میں آیا

جب اسکی نظر اپنی نازک بیوی پر پڑی

جو کبیل میں دبک کر سوئی تھی

(سوری میرا مطلب بے ہوش تھی) 🥰

اسکے وجود پر اپنی یونیفارم دیکھ صمد خان کے

لب نا محسوس انداز میں مسکراہٹ میں ڈھلے تھے

وہ بالکل چھوٹی بچی لگ رہی تھی صمد خان کو

صمد خان نے منیزہ کی طرف اپنے قدم بڑھائے



بوس آپ کے حکم کے مطابق زید مراد کا

خاتمہ ہو گیا ہیں

اپنی نظریں جھکاتا وہ آدمی لرزتے ہوئے بولا

سامنے ٹھہرے وجود کو کہا برداشت تھی

اپنی جانب اٹھی بے خوف نظریں

آہہہ! کیا بات ہیں سکون ہی سکون

حرام مشروب کی بوتل کو اپنے انابی لبوں سے

لگاتا حسین ترین مسکراہٹ لیے بولا

کیا وہ تڑپا تھا

ہیزل گرین آنکھوں میں ایکسائیمٹ تھی

ج۔۔ جی

آدمی کا سرا بھی بھی جھکا ہوا تھا

میں نے پوچھا اسے جہنم وصول کراتے ہوئے

اسکے چہرے پر درد تھا تکلیف جینے کی تڑپ

اب کی بار وہ دھاڑا تھا

جی۔۔ سر۔۔ سب۔۔ تھا

آدمی اپنی جگہ سے اچھلا تھا

وہ کیسے بتاتا زید مراد کے تاثرات کیسے تھے

اسکی حالات قابل رحم تھی

کوئی نارمل انسان ہوتا یقیناً وہ دنیا سے کوچ کر جاتا

یہ ہوئی نہ بات

وہ مسکراتا

اگلے لمحہ بنا پلک جھپکتے تیز دھار

خنجر اسکے سینے میں پیوست کر گیا تھا

لمحوں کا کھیل تھا

وہ ادنیٰ تڑپتا ہوا زمین پر گرا

خنجر سے اسکا سینہ پ**ٹ (نسوں کی جال میں

بھنچے دل کو اپنی مٹھی میں بے دردی سے

جکڑ گیا

اسکے حسین چہرے پر قاتلانہ مسکراہٹ تھی

حسین چہرے پر خون کی بوندیں مزید اسکی

وحشت میں اضافہ کر رہی تھی

آہہ! لوسیفر کو تم نے بات دہرانے کیلئے مجبور کیا

اسکی سزا تو بنتی تھی

لوسیفر کے چہرے پر مسکراہٹ جدا ہونے کا نام

نہیں لے رہی تھی

وہ لوسیفر تھا

دنیا کی نظر میں وحشت کا پہلا اور آخری نام

اسکی نظر میں غلط نہیں گناہ کبیرہ ہوتا ہیں

وہ اپنے سے جوڑے دشمنوں کیلے قہر تھا

اسکے اپنے شدید ہی دنیا میں پائے جاتے تھے

وہ اکیلا جینے کا ادی تھا

اسکی دنیا منفرد تھی

وہ حسین شہزادہ سب کی سلطنتوں کو جوتی

کی نوک پر رکھتا تھا

اسکی آنکھیں اپنے شکار پر مشتمل رہتی تھی

شکار بھی ایسا جس سے لوگوں کی روح کانپ اٹھے

لوسيفر سے پنگا نوٹ چنگا

تمہیں کیا لگا تھا

میری نظریں صرف دشمن پر ٹکی ہو سکتی ہیں

نہیں بلکل نہیں اپنے سے جوڑے ہر وجود پر

میری یہ معصوم نظریں ٹکی ہوتی ہیں

(🙏 توبہ ان معصوم نظروں کا)

تم تو خیر سے میرے پیسوں پر پلنے والے کتے ہو

لوسيفر حقارت بھري نظر اس وجود پر گاڑتا

اسکے دل کو نیچے پھینک چکا تھا

آجاسنم مدھر چاندنی ہم

تم ملے تو زمانے بھی آجائے گی بہار

جھومنے لگے گا آسماں

کہتا ہیں دل

اور مچلتا ہیں دل

میرے ساجن لے مجھے تو

تاروں کے پار

اپنے چہرے پر حسین مسکراہٹ لیے مدھم

مگر پرکشش آواز میں گنگناتے واشرم میں بنے

سفید بے دغا واس بیسن میں اپنے خون سے بھرے

ہاتھ دھونے لگا



سگریٹ اپنے اختتام پر پہنچتی اسکے دودھیا سفید

انگلی کی پوروں کو بے داغ کر گئی

مگر وہ تھا جو ہر احساس سے عاری

سپاٹ چہرہ لیے اپنی سونچوں میں گم تھا

" اسنے ایک نظر تک مجھ پر نہیں ڈالی "

وہ سرگوشی نما انداز میں بڑبڑایا

: ماضی

اپنے بزنس پارٹنر سے ملاقات کیلئے

وہ سوات کے مشہور ریسٹورنٹ میں آیا تھا

جب اسکی گرے آنکھیں پرپل آنکھوں سے ٹکرائی

وہ اسے ایک ٹک دیکھے جا رہا تھا

اسے لگا شدید اسکا گمان ہو گا مگر وہ

یہاں تھی

وہ اسکی طرف بڑھنے ہی والا تھا

جب وہ مغرور لڑکی اسے نظر انداز کر

باہر کی جانب بڑھی

اہہ! کاش وہ جان پاتا کہ محبوب اور محبت

ہمیشہ ظالم ثابت ہوتے ہیں

! ارے لالا آپ خیریت

نبیلی آنکھوں والی گڑیا نے نرمی سے کہا

ہممم اللہ کا شکر تم دونوں یہاں؟

گرے آنکھوں والے مرد نے سوالہ انداز میں اسکی

جانب دیکھا

ابرار لالا شدید اپ بھول رہے ہیں

دوست ہونے کے ساتھ ہم بزنس پارٹنر بھی ہیں

ابرار کو یاد دلانے والے انداز میں کہا

ہاں!

ابرار نے مصنوعی مسکراہٹ سے کہا

ویسے آپ کی بیوی کیسی ہیں

دیکھے میری ملاقات ہو نہیں سکی اس لے

پوچھ رہی ہوں

ہو سکا تو انشا اللہ میں ضرور ان سے ملنے

آؤ گی

اپنے چہرے پر حسین مسکراہٹ لیے

اسنے دھمے لہجے میں کہا

جیکے اسکی شارپ آنکھیں اس حسین مرد کا

جایزہ لے رہی تھی

لفظ بیوی پر اس مرد کا چہرہ پیلا پڑا تھا

وہ کیا بتاتا انہیں کے اسکی بیوی اسے چکما دے کر
بھاگ گئی ہیں

ابرار چوہدری کی عزت بھاگ گئی ہیں
ابرار کو لگا وہ نیلی آنکھوں والی لڑکی اسے
بھگو بھگو کے طنز مار رہی تھی

پھر کبھی کراوگا ابھی مجھے کام ہیں میں چلتا ہوں
وہ سنجیدگی سے کہتا آگئے کی جانب بڑھا
اسکے حسین چہرہ پر سنجیدگی سے مزید

پرکشش بنا رہی تھی

بلیک تھری سوٹ میں ملبوس، کالے گھنے بالوں کو

جل سے سٹ کئے

پرکشش نقش لئے وہ حسین مرد ہر کیسی کی

نظروں کا مرکز بن رہا تھا

مگر اسے جن نظروں کی عادت تھی

اسنے تو ایک نظر اس پر ڈالنا غورہ نہیں کیا

: حال

سر آج آپ کی امپورٹنٹ میٹنگ ہیں

ولی انڈسٹری کے ساتھ --

اپنے سیکرٹری کی آواز پر وہ ہوش کی دنیا میں آیا

! آہہ

اسنے کھراتے ہوئے اپنے ہاتھ میں پکڑی سیگریٹ

کو جھٹکے سے زمین پر پھینک دیا

ہاں ٹھیک ہیں جاو آرہا ہوں

اپنی گرے آنکھوں کو میں سرخی لیے

وہ غرار یا تھا

سیکرٹری حکم مانتا جلدی سے باہر کی جانب بڑھا

ورنہ اس سر پھر بندے کا کیا بھروسہ

اسے نوکری سے نکال دیتا

جب سے منیزہ کی شادی ہوئی تھی وہ چڑچڑاسہ

ہونے لگا تھا

وہ چھوٹی چھوٹی بات پر شدید غصہ کرتا

یہاں تک کئی کو تو وہ بنا بات کے آفس سے در بدر
کر چکا تھا

ابرار گہری سانس بھرتا اٹھا تھا
آج سے تم بھی میرے لیے معنے نہیں رکھتی ہوں
میں تمہیں بھول جاؤ گا یہ وعدہ ہیں
میرا تم سے

ہماری ایک طرفہ محبت آج اختتام پر
پہنچی ہیں

مگر میں اسے بالکل نہیں چھوڑو گا

جس نے مجھ سے میری پہلی محبت چھینی ہوں

انابہ ابرار چوہدری "تم تک پہنچ کر تمہیں "

آگ کے دلدل میں نہیں گرایا تو میرا بھی نام

ابرار الطاف چوہدری نہیں

انکھوں میں طیش کی سرخی لیے وہ غصہ سے

بولا تھا

یہ جانے بنا وہ اس مکار لڑکی کے ساتھ اپنا بھی

نام جوڑ چکا تھا

وہ اب منیزہ کی زندگی میں دخل اندازی نہیں کر سکتا

تھا وہ اب کیسی کی بیوی تھی

وہ پاک رشتے میں جوڑی تھی

اسکی محبت اس پاک رشتے کے سامنے

زرہ برابر بھی نہیں تھی

اپنا سر جھٹکتا وہ باہر کی جانب بڑھا

ابھی اپنا پہلا قدم نکالا ہی تھا

جب اسکی ٹکمر کیسی نازک وجود سے ہوئی

! آہہ

وہ وجود گرنے کے ڈر سے اسکی سفید شرٹ کو

اپنی چھوٹے گول مٹول ہاتھوں میں دبوچ گئی

وہ اس لڑکی کو گرنے سے بچانے کیلئے

اسکی کمر میں اپنا بازو حایل کر گیا

اس واقع میں دونوں بے ساختہ ایک دوسرے کے

بے انتہا قریب ہوئے

گرے آنکھیں اٹھا کر اسنے سامنے کھڑی نازک صنف

کی جانب دیکھا

گرے آنکھوں کا ٹکرانا تھا

جب ہیزل گولڈن آنکھیں بھی اسکی گرے آنکھوں سے

ٹکری

!تم

!آپ

دونوں نے ایک دوسرے کو چونکتے ہوئے

پکارا دونوں کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا

کی انکی ملاقات ہوگی

مس ماہی کہا ہیں اپ؟

وہ دونوں ایک دوسرے میں قدر کھوئے ہوئے تھے

انہیں ہوش کی دنیا میں کیسی کی آواز نے پڑکا

جی سر میں یہی پر ہوں ابھی آئی

ماہی ابرار کے بازو کو زبردستی کمر سے ہٹاتی

راہداری سے گزرتے باہر کی جانب بڑھی

ابرار دم صاد کھڑا ہوا تھا

اسکے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا

وہ لڑکی اسکے سامنے ہوگی وہ بھی اسکے آفس میں

پورے ایک مہینہ ہونے آیا تھا

آخر کار وہ اسے مل گئی

انابہ؟

اسکے لبوں نے حرکت کی تھی

جبکہ آنکھیں حیرت سے پھیلے ہوئے تھی



آہہہہ! کیا زندگی ہیں میری ایک بندہ سٹ نہیں

ہو رہا ہیں تف ہیں ایسی زندگی پر

وہ منہ کے زاویہ بگاڑتی اپنی پھوٹی قسمت پر رو رہی

تھی

کوئی نہ اج نہیں تو کل میرے ٹائپ کا بندہ مل

جائے گا جس کے ساتھ میں فل رومانس کرو گئی

اپنے خیالوں میں گم چہرے پر حسین مسکراہٹ

لیے وہ کیوٹ انداز میں بولی

(یہ اللہ بندی خطرناک ہیں) 

نور کہا ہو بیٹا

اپنے بابا (مامو) کی آواز پر وہ جلدی سے

بیڈ پر سے اٹھی

لوز شورٹ پینٹ پر وائٹ ہالف شرٹ جس پر

پیار سہ پانڈ اترا ہوا تھا پہنے

اپنے سنہرے بالوں کا رف سہ جوڑا بنائے

اولیو گرین آنکھوں پر چشمہ لگائے

وہ چھوٹی سی حسین گڑیا لگ رہی تھی

ہیلو ڈیڈی

نورینہ اپنے ڈیڈ کے گلے لگتی پیار سے بولی

ہیلو کیسا ہیں میرا بچہ

حسن خان نے نورینہ کے ماتھے پر لب رکھتے

فکر مندی سے پوچھا

! بلکل فٹ

نورینہ نے آنکھ ونگ کرتے ہوئے کہا

ڈیڈ آپ سے ایک بات پوچھو

حسن خان کے سینے پر سر ٹکاتے سنجیدگی سے کہا

ہاں پوچھو

حسن خان نے نورینہ کے بالوں سہلاتے ہوئے کہا

میری شادی کب ہوگی؟

اسنے سوچنے والے انداز میں کہا

وہ کیوں

حسن خان نے حیرت سے کہا

میری فیڈ (فون میں دیکھے جانے والے ویڈیو) میں

کپل کی اتنی کیوٹ کیوٹ سی ویڈیو اتی ہیں

مجھے بھی بنانا ہیں نہ تو پلینز آپ میری شادی کرادے

تفصیل سے جواب دیتی وہ حسن خان کو

چوکنے پر مجبور کر گئی

یا اللہ! کیا اول فول بکے جارہی ہو نور تم

پیچھے سے آتی آواز پر اسنے اپنی زبان کو

دانتوں تلے دبایا

یار موم میں مزاق کر رہی تھی

تبسم خانم کو چیل اتارتا دیکھ

وہ اپنی جگہ سے اچھلتے ہوئے بولی

اچھا مزاق تھا یہ اور لڑکی تمہیں کتنی دفعہ

کہا ہیں نہیں پہنا کرو ایسے کپڑے

مگر تم میں تو شرم نام کی چیز ہی نہیں

تبسم خانم غصہ سے سرخ چہرہ لیے

نورینہ کی جانب بڑھی جو بیڈ کی دوسری طرف تھی

انکا اشارہ اسکے شورٹ پینٹ کی جانب تھا

جو صرف اسکے گھٹنوں تک آرہی تھی

جبکہ باقی اسکے خوبصورت دودھیا پیر نظر آرہے تھے

تبسم خانم کے ہاتھ لگنے سے پہلے وہ بیڈ پر چڑتی

باہر کی جانب بھاگی تھی

!ہاہاہاہاہا

اسکی رفتار دیکھ حسن خان کا قہقہہ بلند ہوا تھا

آپ بھی حد کرتی ہیں بیگم بچی ہیں وہ

مزاق کر رہی تھی بس

اور اسکے پہنے پر طنز نہ کرئے کوئی مرد کا ہمارے گھر

میں آنا جانا نہیں ہیں

تبسم خانم کو حصار میں لیتے وہ پیارے سے بولے

آپ کیوں نہیں سمجھتے بچی کو نظر لگ جانی ہیں

پہلے ہی اسے نظر بہت بری لگتی ہیں

آپ کو پتہ ہیں وہ شبنم (ملازم) ہیں نہ وہ میری

بچی کو گھور گھور کر دیکھ رہی تھی

اور اگلے دن ہی اسکی طبیعت خراب ہو گئی

میں تو کہتی ہوں اسے سمجھائے زر وہ بہت بگڑ رہی ہیں

اج کل

تبسم خانم نے پریشانی سے کہا

کوئی نہ بچی ہیں ابھی سمجھ جائے گی

حسن خان نے سر جھٹکتے ہوئے لا پرواہی سے کہا

ہاں بچی ہی تو ہیں

تبسم خانم نے منہ کے زاویہ بگاڑتے ہوئے کہا



وہ سوئی ہوئی تھی

جب کانچ گرنے کی آواز پر اسنے پٹ سے

اپنی گرے آنکھیں کھولی

اسکی نظر ڈریسنگ مرار کے سامنے کھڑے

وجود پر پڑی

جو اپنے نیوی بلیو شرٹ کے کف لنکس فولڈ کر رہا تھا

وائٹ پینٹ پر نیوی بلیو شرٹ پہنے

جو اسکے دودھیا رنگت پر کافی پرکشش لگ رہی تھی

بھورے بالوں کو جل سے سٹ کے

خوبصورت پٹھانی نقش لیے

وہ حسن مرد نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہا تھا

ہیلو ہاں نکل رہا ہوں ابھی

خاموش فضا کو اسکی گھمبیر بھاری مردانہ

آواز نے توڑا

اپنے فون کو اف کرتا وہ پیچھے موڑ

یہ کانچ کے ٹکڑے مت اٹھانا میں کوئی میڈ

کو بھیج دو گا

سفید فرش پر پڑی مہنگے برینڈ کے پرفیوم کی

طرف اشارہ کرتے اس نازک لڑکی کو سنجیدگی سے

ہدایت دے رہا تھا

سنے!

وہ جانے کے موڑا ہی تھا

جب اسکی مدھم آواز پر اسکے قدم تھامے تھے

میں!

اپنے سینے پر شہادت کی انگلی ٹکاتا

حیرانگی سے کہا

اسکے اشارے پر وہ شرمندگی سے اثبات میں سر ہلا گئی

او اچھا بولو

اپنے چہرے پر سنجیدگی تاری کرتا

وہ سینے پر ہاتھ باندھ گیا

اسکے پوری طرح اپنی طرف متوجہ ہونے پر

وہ کافی جھنجھلاہٹ میں مبتلا ہوئی تھی

ک۔۔۔ کہ۔۔۔ کہی۔۔۔ جارہے۔۔۔ ہیں آپ

وہ نظر جھکائے سنجیدگی سے بولی

میرے جانے سے تمہیں کب سے فرق پڑنے لگا

اسکے سوال پر ماتھے پر بل ڈالے پوچھا

اسے جواب دینے کی بجائے پھر سے سوال کرتا دیکھ

وہ بری طرح کنفیوز ہوئی تھی

نہیں۔۔۔ بس۔۔۔ ایسے ہی

اسکے سوال کے جواب پر گرے آنکھوں میں نمی

لیے معصومیت سے کہا

اسکی آنکھوں میں نمی دیکھ وہ اپنے لب بھنج گیا

کیا کرتا وہ پہلے اس لڑکی کے ضد کے چلتے

اس سے دور تھا اسکی طنز باتوں نے اسے اپنی نظروں

میں گرا دیا مگر اب اسے خالص بیوی والا سوال پوچھتا

دیکھ وہ کچھ چڑچڑا ہوا تھا

ایک طرف اسے شوہر مانے سے انکاری تھی

تو دوسری طرف بیوی بننے کا فرض بھی نبھا رہی تھی

کچھ کام ہیں الویرا! ایک گھنٹے میں آ جاؤ گا

اسے سنجیدگی سے جواب دیتا اپنے کوٹ کو پہنے لگا

جبکہ پہلی بار اسکے منہ سے اپنا نام سن

الویرا کا دل سرپٹ دوڑا

مگر اس نے نوٹ کیا تھا

وہ ہمیشہ کی طرح اسے "جان خان" کہہ کر

مخاطب نہیں کر رہا تھا

اسکے جواب پر وہ فقط ہاں میں سر ہلا گئی

اس پر ایک نظر بھی ڈالے بغیر وہ ڈور اوپن کرتا

باہر کی جانب بڑھا

جبکہ اسکی بے رخی سے زرہ برابر پر وہ کئے بنا

وہ پھر سے تکیہ میں منہ دے گئی

مگر نا جانے کیوں اسکا ذہن پرسو ہوئی باتوں پر

اٹک چکا تھا

: تھوڑے دن پہلے

وہ اپنے خیالات میں گم ہر چیز فراموش کئے

گیلی گھانس پر چل رہی تھی

مالی صبح ہی یہاں پودوں کو پانے دے کر گیا تھا

الویرا کی نظر اچانک درخت پر گھونسلہ بنائے

چڑیوں پر پڑی وہ ایکسائیڈ انداز میں درخت کی جانب

بڑھی اسکے گندمی چہرے پر بھرپور مسکراہٹ تھی

وہ کئی ہفتوں بعد کھل کر مسکرائی تھی

وہاج خان اسے حویلی لے کر جانے کی بجائے

فارم ہوس پر لے آیا تھا

جب کے اس کا فارم ہوس بھی کیسی حویلی سے

کم نہیں تھا

وسی گارڈن جن میں کئی تعداد میں پھولوں کا کھلے

ہوے تھے

گھنے درخت گارڈن کی خوبصورتی میں مزید

اضافہ کر رہے تھے

جس پر مشتمل یہ فارم ہوس بے انتہا خوبصورت تھا

جو سفید سنگ مرمر کی طرح چمک دار پتھروں سے

تعمیر کیا گیا تھا اس پر ہاتھوں کی کارکردگئی

اسے مزید دلکش بنا رہی تھی

فارم ہوس جو باہر سے ہی انتہا کا خوبصورت تھا

اندر سے تو دل کو چھو جانے والا تھا

کئی کمروں پر مشتمل وہ بے حد خوبصورت فارم ہوس

تھا جس کا فرنیچر اپنی منہ مانگی قیمت رکھتا تھا

وہاج ، صمد اور آہل انہوں نے حویلی سے زیادہ

وقت اپنا اس فارم ہوس پر گزارا تھا

اسکے دلکشی پر تو کئی لوگوں کو یقین کرنا

مشکل ہوتا کہ یہ ایک حویلی نہیں ہیں

وہاج خان نے الویرا کو حویلی لے جانے کے بارے میں

سونچا ضرور تھا مگر نا جانے اسکے دماغ میں

کیا سمائی جو اسے حویلی لے کر جانے کی بجائے

سیدہ فارم ہوس لے آیا

الویرا تو کہی پر جانے سے انکاری تھی

مگر وہ اسکے ہر بار نکاح کا حوالہ دے کر یہ کہتا

رہا تھا وہ شوہر ہیں اسکا وہ پورا حق رکھتا ہیں اس پر

وہ جہاں بھی وہ اسے لے کر جائے اس چپ چاپ اسکی

بات ماننی ہوگئی

اسکے بات پر تو اسنے کافی ویلا مچایا مگر

وہ صدا کے ضدی خانزادے

کہاں کیسی کی سنتے تھے بھلہ

الویرا کو چار و ناچار اسکی بات مانی پڑی

وہ اپنے گھر والے سے ملاقات کرنا چاہتی تھی

انکی مدد چاہتی تھی کہ وہ اس شدت پسند خان سے

اسکی جان چھڑوا دے مگر

اسکا اپنا تھا ہی کون جو اسکی سفارش سنتا

بے سہاراؤں کا بھلا کو سہارا بناتا ہیں

وہ بھی انہیں میں سے ایک تھی جس کا اپنا کچھ

بھی نہیں تھا کچھ بھی

چڑیوں کی طرف قدم بڑھاتے وہ اپنے چہرے پر

حیسن مسکراہٹ لے غور سے انہیں دیکھ رہی تھی

یا اللہ! کتنے کیوٹ ہیں

وہ چھوٹے بچوں کی طرح انہیں ستائش نظروں سے

دیکھتی اپنی دنیا میں پھر سے کھوئی تھی

جب کسی کی نظروں کی تپش پر اس نے آنکھیں گھما کر

دیکھا

جہاں کچھ دور پر کھڑے اس حسین مرد پر اسکی

نظریں جم سی گئی

جہاں وہ اس وقت سفید شلوار قمیض پہنے

جسکے کف لنکس فولڈ کئے

اپنے گرد سفید ہی شال لپیٹے

بھورے بالوں کو نفاست سے سٹ کئے

وہ مرد آج اسے سب سے حسین لگا

وہ سفید رنگ میں دلکش لگ رہا تھا کہ

الویرا کی نظر اس پر ہٹنے سے انکاری تھی

وہ اپنی دنیا میں کھوئی ہوئی تھی جب اسے اپنی

آنکھوں پر شدت بھرا لمس محسوس ہوا

اسکی شدت پسندی پر وہ بوکھلاتے ہوئے پیچھے ہٹی

مگر وہاں اسکی کمر کے گرد اپنا بازو لپیٹتا

اپنے حصار میں لے گیا

ان پیاری آنکھوں سے مجھے ایسے دیکھو گئی تو

!بھکنا لازم ہیں جان خان

الویرا کے سرخ ہوتے گالوں پر بے تابی سے لب

رکھتا وہاج خان گھمبیر لہجے میں بولا

اپنے گالوں پر اسکی شدت بھرے لمس محسوس کر

وہ جی جان سے کانپی تھی

دور رہے مجھے سے

اپنے آپ میں ہمت جمع کرتی الویرا غصہ سے بولی

کون کافر اپنی بیوی سے دور رہ سکتا ہیں یار

وہاج خان الویرا کی گردن میں چہرہ چھپاتا شریر لہجے

میں بولا

سکی کھولے عام بے باکی پر الویرا اپنا سر پیٹ کر رہ گئی۔ تھی

میں نے کہا نا دور رہ مجھ سے نہیں مانتی میں آپ کو

اپنا شوہر کچھ بھی نہیں لگتے آپ میرے دوہکے سے

نکاح کیا ہیں مجھ سے آپ نے

الویرا وہاج خان کے کسرتی سینے پر ہاتھ رکھتے

مزاحمت شروع کی تھی

مگر میں تو بیوی مانتا ہوں تمہیں

میری سانسوں سے بھی قریب ترین محسوس کرتا ہوں

تمہیں مانتا ہوں اس نکاح کیلئے تم راضی نہیں تھی

مگر پلینز سمجھنے کی کوشش کرو

نہیں رہ سکتا تمہارے بغیر میں تم سے جنون کی حد تک

عشق کرتا ہوں میں تم جان ہو اس ضدی خان کی

تمہارے بغیر میں ادھورہ ہوں

وہاج خان اسکی آنکھوں میں اپنے لیے بے پناہ نفرت دیکھ

بے بسی سے بولا

وہ پہلی ایسی شخصیت تھی

جس نے اس جیسے ضدی انسان کو گھٹنوں کے بل

گرنے پر مجبور کیا تھا

وہ مرد جس کے زبان سے نکلے سے پہلے خواہشات پوری

ہوتی تھی وہ آج کے عورت کے سامنے بے بس کھڑا تھا

اپنی جھولی پھیلائے محبت کی بھیک مانگ رہا تھا

مگر وہ صدا کی ظالم لڑکی اسے ہمیشہ اپنے

در سے خالی ہاتھ لوٹا رہی تھی

عشق؟ اچھا مزاق ہیں آپ جیسے مرد کبھی عشق کر بھی

سکتے ہیں بھلا میری زندگی جس میں

میں نے صرف اور صرف

اپنے محرم سے محبت کرتے گزاری تھی اسے پل میں

روند چکے ہیں آپ! زبردستی میرے شوہر سے طلاق

دالوں کر خود سے نکاح کرنے پر آمادہ کیا

اور بول رہے ہیں عشق کرتے ہیں آپ

!سودے بازی کو عشق میں نہیں تولا جاتا وہاں خاںزادہ

عشق وہ جذبہ ہیں جس کے رنگ میں رنگ

کر محبوب جوگ لینا پسند کرتا ہیں مگر اپنے محبوب کو

تکلیف نہیں دیتا مگر آپ نے کیا کیا میری

خوشحال زندگی کو

پل میں روند ڈالا مجھے کہی کا نہیں چھوڑا

الویرانے روتے ہوئے وہاج خانزادہ کو آئینہ دیکھایا

تم یہ کیوں بھول جاتی ہو

عبیر کوئی دودھ پیتا بچہ نے تھا

اسنے اپنے مرضی سے ہی تمہیں طلاق دی تھی

میں نے تو بس اسے پیسوں۔۔۔

وہاج خانزادہ ابھی بات جاری رکھتا اس سے قبل وہ

بول پڑی

اگر آپ پیسوں کا لالچ نہیں دیتے

تو کیا خیال ہیں آپ کا

!وہ مجھے طلاق دیتے

الویرا نے سرخ ہوتی سو جھی آنکھوں کے ساتھ

طنزیہ سوال پوچھا

میں تمہیں کیسی اور کا کبھی نہیں ہونے دے سکتا

میں تمہیں کیسی بھی حال میں اپنا بناتا اگر مجھے

اس کتے کا قتل بھی کرنا پڑا خدا دی قسم میں وہ بھی

کر دیتا

وہاج خان الویرا کو ایک جھٹکے میں اپنے قریب ترین کرتا

اسکے سیاہ بالوں میں ہاتھ الجھاتا

اسکا چہرہ اپنے چہرے کے قریب کرتا

شدت پسند لہجے میں بولا

وہاج خان نے چہرہ کو اس قدر نزدیک کیا تھا کہ

اسکے مونچھوں تلے انابی لب الویرا کے پنکھڑی جیسے

نرم لب سے ٹکرا رہے تھے

جسم کے مالک آپ بن تو جائے گئے خان

مگر یاد رکھنا اس دل میں کبھی آپ کیلے

میں کوئی نرم گوشہ نہیں رکھو گئی

محبت تو دور کی بات ہیں

الویرا کی نفرت آپ کے عشق کو

بھسم کر کے رکھ دے گی

یاد رکھے گا میری بات

الویرا اسکے چہرے سے اپنا چہرہ دور کرتے

غصہ سے گرجی تھی

تمہارے پور پور میرا حق ہیں جان خان

اپنی شدتیں اس قدر

تم پر لوٹاؤ گا تم اپنے اس سر پھر خان

سے محبت نہیں

بلکہ عشق کر بیٹھو گی

وہاج خان پھر سے اسے اپنے قریب کرتے

بوجھل انداز میں بولا

آپ کی خوش فہمی ہیں وہاج خانزادہ

کے میں آپ کو اپنے قریب آنے دو گئی
یاد رکھے جس روز آپ میرے قریب بھی میں اسی
لمحے اپنی سانس کا طلسم توڑ دو گئی
اپ کے لمس سے سوائے اذیت کے مجھے کچھ حاصل
نہیں ہوتا جب جب آپ میرے قریب آتے ہیں
دل کرتا ہیں خود پر پٹرول چھڑک کر
آگ لگا یہ پھر اس حصہ کو اپنے تن سے جدا کر دو
خدارا کبھی میرے قریب مت آئے گا

الویرا روتے ہوئے چیخ پڑی تھی

اس مرد کے لمس میں اسے اذیت محسوس

ہوتی تھی دم گھوٹنے لگا تھا اسکا

اسکے الفاظوں پر وہاج خان کی گرفت اسکی کمر پر

ڈھیلی پڑی تھی

وہ آخر کیسے کہہ سکتی تھی اسکے لمس سے اذیت

محسوس ہوتی ہیں آخر کیسے وہ اسکا شوہر تھا

اور بیویوں تو شوہر کے لمس پر مر مٹی تھی

آخر وہ کیسے کہہ سکتی تھی یہ سب کیا اسکی زبان

پل بھر کو بھی نہیں لڑکھڑائی تھی

ٹھیک ہیں تم چاہتی ہو میں تم سے دور رہو

تو یہ مجھے منظور ہیں

مگر یاد رکھنا تم خاندانہ کی بیوی ہوں

خاندانہ مر تو سکتے ہیں مگر اپنے نام پر بیٹھی عورت

سے دستبرداری حاصل نہیں کرتے

میں بھی تمہیں کبھی نہیں چھوڑوں گا

مگر ایک بات تم بھی جان لو

وہ دن قریب نہیں جس روز تم بھی وہاں خانزادے کا

روگ لگے بیٹھی ہوگی

تم بھی اس خان کے جوگ میں جوگن بنو گئی

خدا کے سامنے تم بھی اپنی عشق کیلے گڑگڑاؤں گئی

جس طرح میں گڑگڑاتا آیا ہوں

مگر میرا بھی تم سے وعدہ ہیں

تمہاری اتنی بے وفائی سہنے کے بعد بھی میں تمہیں

اپنے سینے میں بھنیج لوگا تمہارے گرد تحفظ کا حصار

قائم کر دو گا

الویرا کی کمر سے ہاتھ ہٹاتا وہ لمبے لمبے ڈاگ بھرتا

باہر کی جانب بڑھا تھا

: حال

اس روز کے بعد وہ اپنی بات پر عمل کرتا اس

سے دور دور رہتا تھا

اسلامباد کے ریسٹورنٹ میں بیٹھی 

وہ اصرابی کیفیت میں پیر ہلا رہی تھی

جیسے کیسی خاص کے انتظار میں ہوں

تبھی اسکی نظریں سامنے لگے کاٹن کینڈی کے شوپ پر

پڑی وہ خوشی سے اس اسٹال کی جانب بڑھی

بھائی پلیز مجھے دو کاٹن کینڈی دے دے

وہ بچوں کی طرح کہتی

پاس کھڑے وجہ مرد کو چوکنے

پر مجبور کر گئی

وہ کیسی چھوٹے بچوں کی طرح خوش ہو رہی تھی

سنہری آنکھوں کا اس نازک صنف سے ٹکرانا تھا

وہ اپنی نظریں ہٹانا بھول گیا

سیاہ عبا یہ میں حجاب کئے ساتھ ہی نقاب سے اپنا

چہرہ ڈھکے جس سے اسکی بھوری آنکھیں واضح تھی

نا جانے کیا کشش تھی اس با پردہ نقاب پوش لڑکی میں

جس پر اسکی سنہری آنکھیں ہٹنے سے انکاری تھی

شہزاد شاہ اگر اب تم دو منٹ میں یہاں نہیں

آئے ناتمہاری خیر نہیں

کیسی کی آواز پر سنہری آنکھوں والا شہزاد شاہ

ہوش کی دنیا میں لوٹا

آواز اتنی بلند تھی کے آس پاس کے لوگ بھی

چوک کر اس حسین مرد کو دیکھ رہے تھے

جو ماتھے پر بل ڈالے اپنے دوست کو دھمکی لگا رہا تھا

اس لڑکے کے نظروں کی طقاب میں اپنے پہلو میں کھڑے

شخص کی جانب دیکھا

اسکی بھوری آنکھیں اشتعال انگیز

طور پر حیرانی سے پھیلی

جو دھمکی لگا رہا

صرف حسن اسکے پاس موجود نہیں تھا

بلکہ سامنے کھڑے مرد کے پاس بھی کمال کا حسن تھا

وہ فیصلہ کرنے میں ناکام ٹھہری تھی

کے دونوں میں سب سے زیادہ حسن کون رکھتا ہیں

بھوری آنکھوں والی کی تپش

محسوس کر اسکا دل زوروں سے دھڑکا

”دامستر ستر پوکا جانمہ، کہ نہ زہ بہ نہ تا نکاح وکام

”!سہ دہ خوہ وی کہ نہ

اپنی یہ نشیلی آنکھیں چھپا لو جانم، ورنہ میں تم سے (

) نکاح کر لو گا چاہے تمہاری مرضی ہو یہ پھر زبردستی

شہزاد خالص پشتو میں کہتا اس لڑکی کو چوکنے پر

مجبور کر گیا

جی آپ نے کیا کہا ابھی

اس نادان لڑکی کو اسکی بات سر کے اوپر سے

گزاری وہ پشتو زبان بلکل بھی نہیں جانتی تھی

او! کچھ کہا میں نے

شہزاد الجھتا ہوں الٹا اسی سے سوال کر رہا تھا

کچھ نہیں

منہ کے زاویہ بگاڑتی اپنی کینڈی تھماتی

وہاں سے نو دو گیارہ ہو گئی

جبکہ اسکی نظروں نے اس کا دور تک پیچھا کیا

وہ ابھی اپنی دنیا میں کھویا تھا

جب کیسی نے زور دار مکہ اسکی پشت پر جڑا

وہ اس حملے کے لیے بالکل تیار نہیں تھا

ابھی اسکا حسین چہرے کا زاویہ بگڑتا

اسکی شرٹ کو مٹھی میں جکڑتے اسے گرنے سے بچایا

اللہ میری پیٹ

وہ اپنی پشت پر ہاتھ لے جاتا مصنوعی کراہیہ سے

مارنے والے کو گھورنے لگا

پہلے تو تیری یہ بے ہودی کینڈی لینے کیلے

کچرے جیسے منہ اٹھا کر چلا آیا

پھر اب یہاں ٹھہر تو ایسے گیا ہیں جیسے کیسی کی

فوتگی میں فطحہ خونی کر رہا ہوں

کب سے آوازیں دے رہا ہوں کانوں میں کیا لگا رکھا ہیں

تو نے بے وقوف آدم۔۔۔

وہ غصہ میں بولتا چلا جا رہا تھا

جب اسکے منہ پر زور دار مکہ جڑا گیا

!میرا ایک تو تیرا بھی ایک

ڈیل ڈن اب بول جو بولنا ہیں

وہ سائنڈ اسمائل پاس کرتا پرسکون لہجے میں بولا

تیری اتنی ہمت تو روک ابھی

دونوں ایک دوسرے سے گھاتم گھات ہوتے

اس سے قبل دونوں کے بیچ ہوڈی پہنے چہرہ چھپائے

وہ وجود درمیان میں کھڑا ہوا

اگر اب تم دونوں نے کوئی بے کار فضول حرکت

انجام دی نا دونوں کی قبریں میں نے

یہی کھود دینی ہیں

نیلی آنکھیں ان دونوں پر گاڑے سرد و سپاٹ

لہجے میں بولتا دونوں کے رونگٹے کھڑے کرنے پر

مجبور ہو گیا

یار لالا! آپ بھی حد کرتے ہیں اسے سنانے کی بجائے

مجھے ہی ڈانٹے جارہے ہیں!

ڈراک بروان آنکھوں والا چہرے پر معصومیت لیے

سنہرے آنکھوں والے کو چوکنے پر مجبور کر گیا

ابھی میں نے ڈانٹا کہا ہیں

اس کام کو نیٹ لینے دو تمہاری اچھے سے خاطر داریاں

نہیں کی تو میرا بھی نام آہل ہاشم خانزادہ نہیں

بے انتہا سنجیدگی سے کہتا وہ آگئے کی جانب بڑھا

کیا ہوا لالا کو پتہ چل گیا

اتنے اچھے خاصے مومنٹ کو خراب ہوتا دیکھ

اسکے چہرے پر بھی مسکراہٹ کے بجائے سنجیدگی نے

جگہ لے لی تھی

اسکے سوال پر مصنوعی مسکراہٹ سجاتا وہ ہاں

میں سر ہلا گیا

یار! لالا کو کیسے پتہ چل جاتا ہیں سن کیا کہتا ہیں

سفارش کرادو تیری

اسکے موڈ کو ہلکا کرنے کیلئے اسے آفر کی گئی

جس پر اس نے زور شور سے ہاں میں سر ہلایا

مگر میری شرط ہیں

اسکے ہاں کہنے پر شہزاد نے سنجیدگی سے کہا

کیا ہیں بھوک جلدی

شرط رکھنے پر غصہ سے کہا

مجھے تیرا وہ نیو والا چاکلیٹ چاہیے

جس کا تو نے برینڈ نیم نہیں بتایا

اللہ کوئی کہہ سکتا تھا یہ دونوں (

سیریز سچویشن پر بات کر رہے تھے 🍌)

اچھا! مجھ سے چالاکی جا نہیں چاہیے تیری

سفارش

منہ چڑا کر کہتا وہ آگے کی جانب بڑھا

سن تو سہی میں ابان لالا کی سفارش کی بات

کر رہا تھا اب آگئے تیری مرضی

آنکھ ونگ کرتا اب شہزاد آگئے کی جانب بڑھا

!او تیری ابان لالا کی سفارش

ڈراک بروان آنکھوں والا ہولے سے بڑبڑیا

وہ اچھے سے جانتا تھا

اگر کوئی آہل ہاشم خان کی ٹکڑ میں ہوگا تو

یقیناً وہ ابان سفیر شاہ ہی ہو سکتا ہیں

انکے گروپ میں سب سے تیز غصہ کا مالک بھی

ابان سفیر شاہ تھا جبکہ آہل تو اسے جیسے خاموش کرانے

کے لیے دنیا میں آیا تھا

ٹھیک ہیں چل تو بھی کیا یاد رکھے گا

وہاج ناک چڑا کر کہتا شہزاد شاہ کو قہقہہ لگانے

ہر مجبور کر گیا



کہا گی تھی عینی تم جانتی ہونا ہمیں شام

ڈھلنے سے پہلے اس جہنم میں جانا ہیں

ورنہ شبنم بائی ہمیں نہیں چھوڑے گی

بھوری آنکھوں والی کینڈی ہاتھ میں پکڑے اندر کی جانب

بڑھتی اس سے پہلے اسکے بازو کو سخت گرفت

میں لیتی وہ درمیانی عمر کی عورت دانت پیستے

ہوئے بولی

ہا۔۔ ہاں میں۔۔ اندر آ۔۔ آپ کو ڈھونڈنے ہی آرہی تھی

وہ لڑکھڑاتے لہجے کے ساتھ کہتی

اپنی نظریں جھکا گئی

چالو جلدی ہمیں چلانا چاہیئے

اس نازک لڑکی کے بازو پر گرفت ہلکی کرتی

وہ اسکا مومی ہاتھ لیے تیزی سے باہر ہی جانب بڑھی

وہ اس عورت کے ساتھ کھینچی چلی جارہی تھی

تبھی اسکا تصادم کیسی چوڑے وجود سے ہوا

جس پر وہ گرتی جب اس وجود کا بازو اسکے

کمر کے گرد سانپ کی مانند لپیٹا اسے

اپنے حصار میں لیے گیا

اس اچانک ٹکمر پر اسکا سر بری طرح گھوما

وہ سیدھا اسکے چوڑے سینے کا حصہ بنی

اپنے گرد مردانہ خوشبو محسوس کر وہ

جیسے اس میں کھوسی گئی

جبکہ وہ وجود ساخت سے کھڑا

اسکی کمر پر اپنی گرفت ہلکی کر گیا کے وہ اسکے

حصار سے آزاد ہو سکے مگر وہ تھی

اسکے سینے سے لگے ضبط کے امتحان لے رہی تھی

محترمہ اب آپ ٹھیک ہیں

شہزاد شاہ سرگوشی نما انداز میں کہتا اسے

چوکنے پر مجبور کر گیا

وہ اسے دور نہیں جھٹک سکا تھا

کیسی کی گھمبیر سرگوشی پر وہ جھٹ سے

اس مرد سے دور ہوئی

مگر اپنے سامنے کھڑے اس آدمی کو

دیکھ اسکی بھوری آنکھیں پھیلی

وائٹ پینٹ پر بلیک ہوڈی پہنے چہرے پر ماکس لگیں

وہ حسین مرد اور بھی حسین لگ رہا تھا

اگر اسکا ارادہ چہرے کو چھپانے تھا

تو وہ ناکام ٹھہر تھا اسکی سنہری پرکشش آنکھیں

اسے مزید حسین بنا رہی تھی

آپ کا شکریہ صاحب

وہ اپنے لب کچھ کہنے کیلے کھولتی اس سے پہلے ہی

وہ درمیانی عمر کی عورت بول پڑی

ساتھ ہی اسکا ہاتھ سختی سے پکڑتی

اسے لیے باہر کی جانب بڑھی

جبکہ اس عورت کے اسطرح ہاتھ پکڑنے پر

سنہری آنکھوں میں سرخی اتری تھی



کیا کہا تم نے وہ بے ہودے انسان اس حد تک
ہماری جڑوں کو کھوکھلا کرتے رہے اور تم لوگ مجھے

اب بتا رہے ہوں

پچاس سے ساٹھ سال کے درمیانی عمر کا آدمی

دھاڑتے ہوئے بولا تھا

اسکی اونچی آواز پر وہاں کھڑے آدمی

تھر تھر کانپ رہے تھے

ب۔۔ باس۔۔ اسکا فون۔۔ آیا ہیں

وہ آدمی لڑکھڑتے لہجے میں بولا

وہ قہر برساتی نگاہوں سے گھورتا

اسکے ہاتھ سے فون لیے گیا

ہلیو بڈی کیسے ہو مجھے لگا اپنی اتنی بربادی کے بعد

تم دل کے دورے سے اللہ کو پیارے ہو جاو گے

مگر بے کار مجھے ایسا لگ رہا ہیں تمہاری موت میرے

ہاتھوں لکھی ہیں سو سیڈ نا

اسکے ہیلو بولنے کی دیری تھی جب

دوسری جانب سے آتی گھمبیر آواز

اسکے رونگٹے کھڑے کر گئی

تم زلیل انسان ایک بار میرے ہاتھ لگ جاو

پھر بتاتا ہوں تمہیں

وہ آدمی غصہ سے کہتا مقابل کو قہقہہ لگانے پر

مجبور کر گیا

ہائے جلنے کی بو آرہی ہیں تمہیں

وہ شرارتی لہجے میں کہتا مقابل کو آگ لگا گیا

تمہیں کتے کی موت مارو گا یاد رکھنا میری بات تم

وہ آدمی غصہ سے دھاڑتا

مقابل کو دھمکیاں لگا رہا تھا

بھوکنے سے دل بھر گیا ہو تو

چلو آو تمہیں جہنم کی سیر کراتا ہوں

اب اسکی برداشت سے باہر تھا

وہ سرد لہجے میں کہتا اسکے کاندھے پر

ہاتھ رکھ گیا

وہ آدمی حیرانگی سے اسکی جانب دیکھ رہا تھا

وہ اس وقت بلیک پینٹ پر بلیک ہوڈی پہنے

جس پر ایگل کا ڈیزائن اترا ہوا تھا

چہرے کو ہوڈی اور بلیک ماکس سے کور کے

چھ فٹ دو انچ سے نکلتا قد کسرتی وجود لیے

سامنے کھڑے آدمی کو کانپنے پر مجبور کر گیا

اسکی ہری آنکھیں اسکے خوف زدہ چہرے پر ٹکی ہوئی تھی

بل۔۔۔۔۔یک۔۔۔۔۔ا۔۔ ایگل

اپنے سامنے بلیک ایگل کو دیکھ وہ آدمی کی حالت

ایسی تھی مانو کاٹو تو بدن میں لہو نہیں

کیا ہوا بولتی بند کیوں ہو گئی

اسکے پیچھے سے ڈراک بروان آنکھوں والا

وجہ مرد نکلتا آنکھوں کو گھومتے ہوئے بولا

وہ بھی اس وقت بلیک ہوڈی پہنے

ہوئے چہرے پر ماکس لگائیں وہاں کھڑے آدمیوں کی
حالت پتلی کر گیا تھا

لگتا ہیں بے چارے انکل جی کو لالا کی

خوبصورتی دیکھ کر صدمہ پہنچا ہیں

سنہری آنکھوں والا ڈراک بروان آنکھوں والے کو

کندھا مارتا ہوا بولا

دیکھ میں تیرے سے بات نہیں کر رہا شہزاد تو چپ رہ

اسے جواب دینے پر وہ منہ کے زاویہ بگڑتے ہوئے بولا

میں بھی کونسا مرا جا رہا ہوں

وہاج خان تمہیں جواب دینے

شہزاد بھی منہ کے زوایہ بگڑاتا غصہ سے بولا

تمہارے بوس کی فائلز کہا پر ہیں نسیم شاہ

سرد آواز پر نسیم کے ساتھ سب نے چہرے موڑتے

وائٹ پیٹ کی جیب میں ہاتھ دالے

وائٹ ہی ہوڈی پہنے جس پر پینتھر کا ڈیزائن اترا ہوا تھا

چہرے کو بلیک ماکس سے چھاپے

نبلی آنکھوں میں سرخی لیے

نسیم پر اپنی نظریں مرکوز کیے ہوئے تھا

کچھ پوچھ رہا ہیں وہ

اسے پھر سے جواب نہ دیتا دیکھ اب کی بار

ہری آنکھوں والا ابان غصہ سے غرار یا

مجھے۔۔۔ کچھ۔۔۔ نہیں۔۔۔ پ۔۔۔ پتہ

ان سب کو گھیرا تنگ کرتا دیکھ وہ ڈرتے ہوئے بولا

یس بوس جیسا آپ نے کہا میں نے ان فائلز
کو اچھے سے چھپا دیا ہیں۔۔ نہیں نہیں ڈرنے کی
کوئی بات نہیں ہیں

جی آپ پورا بھروسہ کرے

جی سر جی

نسیم ماقبل کو قائل کرنے کی کوشش میں ہلکان تھا

اپنی آواز سن نسیم کا چہرہ زرد پڑا

اب بھی کہو گئے یہ تم نہیں تھے

کر سٹل گرے آنکھوں میں سرخی لیے

وردی پہنا صمد خان غصہ سے غرار یا تھا

اب بھوک بھی دو (گالی)

ابان شاہ غصہ سے اسکے پیٹ پر زور دار لات مارتے

دھاڑا تھا

جبکہ ابان شاہ کو

ہاتھ پائی پر اتارتا دیکھ سب اپنا سر پیٹ

کر رہ گئے

بتاتا ہوں۔۔۔ پی۔۔ پلینز۔ چھوڑ۔۔ دو

ایک ہی وار کافی تھا ابان شاہ کا جس سے مقابل
اسکے قدموں میں بیٹھا زندگی کی بھیک مانگ رہا تھا

بول جلدی

اسے اپنے آپ سے دور ڈھکیلتے قہر برساتی نظروں سے

گھورا

وہ۔۔ مشہور۔۔ کوٹھا ہیں نہ وہاں پر

تجوری میں چھپایا ہیں۔۔ وہاں کی مالکن بہت

سخت مزاج عورت ہیں

مرتی مر جائیں گی۔۔ مگر اپنے۔۔ تجوری کی طرف

نظر۔۔ رکھنے بھی نہیں دے گی

اپنے منہ سے نکلتے خون کو صاف کرتا نسیم

لڑکھڑتے لہجے میں بولا

صدقہ جاو اس عورت کی وفاداری پر

شہزاد شاہ مصنوعی نرمی سے کہتا

سب کے چہرے پر مسکراہٹ لانے کا باز بنانا

چل تیرا کام یہاں مکمل ہوا

اب ملاقات ہوتی ہیں روز محشر میں

ابان شاہ سیڈ اسمائل پاس کرتا

تیز دھار خنجر سے اسکے سینے میں پیوست کر گیا

لمحہ کا کھیل تھا

نسیم کو معافی مانگنے کا موقع دیے بغیر وہ اسکی

سانسیں بے دردی سے چھین چکا تھا

وہاں کھڑے سر لوگ اپنے سر جھکا گئے

کیسی میں ہمت نہیں تھی

THE DEVILISH GANG

سے نظریں ملائے

صد خان تم جانتے ہوں تمہیں اب کیا کرنا ہیں

نبلی آنکھوں والے آہل خان نے سنجیدگی سے کہا

ہاں جو آپ کہنا چاہ رہے ہیں وہ ناممکن کاموں میں سے

ایک ہیں کیونکہ اس کوٹھے پر چھاپا مارنا

بے انتہا مشکل کام ہیں میں نے کئی دفعہ ایکسپوز کرنے

کی کوشش کی مگر وہاں پر اوپر کے لوگوں کا
ہاتھ ہیں جس کی وجہ سے اسے بند کرنا
مشکل ہیں

صدر خان سمجھ چکا تھا کہ
آہل اسے کھوٹے کو بند کرنے کا کہہ رہا ہیں
لیکن وہ مشکل مرحلہ تھا
اس کوٹھے پر دنیا کی نظر میں بیٹھے
عزت دار لوگوں کا راج تھا

تاریکی انکی اصلیت تھی

ہممممم! کچھ اور سوچنا پڑے گا

اسکا تفصیلی جواب سن ابان شاہ ہمکاری بھرتے

بولا

تمہیں اتنی دیر کیوں ہی تھی آنے میں

سب نے قدم باہر کی جانب بڑھائے

جس پر آہل نے سرد مرہمی سے پوچھا

جبکہ صمد خان کے نظروں کے سامنے

صبح کا منظر اتر ا

اسکے وجود سے آٹھتی مہک اسکے حوس

جھنجھوڑ گئی

(: صبح کا منظر

صد خان نے منیزہ کی جانب اپنے قدم بڑھائے

جو بے تحاشا معصومیت لیے بے ہوش تھی

اپنی شرٹ منیزہ کے تن سے جدا کرنا مشکل تھا

مگر آہل کے حکم کے مطابق اسے وردی پہنا ہی تھا

صمد خان الماری کی جانب بڑھتا ہلکے گولڈن رنگ کی

شلوار قمیض نکلتا بیڈ کی جانب بڑھا

سارے کمرے کے لائٹ ویسے ہی اوف تھی

وہ مزید کھڑکیوں کے کرسٹلز گراتا کمرے میں رات جیسا

اندھیرے کر گیا

دھیرے سے منیزہ کی کمر میں ہاتھ ڈالتا

اسے نرمی سے اوپر کی جانب اٹھا گیا

منیزہ کی گرم سانسیں صمد کی گردن سے

ٹکراتی اسکے وجود میں شور برپا کر گئی

وہ نرمی سے کپڑے تبدیل کر گیا

ایک نظر اس دشمن جاں کی طرف ڈالی

جو اسکی زندگی میں دھڑلے سے داخل ہو گئی

اور تو اور اسکے سانسوں سے بھی زیادہ قریب

ہو گئی

اسکے فون پر پھر سے رنگ ہوئی

ایک نظر فون کو غصہ سے گھورتا باہر کی جانب

بڑھا

مام!

وہ علجت میں سڑھیاں اتر رہا تھا

تبھی اسکی نظر کچن میں جاتی طہورہ خانم

کی طرف بڑھی

مام! منیزہ کی طبیعت خراب ہیں

میں نے میڈیسن دے دی ہیں وہ آرام کر رہی

ہیں آپ پلیز کیسی کو بھی اسکے کمرے میں جانے

کی اجازت نہ دے حتہ کے بچوں کو بھی

وہ سنجیدگی سے کہتا ہوا بولا

ٹھیک ہیں مگر تم پاگل ہو جو اسے چھوڑ کر جارہے

ہوں ایسا بھی کیا ضروری کام ہیں

جو بیوی سے بھی اہم ترین ہیں

صبح خان کی بات پر طہورہ خانم نے تیوری چڑھاتے

ہوئے کہا

(یا اللہ میں کہا پھنس گیا)

آپ فکر نہ کرے میں جلدی واپس آؤ گا
طہورہ خانم کے ماتھے پر عقیدت سے لب رکھتا
وہ باہر کی جانب بڑھا

: حال

! کچھ کام تھا

خیر آپ یہ بتانا پسند کرے گے لالا

ایسی کونسی وجوہات تھی جس کی بنا پر

آپ نے مجھے وردی پہننے کا کہا

صمد خان نے منہ کے زاویہ بگاڑتے ہوئے کہا

وہ کیسے بتاتا کتنا مشکل تھا

منیزہ کے تن سے اپنے وردی نکالنا

کیوں تم آج نہیں پہنے والے تھے کیا

آہل نے الٹا سوال کیا

ن۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں

صمد خان نے بوکھلاتے ہوئے کہا

ہم سب کے چہرے ماکس سے ڈھکے ہیں

صرف تم ہو جس کا چہرہ ماکس سے نہیں ڈھکا

ہوا ہیں اور تمہاری انفورمیشن کے لیے بتادو

یہاں پر کیمرے لگے ہوئے ہیں

اس کا مطلب نسیم کے پیچھے جس انسان کا ہاتھ

ہیں وہ تمہاری شناخت پر تم پر حملہ آور ضرور

ہوگا اور اس تک پہنچانا ہمارے لیے آسانی کا باس

بن سکتا ہیں اب تم سمجھ گئے کس لیے کہا تھا
آہل خان تفصیلی جواب دیتا سب کو حیران ہونے
پر مجبور کر گیا

کیا بات ہیں

سب نے چوکتے ہوئے ایک ساتھ کہا

اب چالو گئے بھی یہ نہیں

اب کو ایک جگہ منجمد دیکھ آہل سخت آواز میں

بولا

صمد تم دوسری طرف سے جاو گئے

صمد خان بھی ہم راہ ہوا تھا

مگر آہل کے حکم پر اسنے اپنے قدم مخالف سمت

میں بڑھائے

آہہ! بس کرو یار پاگل کرنے کا ارادہ ہیں کیا

وردی سے اٹھتی منیزہ کی خوشبو اسے پاگل

کر رہی تھی

وہ منہ میں بڑبڑاتا اپنی جیب کی طرف بڑھا



الیاں یہ کچھ فائلز ہیں کیا تم میم کے
آفس میں پہنچا دو گئے پلیز مجھے کچھ ارجنٹ کام
سے جانا ہیں

وہ سفید بے داغ فرش پر پوچھا لگا رہا تھا
جب اپنے پیچھے سے مینیجر کی آواز پر

تھکن زدہ حولیہ میں پلٹا

سانولی رنگت میں سرخیاں بھکرمی ہوئی تھی

جبکہ ماتھے پر پسینے کی بندوں کا جال بیچھا ہوا تھا

!جی صاحب

وہ پوچے کو دیوار کے ایک کونے میں لگاتا

اپنے کپڑوں سے ہاتھ صاف کرتا

اس نیلی فائلز کو پکڑ گیا

وہ ایک مہینے سے اس آفس میں صفائی کی

نوکری سر انجام دے رہا تھا

جس سے گھر کے اخراجات پورے ہو پا رہے تھے

!آہہ

وہ لمبی سانس بھرتا

واپر کی جانب بڑھا

!کیا وہ گوری میم وہاں پر ہونگی

وہ خوف سے بڑبڑایا اس ملاقات کے بعد

اسنے کبھی حوریم کو نہیں دیکھا تھا

مگر آج اسکا روخ پھر سے اس جانب تھا

می۔۔ میں۔۔ آئی میم

(may I coming mam جناب کا مطلب تھا)

وہ مصروف انداز میں فون پر مشتمل میسج چیک

کر رہی تھی

جب کیسی کی ٹوٹی پھوٹی انگلیش سن وہ ہولے سے

قہقہہ لگا گئی

جی آپ اندر آجائے

وہ چہرے کو سنجیدہ کرتی بولی

اجازت ملنے پر الیاس نے اپنے قدم آفس کی

جانب بڑھائے

جب اسکی نظر حوریم پر پڑی

جو اس وقت وائٹ فیمیل کوٹ پینٹ میں

ملبوس ہلکا سا میک کئے ہلکے ڈائمنڈ کے جیولری پہنے

قیامت ڈھا رہی تھی

الیاس نے اپنی نظریں فوراً جھکا لی

میم یہ فائلز----

ابھی وہ بات جاری رکھتا

تبھی آفس کا ڈور کیسی نے جھٹکے سے کھولا

تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی میرے دوست کی

تزیل کرنی

سرخ چہرہ لیے وہ آدمی غصہ سے غرار یا

حسن میں وہ بلاشبہ کمال تھا

میں اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتی

سو پلیز آپ جاسکتے ہیں

حوریم شاہ اپنی جگہ سے اٹھتی تھمیل سے بولی

بعد میں بات کرتے ہیں

کیا تم پاگل ہو یہ عقل گھانس چرنے گئی ہیں

تمہیں پتہ بھی ہیں تم کیسے اوڈر دے رہی ہوں

وہ آدمی حوریم کے مومی بازو کو اپنی سخت گرفت

میں لیتا غصہ سے دھاڑا تھا

میں نے آپ کو کوئی بھی اوڈر نہیں دیا
آپ پلیز میری بات کو سمجھنے کی کوشش کرے
اپنے بازو پر اسکی گرفت ہلکان کرنے کی کوشش میں
اسکا چہرہ سرخ ہوا

جبکہ نیلی آنکھوں میں نمی سی اتری
کوئی کہہ سکتا ہیں یہ وہی حوریم شاہ ہیں
جس کے آگے کیسی کی زبان نہیں چل سکتی
تم آج کے آج اس سے معافی مانگو گئی

سمجھی تم

وہ اسکے ہاتھ پر گرفت ہلکی کرتا

جبرے کو مٹھی میں سختی سے دبوج گیا

جس پر حوریم شاہ کے آنسو اسکا چہرہ بھیگو

گئے وہ روتے ہوئے ہاں میں سر ہلا گئی

بے وقوف لڑکی

اسکے جبرے کو چھوڑتا

وہ باہر کی جانب بڑھا

جبکے الیاس اس سارے واقعہ کو سمجھنے کی

کوشش کر رہا تھا

کیا۔۔ آپ۔۔ ٹھیک ہیں

الیاس کی آواز پر حوریم شاہ نے جھٹکے سے

سر اٹھایا

حوریم شاہ کی آنکھیں پانی سے بھری ہوئی تھی

جبکے وہ اپنا نچلا گلابی لب مڑوڑے رونے کی تیاری

میں تھی

میں۔۔ ٹھیک ہوں

وہ اپنا سر جھکائے مدھم لہجے میں بولی

م۔ میم یہ پانی پی لے

حوریم شاہ کو پانی کا گلاس تھماتا وہ پریشانی سے

بولا

وہ گلاس تھامتی اپنی کرسی پر بیٹھی

سنو۔۔ تم یہ بات کیسی کو نہیں بتاؤ گئے

حوریم شاہ نے روتے ہوئے کہا

اسکے رونے پر الیاس نے اپنی نظروں کا زاویہ بدلا
وہ چھوٹے بچوں کی طرح اپنا نچلا گلابی ہونٹ موڑے
رو رہی تھی

آپ روئے نہیں میم پلیز
اسکی سسکیاں سن وہ بے بسی سے بولا
وہ برا ہیں بہت برا مگر ناجانے کیوں
محبوب کی ہر غلطی کو اپنانے کا دل کرتا ہیں
حوریم شاہ آنسو صاف کرتے ہوئے

بھگی آواز میں بولی

آپ یوں کیسی کو بھی محبوب نہیں کہ سکتی

وہ نامحرم ہیں

الیاس نے بھی سنجیدگی سے کہا

کیا مطلب اپنے شوہر کو محبوب کہنا غلط ہیں

حوریم شاہ نے چوکتے ہوئے کہا

جبکہ لفظ شوہر پر الیاس نے حیران کن نظروں سے

اسکی جانب دیکھا

کیا وہ آپ کے شوہر ہیں

یہ وہ سوال تھا جس کا جواب دینا اسکے لیے

مشکل تھا

ہاں وہ میرے شوہر ہیں

مگر پلیز یہ بات کیسی کو مت بتانا

ہمارا صرف نکاح ہوا ہیں جو دنیا کی نظر میں

پوشیدہ ہیں

حوریم شاہ نے پریشانی سے کہا

آپ فکر مت کرے میم ان سب کے بارے میں

کیسی کو معلوم نہیں ہونے دوگا

الیاس نے نرمی سے کہا

اسکے جواب پر حوریم شاہ نے نظر اٹھا کر

الیاس کی جانب دیکھ

سانولی رنگت معمولی نقش وہ انسان

حسین نہ سہی مگر اخلاق کمال کے رکھتا تھا

تمہارا شکریہ

حوریم شاہ نے نرمی سے کہا

اگر برے کو برا بتایا جائے تو وہ آپ کیلئے اچھا

ہو گا میم

الیاس نے مشورہ دیا تھا

وہ میری بات کبھی نہیں سمجھے گے

حوریم شاہ نے غیر مرئی نقطہ پر نظر ٹکائے کہا

محبت میں سب سے پہلا درجہ عزت کا ہوتا ہے

جو آپ کی عزت نفس کو کچل دے

وہ محبت کبھی نہیں کر سکتا

الیاس نے سنجیدگی سے کہا

تمہیں پتہ ہونا چاہیے

جب ہم محبت کے آسمان تلے جینا چاہتے ہیں نہ

ہمیں عزت نفس کی زمین پر اپنے قدم جما نے پڑتے ہیں

حوریم شاہ کے جواب پر الیاس لاجواب ہوا تھا

یہ آپ کی زندگی ہیں آپ کا فیصلہ

آپ جو بھی کرے گی میں دعا کرو گا

اللہ اس میں بہتری کرے

اور یہ لیے آپ کی فائلز

وہ فائلز رکھتا باہر کی جانب بڑھا

جسکے حوریم شاہ کی نیلی آنکھوں نے اسکا دور تک

پیچھا کیا

آہہ! کبھی کبھی خود کو کھونا بھی سکون دیتا ہیں

پھر چاہے آپ صرف زندہ لاش کی طرح ہو

حوریم شاہ نے سرد آہہ بھرتے ہوئے کہا



وئی۔۔۔۔ ہیں۔۔۔۔ پلینز۔ ن۔۔ دروازہ۔۔۔۔ کھول۔۔۔۔ دو۔۔۔۔

وہ روتے ہوئے چیخی تھی اسکا وجود

کپکپاہٹ کا شکار تھا

پلینز کھول۔۔۔۔ دو۔۔۔۔ و۔۔۔۔ ہاج۔۔۔۔ وہاج

ہاں لالا ٹھیک ہیں میں رات تک آجاؤ گا

وہاج خان مصروف انداز میں فون پر بات کرتا

اوپر کی جانب بڑھ رہا تھا
تب اسکے کانوں میں کیسی کی گھٹی گھٹی
چنچنیں سنائی دی

وہ بھاگنے کے انداز میں سیڑھیاں چڑھتا اوپر اپنے

کمرے کے پاس پہنچا

خ۔۔۔ خان

وہاج خان نے جیسے ہی دروازہ کھولا

الویرا اسکے چٹائی سینے سے ٹکرائی

خ۔۔ خان

ہلکے گلابی رنگ کی پٹھانی فراک جو اسکے ٹخنوں تک

آتی تھی پہنے ڈوپٹے سے بے نیاز وجود لیے

وہاج خان کے سینے میں سماتی جارہی تھی

اسکی دھڑکنیں اپنے سینے پر محسوس کر

وہاج خان کی آنکھوں میں خماری کی سرخی اتری

خوف کے چلتے اسکے گلابی لب خشک ہو چکے تھے

کیا ہوا تم کمرے میں کیسے بند تھی

ٹھیک تو ہوں

وہاج خان اسکے گرد اپنا مضبوط حصار قائم کرتا

پریشانی سے بولا

خ۔۔۔ خود۔۔۔ بند کر کے۔۔۔ کہتے۔۔۔ ہیں۔۔۔ بند۔۔۔ کیسے ہوئی

الویرا روتے ہوئے معصومیت سے بولی

اسکے جواب پر اس سیریز سچویشن میں بھی

وہاج خان کے انابی لبوں پر مسکراہٹ بکھری

اسے اچانک یاد آیا تھا

اسنے واقع صبح میں جاتے ہوئے کمرے کا ڈور لاک

کیا تھا

م۔۔ مجھے۔۔ سانس۔۔ نہیں آرہی۔۔ ہیں

الویرا روتے ہوئے گہرے سانس لے رہی تھی

الویرا کی حالت خراب ہوتا دیکھا

وہاج خان نے اسکے پنکھڑی جیسے گلابی لبوں کو

اپنی گرفت میں لیا وہ سانسیں چھیننے کے بجائے

نرمی سے سانسیں اسکے اندر اتار رہا تھا

وہ نرمی سے ایک ایک سانس اس میں بخشتا

الویرا کو سرخ ہونے پر مجبور کر گیا

اسکی قربت پر الویرا کا وجود بے جان ہو رہا تھا

وہاج خان اسکے بے جان ہوتے وجود کو

مضبوطی سے حصار میں لیتا سانسیں بخش رہا تھا

اپنی سانسیں درست ہونے الویرا نے مزاحمت شروع

کی اسے مزاحمت کرتا دیکھ

وہاج خان اسکے لبوں کو سخت گرفت میں لیتا

اب بے دردی سے سانسیں کھینچ رہا تھا
اسے سانسیں کھینچتا دیکھ الویرا کی گرے انکھیں
حیرانگی سے پھیلی

کیسا انسان تھا آخر پہلے سانسیں بخش رہا تھا
اب پھر سے سانسیں چھین رہا تھا
الویرا کو اپنی جانب تکتا پا کر وہاج خان نے بے باکی
سے نچلے لب پر دانت گاڑتے آنکھ کو ونگ کیا
اسکی بے باک حرکت پر الویرا گردن تک سرخ پڑتی

اپنی نظریں جھکا گئی

اسکے نچلے لب کو شدتوں سے سرخ کرتا

اوپر بالائی لب پر دانت گاڑ گیا

اسکی شدت بھرے لمس پر الویرا کی سانسیں سینے میں

گھٹ سی گئی

وہاج خان کو لگا جب وہ سانس نہیں لے پائے گئی

نچلے لب پر پھر سے دانت گاڑتا نرمی سے چھوڑ گیا

الویرا گہرے گہرے سانس لیتی وہاج خان کے سینے پر

سر ٹکا گئی

آئندہ میری شدتوں میں مزاحمت مت کرنا

ورنہ ہر بار اس طرح کی رف کس کروگا کے بوکھلا کر

رہ جاو گئی

وہاج خان شدت پسندگی سے کہتا الویرا کے گردن میں

چہرہ چھپا گیا

-- رہے -- آپ -- نے کہا -- تھا -- کی -- آپ -- میرے

قریب

نہیں۔۔ آئے۔۔ گئے۔۔ آپ۔۔ مکر۔۔ رہے۔۔ ہیں

اسکی سخت گرفت میں وہ مچل رہی تھی

الویرا کے الفاظوں پر وہاج خان کی گرفت ہلکی پڑی

وہ اسکے ڈوپٹے سے بے نیاز وجود دیکھتا

بہک کر اسکے قریب آیا تھا وہ گہری سانس بھرتا

الویرا کی مدہوش کر دینے والی خوشبو اپنے اندر اتارتا

اسے نہ چاہتے ہوئے بھی چھوڑ گیا

سوری آئندہ میں خیال رکھو گا

وہاج خان اپنے بھورے بالوں میں ہاتھ پھیرتا

کمرے میں داخل ہوا

جبکہ الویرا اپنے سینے پر ہاتھ رکھے گہرے سانس لینے

لگی اسکا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا

اچانک الویرا کو محسوس ہوا وہ ڈوپٹے سے بے نیاز

کھڑی ہیں

اس گلابی پٹھانی فراک کا سامنے سے گلا گہرا تھا

جس سے اسکی گردن کی گہرائی واضح ہو رہی تھی

یا اللہ میں ایسی حالت میں کھڑی تھی

وہ سرخ چہرے لیے بڑبڑاتی

دھیرے سے اندر بڑھی

اسنے کمرے میں نظر دوڑائی مگر وہاج خان کا نام و نشاں

نہیں تھا تب اسکے کانوں میں پانی گرنے کی آواز آئی

وہ سمجھ چکی تھی وہ شاور لینے گیا تھا

وہ صوفے سے ڈوپٹہ اٹھاتی نیچے کی جانب بھاگی

اسکا رخ کچن کی جانب تھا

وہ صبح سے بھوکی تھی اب تو رات ہونے لگی تھی



رات ڈھلنے لگی تھی وہ فون پر بات کرتا

محفوظ انداز میں کار ڈرائیور کر رہا تھا

تبھی سامنے سے آتی کار نے زور سے

اسکی بلیک مرسیڈیز کو ہٹ کیا

وہ غصے بگولہ ہوتا باہر نکلا

کار کے شیشے پر زور سے نوک کرتا

غصے سے اسے باہر نکلنے کی دھمکی لگا رہا تھا

باہر نکلو پاگل انسان

وہ غصہ سے دھاڑتا اندر بیٹھے وجود کو لڑنے

پر مجبور کر گیا

وہ اپنے آپ کو شانت کرتی کار کا ڈور اوپن کر کے باہر نکلی

!تم

کار سے نین خانزادی کو نکلتا دیکھ وہ حیرت سے بولا

آپ

اپنے سامنے آہل ہاشم خانزادہ کو دیکھ اسکا منہ تک

کڑوا ہوا تھا

اندھی ہو دیکھ کر نہیں چلا سکتی کار دیکھو میری

کتنا نقصان کیا ہیں اسکا تم نے

وہ اپنے کار کی طرف اشارہ کرتا غصہ سے غرایا تھا

اسکی کار کے سامنے والے حصہ پر کافی نقصان ہوا تھا

آپ کی غلطی ہیں آپ خود اندھے ہیں

دیکھا نہیں کیا سامنے سے اتنی بڑی کار آرہی تھی

خود ٹھوک کر مجھ پر چلائے جارہے ہیں

اسکے غرانے پر وہ ڈری تھی مگر جلد ہی اپنے

چہرے کو سپاٹ بناتی مصنوعی غصہ سے بولی

تم پاگل ہوں

آہل خانہ صدمے سے بولا

آپ ہیں؟

سینے پر ہاتھ باندھتی نین نے سوالیہ نظروں سے پوچھا

اسکے الفاظ سننے کا موڈ بالکل نہیں تھا

وہ چہرے پر ہاتھ پھیرتا

غصہ کنٹرول کرنے کی کوشش میں ہلکان ہوا

محترمہ آپ سے عرض گزارش ہیں

آپ یہاں سے براہ مہربانی تشریف لے جائے

آہل خانہ دانت پیس کر کہتا

بے انتہا کیوٹ لگا تھا

میں کیوں ہٹو میں پہلے آئی تھی

اتنی بڑی سڑک دیکھ رہے ہیں آپ اپنی کار
لے کر جائے یہاں سے میں نہیں ہٹنے والی
نین نے ہیزل آنکھوں کو گھومتے ہوئے کہا
اسے بے وجہ لڑتا دیکھ آہل خانہ نے مٹھیاں بھینچی
وہ گہرا سانس بھرتا اپنی کار کی جانب بڑھا
اسکے بغیر کچھ کہہ جاتا دیکھ
نین نے لمبی سانس بھری

یا اللہ بچالیا

وہ بڑبڑاتی اپنی سیٹ پر بیٹھی

اسکے کار کی بھی حالت کافی خراب تھی

آہل اپنی کار کو بیک کرتا وہاں سے اپنی کار لے گیا

وہ مسلسل اپنے کار کو اسٹارٹ کرنے کی کوشش کر رہی تھی

مگر وہ تھی اسٹارٹ ہونے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی

اسٹارٹ ہو جا یاں کیوں دماغ چاٹ رہا ہیں

وہ غصہ سے اسٹیرنگ پر ہاتھ مارتی بڑبڑائی

تبھی اسکے کان میں ہارن کی آواز گونجی

وہ جھٹ سے سر اٹھاتی اپنے بائیں جانب کھڑی کار پر

نظر دوڑا گئی

وہ بلیک کار اور کیسی کی نہیں بلکہ آہل خان کی تھی

وہ حیران کن نظروں سے کار کی جانب دیکھے جا رہی تھی

باہر نکلو لڑکی

آہل خان نے سپاٹ لہجے میں کہا

اسکی آواز پر نین نے ابرو اچکاتے ہوئے کار کا ڈور اوپن

کیا

بیٹھ جاو میں تمہیں گھر چھوڑ دو گا

اسکے باہر نکلنے پر آہل خان نے سنجیدگی سے کہا

یا اللہ یہ انسان پاگل ہیں کیا

میں نے پہلے اسکی کار ٹھوک دی اوپر سے یہ مجھ پر

احسان کئے جا رہا ہیں کچھ تو گڑبڑ ہیں

وہ منہ میں بڑبڑاتی اسے گھورے جا رہی تھی

گھورنا ہو گیا ہے تو آپ تشریف لا سکتی ہیں

اسکے گھورنے پر طنز کہتا اسے پھر سے آفر کر گیا

مجھے نہیں آنا

وہ اسکے آفر کرنے پر جھٹ سے بولی

رات کا وقت ہیں لڑکی اور تمہاری کار کی حالت دیکھ

میں بخوبی کہ سکتا ہوں اسے ٹھیک ہونے میں آدھا دن

گزر جائے گا تم میرے حویلی کی عزت ہوں

اور اپنی عزت پر میں حرف بھی برداشت نہیں کر سکتا

تو پلیز میرا دماغ زیادہ مت گھوماؤ اور کار میں آکر بیٹھو

وہ اسکے پھر سے انکار کرنے پر غصہ سے بولا

اسے غصہ میں آتا دیکھ وہ سہم کر پیچھے ہوئی

میں نہیں آرہی جو کرنا ہیں کر لو

ناجانے کیوں مگر نین کو اسکی

اچھائی ہضم نہیں ہو رہی تھی

وہ کہتے ہوئے اپنے کار میں بیٹھنے کی بجائے

تیز قدم اٹھاتی آگے کی جانب بڑھی

کار میں بیٹھنے کا کچھ فائدہ نہیں تھا

اسلے وہ اپنے قدموں میں تیزی لاتی

ٹیکسی کے تلاش میں تھی

اسے اپنی بات کی پھر سے نفی کرتا دیکھ

آہل خان کا پارہ ہائی ہوا تھا

وہ کار کی اسپید خطرناک حد تک تیز کرتا

ایک جھٹکے میں کار اسکے سامنے روک گیا

! آہہہہ

اچانک اپنے سامنے کار کو دیکھ

نین کی چیخ بے ساختہ تھی

یو پاگل آدمی مارنے کا ارادہ ہیں کیا

نین غصہ سے چیخ پڑی تھی

جبکہ آہل خانہ پر کی مدد سے ڈور اوپن کرتا

نین کے بازو پر سخت گرفت کرتے اپنے کار میں بیٹھا گیا

اسکی جانب کا ڈور لاک کرتے وہ اپنے سیٹ کی جانب بڑھا

کھولو ڈور مجھے نہیں بیٹھنا تمہارے ساتھ

اسے پر سکون انداز کر کار ڈرائیو کرتا دیکھ

نین چیختے ہوئے بولی

خاموش اب اگر تمہاری آواز آئی تو زبان کھینچ لو گا
آہل خان غصہ سے دھاڑتا نین کو سہمنے پر مجبور کر گیا
ابھی وہ کچھ اور کہتا تبھی اسکے فون پر رنگ ہوئی
جی اسلام علیکم

آپ بے فکر رہے نین میرے پاس ہیں
جی ہم تھوڑی دیر میں پہنچ جائے گئے

ٹھیک ہیں اللہ حافظ

آہل خان سنجیدگی سے کہتا فون کٹ کر گیا

ک۔۔ کون۔ تھا

نین نے لڑکھڑتے ہوئے پوچھا

اسکا لڑکھڑاتا لہجہ محسوس کر آہل خانہ نے نین کے زرد

چہرہ پر پریشانی دیکھی

ابراہیم چاچو کا تھا

آہل خانہ نے بے تاثر لہجے میں کہا

انہی کیسے پتہ چلا آپ میرے ساتھ ہوں

نین نے معصومیت سے کہا

نین کو تم سے آپ پر اترتا دیکھ

آہل خان عیش عیش کر اٹھا تھا

تمہیں ڈھونڈنے کے لیے ہی چاچو نے مجھے بھیجا تھا

آہل خان نے نین کے سر پر بوم پھوڑا

تو "تم" پہلے بھی کہہ سکتے تھے کہ مجھے لینے آئے ہوں

وہ جھگڑا کرنے کی کیا ضرورت تھی

نین نے ادھ گھنٹے پہلے ہوئے جھگڑے کی جانب اشارہ

کرتے ہوئے کہا

تب میرا موڈ نہیں تھا کہ میں تم جیسی بد اخلاق لڑکی
کو لے کر جاؤ

آہل نے طنزیہ کہا جبکہ اسکا اشارہ پھر سے "تم" پر تھا
!تم ہو گے بد اخلاق

نین نے غصہ سے کہا

جو ہوتا ہیں اسے یہی لگتا ہیں کہ

سب اسکے جیسے ہوتے ہیں

آہل خان نے بھی پر سکون انداز میں نین کو آگ لگائی

تم

بھی وہ کچھ کہتی اس سے قبل آہل خان نے زور سے بریک

لگائی نین کا سر ٹکراتے ہوئے بچا

پاگل ہو بریک کوئی ایسے لگاتا ہیں کیا

نین نے غراتے ہوئے کہا

سامنے دیکھو لڑکی تمہارا محل آچکا ہیں

اب تم اترنا پسند کرو گئی یہ پھر

ایکس توپوں کی سلامی

دینی پڑے گی

آہل خان سینے پر ہاتھ باندھتا سنجیدگی سے بولا

بھاڑ میں جاو تم اور

تمہاری ایکس توپوں کی سلامی

نین غصہ سے کہتی اپنے ہوٹل کی جانب بڑھی

آہہ! میرا منہ

اس بلا سے بات کرتے ہوئے تو میرے

جبرے درد کر رہے ہیں

آہل خان غصہ سے بولا

وہ اپنی زندگی میں پہلی بار کیسی سے

چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑا تھا

ورنہ وہ تو سامنے والے کی گستاخی

پر سیدھا قتل کرنے کا عادی تھا

دیکھ لو گئی میں تمہیں آہل ہاشم خاندان

نہیں نے غصہ سے مٹھیاں بھینچی



یہ بات تم مجھے کتنی دفعہ بتا چکی ہو لڑکی

وہ تم سے محبت نہیں کرتا کیسی اور سے کرتا ہیں

میں سن سن کر تھک چکی ہوں

آئس کریم کے اسپون کو منہ میں ڈالتی

اپنی خوبصورت اولیو 🍷🍷 آنکھوں کو گھومتے ہوئے بولی

تم میرے ایموشنز کا مزاق اڑا رہی ہوں

سامنے بیٹھی وہ لڑکی آنکھوں میں آئے پانی کو ٹیشو

سے صاف کرتی سنجیدہ سے بولی

نہہ! میں تمہارے ایموشنز کا مزاق نہیں اڑا رہی ہوں

میں بس یہ کہہ رہی ہوں

تم جس کے پیچھے پڑی ہوئی ہو اگر وہ تمہیں پسند

نہیں کرتا تو کیوں کر اس سے دل لگائے بیٹھی ہو

بھول جاو ایسے کیسی دوسرے پر ٹرائے مارو

وہ آخر جملے پر آنکھ کو ونگ کرتی بے باکی سے بولی

تم بھی نہ نورینہ

نورینہ کے سر پر ہولے سے تھپڑ مارتی

وہ مسکراتے ہوئے بولی

میں بھی کیا فاطمہ؟

فاطمہ کے کہنے پر سوالیہ نظروں سے پوچھا

کچھ بھی نہیں جلدی کرو ہمیں جانا بھی ہیں

فاطمہ نے سفید جھنڈا لہراتے ہوئے کہا

آہہ! کافی وقت ہو گیا ہیں پایا تو مجھے چھوڑے گے نہیں

وہ چیخ مارتے ہوئے اٹھی

وہ جلدی جلدی باہر کی جانب قدم بڑھانے لگی

ساتھ ہی فاطمہ بھی اسکے ساتھ ہم قدم ہوئی
تبھی اسکا تصادم سامنے سے آتے وجود کے ساتھ ہوا

دیکھ کر چلو نیچی چوٹ لگ جائے گی
جانی پہچانی آواز پر نورینہ نے سر اٹھایا

!انکل آپ

نورینہ نے مسکراہٹ اچھالتے ہوئے کہا

وہ سامنے کھڑے بلیک ہوڈی پہنے

مرد کی جانب نظر گاڑے ہوئے بولی

!تم

وہ مال والی لڑکی کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ

حیرانگی سے بولا

اسے لگا کوئی بچی اس سے ٹکرای ہیں

اسلے اسنے جلدی بازی میں اسے بچی کہہ دیا

آپ کا شکریہ انکل پھر سے میری حفاظت کرنے کے لیے

نورینہ نے لفظ انکل پر زور دیتے ہوئے کہا

میں تمہیں کونسے اینگل سے انکل لگ رہا ہوں لڑکی

پھر سے انکل سن ابان کا چہرہ پل میں سرخ ہوا

رائٹ والے اینگل سے

نورینہ نے بھی اسے چھڑتے ہوئے کہا

یار نور چالو یہاں سے

فاطمہ نے سرگوشی نما انداز میں کہا

جبکہ فاطمہ کی خوف زدہ آنکھیں ابان شاہ کے بندھ

مٹھیوں پر تھی جو اپنا غصہ کنٹرول کرنے کی غرض سے

بھینچے ہوئے تھا

میرے راستے سے ہٹو لڑکی

ابان شاہ نے سرد انداز میں کہا

نہ ہٹو تو

نورینہ نے بھی اسی کے انداز میں کہا

آخر کیا چاہتی ہو تم

ابان شاہ نے غصہ سے کہا

آپ کے بچوں کی جنت بننا

آنکھوں کو گھومتے ہوئے معصومیت سے بولی

نورینہ کے جواب پر فاطمہ کے ساتھ ساتھ ابان شاہ کا
بھی منہ کھولا

تمہارا دماغ درست ہیں یہ پھر بچپن میں چونٹ لگی تھی

جس کی وجہ سے ذہنی توازن خراب ہیں تمہارا

ابان شاہ نے دانت پیستے ہوئے کہا

جب کے اسکے بے باک جواب پر

اسکا چہرہ حد درجہ سرخ ہوا

یہ تو اچھا تھا وہ ماکس لگائے ہوئے تھا

ورنہ کیا عزت رہ جاتی بے چارے کی

شکر الحمد للہ کوئی چونٹ نہیں لگی تھی

فکر مت کرے ہمارے بچوں کو ابنار مل ماں نہیں ملے گی

نورینہ نے مزے سے بے باک باتیں جاری رکھیں

اب آئندہ یقیناً بچی کہنے سے پہلے آپ سو بار سوچے گئے

!انکل جی

وہ دل میں بڑبڑاتی مزے سے اسکی پھیلتی ہری آنکھوں کو

دیکھے جا رہی تھی

اففف! میں پاگل ہو جاو گا

ابان شاہ بڑبڑاتا وہاں سے باہر کی جانب قدم بڑھا گیا

یقیناً اگر کوئی بلیک ایگل کو اس حال میں دیکھتا نہ

غش کھا کر زرو گر جاتا

وہ کیسی سے آج تک نہ باتوں میں ہرا تھا

نہ ہاتھ پائی میں

مگر اسکے سامنے کھڑی پانچ فیٹ دو انچ لڑکی نے اسکی

زبان تالو سے چپکا دی تھی

وہ چہرے سے ماکس نکلتا اپنی کار کو وہاں سے لے گیا

یار کیا بکواس کئے جارہی تھی تم

فاطمہ نورینہ کے بازو پر گرفت سخت کرتی اسکا رخ اپنے

سامنے کر گئی

یہ صرف ٹریلر تھا جانی

اگلی بار دیکھنا یہ مجھے بچی کہنے سے پہلے سو نہیں

ہزار دفعہ سوچے گئے

نورینہ نے آنکھ کو ونگ کرتے ہوئے شرارت سے کہا

انکے بچی کہنے سے تم نے اتنا سین کریٹ کیا

فاطمہ نے حیرانگی سے کہا

ہاں! تم تو جانتی ہوں مجھے یہ لفظ اپنے اوپر سو ٹیبل

نہیں لگتا جیکے یہ شخص مسلسل

مجھے بچی کہے جا رہا ہیں

نورینہ باہر کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے بولی

تمہاری یہ سر سے ملاقات پہلے بھی ہوئی ہیں

فاطمہ نے الجھتے ہوئے کہا

ہاں صرف ایک دفعہ وہ بھی مال میں

نورینہ نے مصروف انداز میں کہا

ناجانے کیا بنے گا تمہارا

فاطمہ نے غصہ سے کہا

انشاء اللہ فیوچر بنے گا جس میں دو چھوٹے

گولو مولو بچے اور ایک ہینڈ سم پتی ہوگا

نورینہ نے بانہوں کو پھیلاتے ہوئے کہا

سدھر جاو تم

فاطمہ اسکے بازو پر ہاتھ مارتی ہنستے ہوئے بولی

ہاں سدھر جاو گئی شادی کے بعد

نورینہ نے بھی قہقہہ لگاتے ہوئے کہا



میری بچی تم ٹھیک تو ہوں

ڈور اوپن کرنے کی دیری تھی ابراہیم خان پریشان سے

نین کو گلے لگاتے بولے

یار ڈیڈ کیا ہو گیا ہیں ٹھیک ہوں میں

نہیں نے نرمی سے کہا

اتنی دیر کیوں ہوئی پھر آنے میں

نفیسہ خان نے سینے پر ہاتھ باندھتے غصے سے پوچھا

یار آپنی آج گئی کام سے

نفیسہ خان کو غصہ میں دیکھ آبر ہولے سے بڑبڑائی

مام آئزل کی فیملی چھوڑ ہی نہیں رہی تھی

اسلئے دیر ہو گئی سوری نا پلینز

نین نے کان کو ہاتھ لگاتے معصومیت سے کہا

مجھے کوئی سفارش نہیں چاہئے

بات مت کرو مجھ سے

نفیسہ خانم نے آنکھوں میں نمی لاتے ہوئے کہا

اچھا نا سوری پلینز پلینز اب سے نہیں کرو گئی

نین نے نفیسہ خانم کے گال پر کس کرتے ہوئے پیار سے کہا

سوری بیٹا مگر تم میری پراپرٹی پر نظر گاڑے ہوئے ہوں

نفیسہ خانم نین کی حرکت پر لال پڑی تھی

مگر اپنے شوہر کے الفاظ پر انکا چہرہ بھاپ چھوڑنے لگا تھا
جسکے ابراہیم خان کے ڈائلاگ پر نین اور آبر نے بیک وقت
ہونٹینگ کی تھی

اب بس بھی کرے آپ سب
وہ سرخ چہرہ لیے وہاں سے واک اوٹ کر گئی
جسکے انکے پیچھے تینوں کا مشترکہ قہقہہ گونجا
کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی نہ نین
ابراہیم خان نے سنجیدگی سے پوچھا

میرے اس سوکالڈ کزن کے چلتے پر اہلم ہو سکتی ہیں بھلا

نمین نے طنزیہ کہا

ابراہیم خان نے اسے گھوری سے نواز

یار آپ اتنے اچھے تو ہیں آہل لالا

آبر نے منہ بسورتے ہوئے کہا

اچھے؟ یہ کھڑوس انسان اچھا بھی ہو سکتا ہیں بھلا

نمین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا

اسکی بڑبڑاہٹ آبر اور ابراہیم خان نے بالکل نہیں سنی تھی

اچھا اب اندر بھی آو باہر کھڑے رہنے کا ارادہ ہیں کیا
ابراہیم خان نے نین کو اپنے حصار میں لیتے ہوئے کہا
!ہمممم

نین اور آبر دونوں ہم قدم اندر کی جانب بڑھی



رات کا اندھیرا چاروں سمت پھیلے ہوئے تھا

وہ تھکن زدہ انداز میں اندر کی جانب بڑھا

جب اسکی بھٹکی نظریں ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھے گھر کے افراد

پر پڑی

سربراہ کرسی پر آغا خان

انکے بائیں جانب آہل خانہ ساتھ ہی ابراہیم خان

اور انکے ساتھ انکی بیوی امیمہ خانم

جبکہ انکے ٹھیک سامنے زکون خان اور

ساتھ ہی اسکی مورے طہورہ خانم

طہورہ خانم کے ساتھ لیل بیٹھی ہوئی تھی جبکہ اسکے

ٹھیک سامنے اسکی مورے مریم خانم بیٹھی تھی

ان سب سے ہوتی اسکی نظروں کا مرکز وہ نازک سہ وجود
بناتھا جس کی خوشبو اسے پورے دن ستاتی رہی تھی
مریم خانم کے ساتھ بیٹھے وہ کاشف اور طلحہ کو باری باری
ڈنر کر رہی تھی
برخوردار وہاں کیوں کھڑے ہو اندر آجاو
آغاخان کی نظر سامنے کھڑے صمد خان پر پڑی
بھاری آواز پر سب کی نظروں کا مرکز دروازے میں کھڑا
خان بناتھا

منیزہ نے چونکتے ہوئے اپنی نظریں اٹھائی تھی

نظروں کا ٹکرانا تھا

کر سٹل گرے آنکھوں میں خماری ساتھ ندامت

جبکہ پرپل آنکھوں میں نفرت تھی

سامنے صمد خان کو دیکھ

وہ نفرت سے اپنی آنکھیں پھیر گئی

اسکی حرکت پر صمد خان کا دل بند ہوتا محسوس ہوا

جی

وہ سنجیدگی سے کہتا اوپر کی جانب بڑھا

بیٹا جاو صد کو دیکھ لو کچھ چاہئے تو نہیں ایسے

مریم خانم نے منیزہ کے سرخ پڑتے چہرہ کو دیکھتے ہوئے کہا

وہ بچوں کو ڈنر کروا رہی تھی

مگر اسنے خود ابھی تک کچھ نہیں کھایا تھا

ج۔۔ جی

منیزہ ہچکچاتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھی تھی

اسکی ہچکچاہٹ آہل خانہ نے بے غور نوٹ کی تھی

وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی اوپر کی جانب بڑھی

اسکا وجود ہولے ہولے لزر رہا تھا

وہ اس شخص کا پھر سے سامنے کرنا نہیں چاہتی تھی

جس نے اسکی عزت نفس کو روند دیا تھا

وہ دھیرے سے ڈور اوپن کرتی اندر آئی

ب اسکی نظر سامنے کھڑے شرٹ لیس صمد خان پر پڑ

وہ جلدی ہی اپنی نظریں جھکائی

دروازے کی آواز پر صمد خان حیرانی سے پلٹا تھا

تم

منیزہ کو یہاں کھڑا دیکھ اسے حیرت کا جھٹکا لگا تھا
وہ سمجھ رہا تھا وہ اسکی کچھ دنوں تک شکل دیکھنے سے
بھی گریز کرے گئی مگر اسے کمرے میں دیکھ وہ حیرت انگیز
طور پر اسے دیکھے جا رہا تھا
مام نے مجھے اوپر بھیجا تھا
کے میں آپ کی قدمیں کر سکو
منیزہ نے طنزیہ کہتے اپنا رخ بدلا تھا

اسکا طنز محسوس کر صمد خان کے لب مسکراہٹ میں ڈھلیے

تھے وہ جلدی ہی نچلے لب کو دانتوں میں کچلتا

اپنی مسکراہٹ روک گیا

اچھا ٹھیک ہیں میرے کپڑے نکال دے زر

صمد خان نے سنجیدگی سے کہا

اسکی بات پر عمل کرتی وہ الماری کی طرف بڑھی تھی

مجھے طلاق چاہئے

وہ کپڑے نکالتے سرد لہجے میں بولی

پہلے پہل تو صند کو سمجھ نہیں آیا اسنے کیا کہا

مگر جب منیزہ نے پھر وہی کہا تب اسکا میٹر شواٹ ہوا تھا

میں کچھ کہہ رہی ہوں مجھے طلاق چاہئے

اگر آپ نہ دے تو میں کوٹ جاکر خلاں لے لو گئی

منیزہ نے بغیر اسے دیکھے غصہ سے اونچی آواز میں کہا

وہ شرٹ لیس کھڑا تھا وہ کیسے صمد خان کو اس

حالت میں دیکھتی فطرتی شرم و حیا جو آرہی تھی

وہ غصہ سے اس تک پہنچتا

بازو سے پکڑتا اسکا رخ اپنے سامنے کر گیا

کیا کہا تم نے

خان منیزہ کو کمر سے پکڑتا پل میں خود کے قریب کرتا غص

سے غرایا تھا

جو سنا آپ نے

منیزہ اسکی گرفت پر مچل اٹھی تھی

اسکی کمر پر بے حد جلن محسوس ہو رہی تھی

جہاں پر صمد خان کے دانتوں نے اسے کافی زخمی کیا تھا

وہی تو کہا رہا ہوں سنا نہیں میں نے

پھر سے کہنا زرا

صمد خان منیزہ کی کمر پر گرفت ہلکی کرتی سرخی جھلکتی

آنکھوں سے بولا

وہ محسوس کر سکتا تھا اسکی تکلیف

میں نے کہا مجھے طلا۔۔۔

ابھی منیزہ اپنا جملہ مکمل کرتی وہ سرد مرہمی سے اسکے

لبوں پر جھکا تھا جو پہلے سے ہی کافی زخمی تھے

مگر لائٹ پینک لپسٹیک سے زخموں کو چھپایا گیا تھا

منیزہ کی آنکھیں حیرت سے پھیلی تھیں

کیسا انسان تھا بھلہ پہلے ہی زخمی کر کے پھر سے

زخمی کرنے پر تلا تھا

وہ غصہ سے مزاحمت کرتی اسے خود سے دور کرنے لگی

وہ اسکے لبوں میں لب پیوست کئے آتی جاتی ہر سانس

قبضہ ہو رہا تھا اسکے نچلے لب پر بے دردی سے دانت گاڑتے

منیزہ کو آنسو بہانے پر مجبور کر گیا

سانسوں کی کمی کے چلتے منیزہ نے مزاحمت ترک کر دی تھی
جیسے وہ اسکے لبوں پر اب بھی لمحہ بہ لمحہ شدت بڑھاتا
جارہا تھا مگر دانتوں کے لمس میں کمی کی تھی
وہ نرمی سے اب اسکی سانسیں کھینچ رہا تھا
جب اسے لگا وہ سانس نہیں لیے پائے گی
صمد خان کے برہنہ کاندھوں سے پکڑتی اسکی سانسیں خود میر
انڈھیلنا شروع کر چکی تھی
اسکے ایکٹ پر صمد خان کی آنکھیں حیرت سے پھیلی

اسکی گرفت منیزہ پر ہلکی پڑی تھی

جس کا فائدہ اٹھاتی منیزہ پل میں اس سے دور ہوئی

وہ گھرے گھرے سانس لیتی نیچے بیٹھتی چلی گئی

اسے نیچے بیٹھتا دیکھ صمد خان اسے بازوؤں سے پکڑتا

برائڈل اسٹائل میں کیری کرتا بیڈ کی جانب بڑھا

نہیں۔۔۔ پلی۔۔۔ دور۔۔۔ رہے

اسے قدم بیڈ کی جانب بڑھاتا منیزہ ڈرتے ہوئے چیختی تھی

کچھ نہیں کرہا منیزہ

صمد خان اسے ڈرتا دیکھ سنجیدگی سے بولا

وہ اسے بیڈ پر بیٹھاتا سنجیدگی سے اسکے قدموں میں بیٹھا

تم نے اگر آئندہ سے طلاق جیسا گھٹیا لفظ اپنی

زبان سے نکالا قسم خدا کی تمہاری زبان کے چھوٹے چھوٹے

ٹکڑے کرتے چیل کوؤں کو کھلاؤ گا

صمد خان مدھم مگر سخت لہجے میں اسے بروا کر رہا تھا

وہ دیکھ چکا تھا وہ کافی ڈری ہوئی ہیں

وہ مزید غصہ کرنے سے خود کو روک رہا تھا

مگر۔۔ مجھے۔ مجھے نہیں رہنا آپ کے ساتھ

آہل لالا سے۔ میری بات۔۔ ہو چکی۔۔

منیزہ روتے ہوئے جملہ مکمل کرتی وہ بیچ میں بول پڑا

جب تم میرے لیے کچھ نہیں تھی

تب تم پر کیسی کی نظر برداشت نہیں تھی

اب جب تمہارے اوپر پورا حق رکھتا ہوں

تمہیں کیوں لگاتا ہیں میں تمہیں چھوڑ دو گا

صد خان کی آنکھیں گہری ہوئی تھی

مگر مقابل کو رونے سے فرصت ہوتی تو دیکھتی نہ

میں نے کہا نا نہیں رہنا مجھے آپ کے ساتھ

مطلب نہیں رہنا

زہ نے آنسوؤں کو ہاتھ کے پشت سے پوچتے ہوئے غصہ سے

مگر میں تمہیں کبھی چھوڑنے سے رہا

صمد خان نے بھی بضد لہجے میں کہا

کیوں کل کو پھر سے میرے قریب آتے یہ کہہ کر میری

اوقات یاد دلائے کے میں کیسی کی محبوبہ تھ۔۔

وہ بیڈ سے اترتی صمد خان سے دور جا کھڑی ہوئی تھی

خاموش منیزہ

صمد خان نے غصہ سے سرخ چہرے کے ساتھ دھاڑا

کیوں خاموش ہو جاو یہ آپ کے ہی الفاظ ہیں

جس نے مجھے اندر تک مار کے رکھ دیا ہیں

اپ کے وحشی لمس سے نفرت کرنے لگی ہوں میں

مین مانے اگر آپ نے زبردستی مجھے اس رشتے میں قید کرنے

کی کوشش کی نہ میں اذیت کی انتہا ہر پہنچ کر اپنی جان

لے لو گئی

میں نہیں برداشت کر سکتی ایک ایسے شخص کو جو

خود کی بیوی پر اتنے گھٹیا الزام لگا سکتا ہیں

جو اسے طوائف سے کمپیر۔۔

منیزہ بے حد تکلیف سے روتے ہوئے ہوئے بولی تھی

مگر لفظ طوائف پر صمد خان کا خون کھول اٹھا تھا

وہ غصہ سے منیزہ کی جانب بڑھا منیزہ کو لگا آج وہ

اسے دو چار تھپڑ لگا دے گا

مگر وہ اسکے عمل سے حیران ہوئی

جب وہ بنا کچھ کہے اسے نرمی سے سینے میں قید کر گیا

منیزہ کے آنسو اسکا برہنہ چٹانی سینہ گिला کر گئے

وہ افیت کے انتہا پر پہنچتی دھاڑے مار کے رودی

میں سب ٹھیک کر دو منیزہ ایک بار موقع دے کر تو دیکھو

صمد خان نرمی سے اسے سینے میں قید کرے

مناتے ہوئے بولا

پ کو اگر موقع دیا تو میں خود کو کبھی معاف نہیں کر پاؤ گی ہ

پل ہر لمحہ مجھے اپنا آپ بے جان لگے گا

میں وہ کبھی بھول نہیں پاؤ گی جب میرے محرم میرے

شوہر نے غربت کی پہلی رات میرے کردار کو مشکوک بنا تھا

مجھے پر درندوں سے بھی بتر سلوک کیا تھا

سے بے کا چیز کی طرح چھوڑتے اپنے کام پر نکل گئے

خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں

آپ پہلے مرد ہیں جس نے مجھے چھوا تھا

آپ پہلے مرد ہیں جس کے سامنے میں نے اپنی عزت نفس
جو کئی بار کچلا ہیں

آپ پلے مرد ہیں جس سے منیزہ کو عشق ہوا ہیں
اور آپ ہی پہلے مرد ہونگے جس سے "منیزہ صمد خانزادہ"
بے انتہا نفرت کرے گی

" ہا ہا ہا شیٹ! منیزہ صمد خان نہیں " منیزہ بلال چوہدری
ہ آخر میں کھوکھلہ قہقہہ لگاتی اپنے الفاظوں کو درست کر گئی
منیزہ پلیز سمجھنے کی کوشش کرو یار

م۔ میں تم سے محبت کرنے لگا ہوں

صمد خان اسکے گرد اپنی گرفت مضبوط کرتا نرمی سے بولا

مگر اظہار محبت پر اسکا لہجہ لڑکھڑایا تھا

وہ اپنی اظہار محبت کرتا منیزہ کو شک میں ڈال چکا تھا

اب کیا فائدہ جب دل مر گیا ہیں میرا

منیزہ نے بے تاثرات نظروں سے کہا

ایک موقع دے کر تو دیکھ

صمد خان بے بسی سے بولا

موقع؟

منیزہ نے خالی آنکھوں سے اسکی جانب دیکھا

کتنا آسان تھا نہ اس مرد کیلے موقع مانگنا

ہوتا بھی کیوں نہ پسندیدہ جو ٹھہرا

مت کر محبت کی تذلیل جاننا

ہم نے بھی عمریں گزاری ہیں

بڑھ جائے محبت کا خمار

عشق کی منزل راہ جدائی چن لیتی ہیں

از قلم : مہدی بانو



بے تاثرات نگاہوں سے وہ آسمان کی جانب دیکھ رہا تھا

ٹھنڈی ہوا کے جھوکے اسکے وجود سے ٹکرا رہے تھے

گرے آنکھوں میں سرخی تھی

وہ اس وقت بلیک ٹرواز پہنے ہوئے شرٹ لیس کھڑا تھا

اسکے بھاری بازو اور چٹانی سینہ گلابی مائل تھے

سردی کے چلتے اسکا دودھیا چہرے بھی سرخ ہو گیا تھا

اسکے ہاتھ میں پکڑی حرام مشروب کے گھونٹ بھرتا

وہ آسمان میں چمکتے چاند کو دیکھ رہا تھا

ہاہاہاہاہا

اچانک اسکا قہقہہ گونجا قہقہہ وہ زور زور سے

ہنستا اپنے پیٹ پر ہاتھ رکھ گیا

اففف! خطرناک کھیل کھیلا ہیں تم نے جس میں

!کھیل بھی تمہارا اور کھلاڑی بھی آپہنہ

وہ ہنستا ہوا نا جانے کس سے مخاطب تھا

۔۔۔ سائیں۔۔ وہ۔۔ بڑی۔۔ بڑی بہو۔۔ آپ۔ کو بلا رہی ہ

اسکے کانوں میں ملازم کی آواز پڑی وہ غصہ سے پلٹا

مگر بزرگ عورت کو دیکھ وہ خاموشی سے اسے

جانے کا اشارہ کر گیا

اسکی آنکھوں کے سامنے صبح کا منظر گھوما

: صبح آفس میں

انابیہ کو جاتا دیکھ وہ غصہ سے اسکی جانب بھاگا
مگر حیرت کی بات تھی وہ اسے کہی بھی نظر نہیں آئی

انف ف ابرار تم پاگل ہو گئے ہوں

ابرار نے سر جھٹکتے خود کو مخاطب کیا

سر۔۔ آپ کی میٹنگ

اپنے پیچھے سے آتی سکریٹری کی آواز پر وہ گہری سانس

بھرتا آفس میٹنگ روم کی جانب بڑھا

ہیلو سر

ولی خان ابرار کی جانب بڑھا فارمل انداز میں بولا

وہ آج کل کا ابھرتا نیا نام تھا

اسکی کمپنی ابھی اس مقام تک پہنچی نہیں تھی

کے وہ بڑے بڑے لوگوں میں چنا جاتا

مگر ابرار کو اسکے بزنس ٹیپ کافی متاثر کر گئے تھے

جس کی وجہ سے وہ اسکی ایک سال سے پڑی

پینڈینگ ریکویسٹ کو قبول کر چکا تھا

ابرار نے ایک نظر میں اسکا جائزہ لیا جو اس وقت

بلیک فارمل سوٹ پہنے، سیاہ بالوں کو جل سے سٹ کئے

پٹھانی نقش لیے جو اسکی گوری رنگت پر کافی جج رہی تھے

وہ مرد خوبصورتی کے معاملے میں کم نہیں تھا

مگر مقابل بھی ابرار تھا جس کے چلتے اسکی اتنی

بھی خوبصورتی کم پڑ رہی تھی

اسکے کپڑے زیادہ برنڈیڈ نہیں تھے

نہ جانے کیوں وہ خود کو اس کے ساتھ کمپیر

کرے جا رہا تھا یہ ہلی بار ہوا تھا جب وہ بے فضول سہ
کیسی کو اپنے ساتھ کمپیر کر رہا تھا
نائس ٹومیٹ یو مسٹر ولی خانزادہ
ابرار نے پھکی مسکراہٹ کے ساتھ اسکا ہاتھ تھاما
ابرار کی نظر بھٹکتے ہوئے اسکی پیچھے کی جانب کھڑی
لڑکی پر پڑی جس کا چہرہ دوسری جانب تھا
او یہ ہیں میری سیکرٹری اور ساتھ ہی ہونے والی
بیوی بھی مس ماہی خانزادی

ابرار کی نظروں کی سمت دیکھتا اپنی جانب پشت کئے

لڑکی کا تعارف کرو گیا

اپنا نام سن وہ دھیرے سے پلٹی

ابرار کی آنکھیں حیرت سے پھیلی وہ اور کوئی نہیں

انابہ ہی تھی

!انابہ

ابرار کے لب بڑبڑائے تھے

ارے نہیں سر انابہ نہیں ماہی ہیں اسکا نام

ولی اسکی بڑبڑاہٹ پر حیرت سے بولا

اسنے ماہی کو اپنے حصار میں لیتے نرمی سے اسکی جانب دیکھا

جبکے اپنی بیوی کو کیسی غیر کی بانہوں میں دیکھ

ابرار کا میٹر پل میں شوٹ ہوا

ہاتھ ہٹاؤ

ابرار غصہ سے غرایا تھا

واٹ

ولی خان نے نا سمجھی سے کہا

میں نے کہا ہاتھ ہٹاؤ

وہ غصہ سے دھاڑ تھا

اسکی دھاڑ پر ماہی ڈرتے ہوئے ولی کے سینے میں پناہ لے

گئی

اسکی حرکت پر ابرار غصہ سے پاگل ہوتا

اس مومی گڑیا کو ولی کے حصار سے آزاد کرتا

اپنے حصار میں لے گیا

وہ خوف زدہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی

جو اسکی کمر پر حد سے زیادہ سخت گرفت کرے ہوئے تھا

وہ ہولے ہولے لزر رہی تھی

یہ کیا بد تمیزی ہیں چھوڑے ماہی کو

ولی نے غصہ سے دھاڑتے ہوئے کہا

وہ بھی خانزادہ تھا کہا برداشت تھا اپنی غیرت پر

کیسی کا حق

ولی غصے سے اس تک پہنچا تھا

مگر وہ پل میں اس لڑکی کو اپنی پشت کے پیچھے کرتا

اسکے روبرو کھڑا ہوا

بیوی ہیں وہ میری مسٹر ولی خانزادہ

ابرار غصہ سے سرخ ہوتی آنکھوں کو اس پر

گاڑے ہوئے دھاڑا

کیا بکواس ہیں کونسی بیوی کہا کی بیوی

پاگل انسان ہو کیا تم وہ پانچ سالوں سے منگ ہیں میری

تو بیوی کہا سے بن گئی وہ تمہاری

ولی خان نے غصہ سے غرار تے ہوئے کہا

!کیا

اسکی بات پر ابرار کا منہ کھولا تھا

۔۔۔ جی۔۔۔ ہم۔ انکی۔۔۔ منگ۔۔۔ ہیں۔ ہم۔۔۔ آپ۔۔۔ کو۔ نہیں

جانتے۔۔۔ پلیز۔۔۔ ہمیں۔۔۔ جانے۔۔۔ دے۔

ماہی ولی کے پشت کے پیچھے پناہ لیتے روتے ہوئے بولی

اسکی دھاڑ اور حق جتانے پر وہ بری طرح ڈر چکی تھی

اور کس کس کو بیوقوف بنانے کا ارادہ ہیں تمہار

انابیه

برار ماہی پر سرخی جھلکتی آنکھیں گاڑے دھاڑتے ہوئے بولا

جسٹ شٹ اپ! جب میں کہہ چکا ہوں

وہ میری منگ ہیں آپ یہ گھٹیا الزام لگائے جارہے ہیں

ولی خان نے اسکی دھاڑ پر حیران کن نظروں سے

اسکی جانب دیکھتے ہوئے کہا

م۔ مجھے۔۔ گھر۔ جانا۔ ہیں

ماہی اب اس سر پھرے انسان کا سامنا نہیں کر سکتی تھی

وہ پہلی ہی اسکی موجودگی سے کافی ڈری ہوئی تھی

اب اسکے الفاظ پر اسکا دل کانوں میں دھڑک رہا تھا

ابرار نے طنزیہ نظروں سے اسکی جانب دیکھا

جو اس وقت سی گرین شلوار قمیض پہنے

اپنے گرد بلیک شال لپٹے جبکہ اسکے سنہرے بھورے بال

ڈوٹے میں چھپے ہوئے تھے

وہ صحت مند تھی گول مٹول سی جو اسکی

دلکشی میں مزید اضافہ کر رہی تھی

ابرار اپنے آپ کو قابو کرتا ولی خان کے سامنے جا کر

کھڑا ہوا

یہ میری مکار جھوٹی بیوی ہیں اسکے پرزے تھوڑے
ڈھیلے ہوگئے ہیں اس لئے انہے کچھ بھی یاد نہیں ہیں
میں تم سے برائی مہربانی درخواست کرتا ہوں
ہم دونوں کے راستے سے ہٹ جاو ورنہ بعد میں تمہیں
کبھی پہچتانا نہیں پڑے سو گیٹ لوس
ابرار دانت پس کر کہتا اسے یہاں سے جانے کا کہا
ہم۔۔۔ نے کہا نہ۔۔۔ ہم۔۔۔ نہیں جانتے۔۔۔ آپ

شششششش!

ماہی روتے ہوئے بولی تھی مگر ابرار نے اپنے انابی لبوں پر

انگلی رکھتے اسے خاموش کروایا

سر میں بھی کہہ چکا ہوں کہ یہ میری منگ ہیں

آپ کو کوئی غلط فہمی ہیں آپ پلیز ہمیں راستہ دے

ہمیں یہاں سے جانا ہیں

ولی خان نے بھی سنجیدگی سے کہا

تم سچ بتاؤ گی یہ پھر جو ثبوت میرے پاس موجود ہیں

اس سے تمہاری اصلیت تمہارے اس سو کلڈ منگیتر کو

بتاؤ

اب کی بار ابرار نے ماہی کو سرخی جھلکتی آنکھیں

دیکھاتے ہوئے کہا

میں۔ کچھ

ماہی نے ڈرتے ہوئے کہنا چاہا جب ابرار کی دھاڑ پر وہ سہمی

صرف سچ بتاؤ

ابرار نے غصہ سے دھاڑتے ہوئے کہا

ولی خان کو سمجھ نہیں آرہا تھا آخر کیوں

وہ اس قدر ڈر رہی ہیں جبکہ وہ اسے اچھے سے جانتا

تھا کہ وہ خود مختار اور کانفیڈینٹ لڑکی ہیں

ماہی کیا تم اسے جانتی ہوں

ولی خان نے نرمی سے اسکے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے کہ

اس سکی اس قدر نزدیکی پر ابرار غصہ ہوا تھا

مگر اسے کیا فرق پڑتا تھا جب وہ لڑکی اس

کے لیے کچھ معنی نہیں رکھتی تھی

ہاں مانتا تھا بیوی تھی مگر وہ اسے طلاق دینے والا تھا

اسے تو صرف سچائی سے مطلب تھا

آخر کیوں اس لڑکی نے اسکی زندگی برباد کی تھی

ماہی نے روتے ہوئے ہاں میں سر ہلائی

اسکے ہاں میں سر ہلانے پر ولی خان کا ہاتھ پہلو میں

گرا تھا جبکہ ابرار کے چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی

ب۔۔۔ آپ۔۔۔ مشکل۔۔۔ میں۔۔۔ تھے۔۔۔ تب۔۔۔ ایک۔۔۔

عورت۔۔۔

نے۔۔ ہمیں۔۔ پیسے۔۔ دینا۔۔ کا۔۔ وعدہ۔۔ کیا۔۔ اور۔۔ ب
بھی۔۔ کہا۔۔ کے۔۔ ہمیں۔۔ ان۔۔ پر۔۔ گندا۔۔ الزام۔۔
لگانا۔۔ ہیں
وہ ہچکی لیتے ہوئے روکی
ہم۔۔ نے۔۔ ہل۔۔ پہلے۔۔ تو۔۔ منا۔۔ کیا۔۔ مگر۔۔
انہوں۔۔ نے
ب۔۔ بہت۔۔ سارے۔۔ پیسے۔۔ دینے۔۔ کا۔۔ وعدہ۔۔ کیا

۔۔۔۔۔ سے۔۔۔ ہم۔۔۔ نے۔۔۔ انکے۔۔۔ کہے۔۔۔ پر۔۔۔ وہ۔۔۔

سب۔۔ کیا

وہ روتے ہوئے اپنا گناہ قبول کر چکی تھی

ہ بھی کئی دنوں سے اس گناہ کے سائے تلے دبے جا رہی تھی

اسے پتہ تھا سچ نے ایک نہ ایک دن سامنے آنا تھا

آج ہی آجائے اس میں کیا برائی تھی

تو وہ یہ سیکریٹ تھا

جو تم مجھ سے چھپا رہی تھی

ولی خان نے نم آنکھوں سے کہا

آج وہ جو اس حال میں کھڑی تھی اسکا زمیدار وہ خود تھا

تو سچ ثابت ہوا جو بھی تم نے یہاں کہہ ہیں

وہ بات جا کر تم میری حویلی میں بھی کر و گئی

سمجھ آئی بات

ابرار اسے بازو سے پکڑاتا غرار تے ہوئے بولا

جی۔۔ ہم۔ کہ۔ دے۔۔ گئے

اگر اسکے گناہ کی معاف اس مل جاتی اس سے اچھی

بات کیا تھی

ماہ کیا تم انکی بیوی ہوں

ولی خان نے نم آنکھوں سے اذیت سے کہا

اسکے نم آنکھوں کو دیکھ وہ طنزیہ مسکرایہ

ناجانے کیوں مگر اسکے دل میں عجیب سی خوشی تھی

کیونکہ وہ اسکی تھی صرف اسکی

جبکہ ولی کے "ماہ" کہنے پر اسنے غصہ سے

مٹھیاں بند کی تھی

ماہی پھیکی مسکراہٹ لیے روتے ہوئے نفی میں سر ہلا گئی

اسکے نفی میں سر ہلانے پر

ابرار کی گرفت ہلکی پڑی تھی

جسکے ولی کو لگا اسے پھر سے زندگی بخش دی گئی ہوں



وہ چاند کو دیکھنے میں مگن تھی

جب اسے اپنے پیچھے کیسی کی موجودگی کا احساس ہوا

وہ جھٹ سے پیچھے مڑی

او بھائی آپ نے ڈرا دیا مجھے

اپنے پیچھے جان سے عزیز بھائی کو کھڑا دیکھ

اسکی جان میں جان آئی تھی

تمہیں ایسا کیوں لگتا ہیں میرے ہوتے ہوئے کوئی

تکلیف بھی پہنچا پائے گا

وہ اسے سینے سے لگاتا پیار بھرے لہجے میں بولا

جو زیادہ تر اسکی لاڈلی بہن کے لیے ہوتا تھا

ورنہ وہ کہا کیسی سے سیدھے منہ بات کرنے کا راودی تھا

مجھے بھی پتہ ہیں آپ کو ہوتے ہوئے

حوریم سفیر شاہ کا کوئی بال بھی باکا نہیں کر سکتا

حوریم کی نیلی آنکھیں گہری ہوئی تھی

جو مقابل ٹھرا ابان شاہ بھاپ چکا تھا

ویسے میری آنسکریم کہا ہیں

ابھی ابان شاہ نے بولنے کیلے لب کھولے تھے

وہ جلد ہی اپنی بات کو گھوما گئی

آسکریم کے زکر پر ابان شاہ کا چہرہ پل میں سرخ ہوا

وہ سوری بے بی میں بھول گیا

ابان شاہ نے کان کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا

لوگ محبت میں ایک دوسرے کو بے بی، جان، ڈار لنگٹن (

ناجانے کیا کیا القابات سے نوازتے ہیں

مگر وہ پہلا بھائی تھا جو اپنی جان سے پیاری بہن کو

کیسی مجنو کی طرح بے بی پکار رہا تھا

کیونکہ کے اس نام کی انوکھی فرمائش خود اسکی لاڈلی

(بہن نے کی تھی

او یہ تو انوکھی بات ہیں کے میرے بابو نے

میری فرمائش پوری نہیں کی

حوریم شاہ کو جھٹکا لگا اے کیسے ہو سکتا تھا بھلا

وہ فرمائش کرے اور اسکی فرمائش پوری نہ ہوں

اگلی بار پکا لاوگا اب چالو بھی ٹھنڈی لگ جائے گی

ابان شاہ اسکے گرد حصار قائم کرتا اپنے ساتھ لگائے

اندر کی جانب بڑھا

چھوڑو گا نہیں "بچی" تمہیں

ابان شاہ دانت پستے ہوئے بڑبڑایا جسکے لفظ بچی پر اسنے

کافی زور دیا تھا



سر کھانا لگ چکا ہیں آپ آکر کھالے

وہ فائلز میں سر دے ہوئے تھا

جب اپنے ملازم کی آواز پر اسنے نظر اٹھا کر دیکھا

وہ اس وقت وائٹ شرٹ جس کے آستین کونوں تک فولڈ
کے اور اوپری تین بٹن کھولے جس سے اسکا کسرتی دودھیا سینہ

واضح تھا اس پر بلیک پینٹ گولڈن بال ماتھے

پر بے ترتیب انداز میں بکھرے ہوئے تھے

ہیزل گرین آنکھوں پر چشمہ چڑھا ہوا تھا

جسکے انابی لب آپس میں سختی سے پیوست تھے

وہ اس قدر حسن تھا کہ اس پر اپنی نظریں ہٹنے سے

انکاری ہوں

!ٹھیک

ہمیشہ کی طرح ایک لفظی جواب

وہ اپنی فائلز رکھتا کرسی سے اپنی پشت ٹکا گیا

تھوڑی دیر آنکھیں بند کر وہ بے دلی سے اٹھا

وہ حویلی اس قدر بڑی تھی کہ لوگ چلتے چلتے

تھک جائے مگر کیا فائدہ اس کا جب کوئی بھی اس کے

علاوہ نہ رہتا ہوں

اس حویلی کی سارے فرنیچر اور حویلی کی دیواریں

سفید اور سیاہ رنگ پر مبنی تھی

سیاہ اسکی شخصیت کو ابھرتا تھا

😊 جبکہ سفید اسکے دل کو

وہ بے دلی سے ڈانگ ٹیبل پر بیٹھا اسے خاموش میں

رہنے کی عادت تھی مگر نا جانے کیوں کبھی کبھی اسکا دل

بے چین سا ہوتا اس خالی پن سے

آپ سب یہاں سے چلے جائے کوئی بھی یہاں نہ ہوں

ملازم کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ دیکھ وہ طنزیہ مسکرا یہ

اسکے دل کی بے چینی کو راحت سی پہنچی

!جی صاحب

سب نے ایک آواز میں کہاں

ملازموں کی تعداد قریب 15-20 تھی جو ایک قطار

میں سر جھکائے کھڑے تھے

اسکا حکم سن وہ سب ملازم کوٹر کی جانب بڑھے

وہ سر جھٹکتا کھانے کے شروعاتی کلمات پڑھاتا

پہلا لقمہ اپنے منہ میں رکھ گیا

اس لقمہ کا زائقہ بہترین تھا مگر نا جانے کیوں اسے یہ

زہر کے مانند لگا وہ پہلا لقمہ پانی کی بدولت نگلتا

اٹھ کھڑا ہوا

ایسے کوئی کھانا بناتا ہیں کیا

وہ غصہ سے دھاڑتا تھا مگر بے سود اسکی آواز

حویلی کی دیواروں سے ٹکراتی اس تک ہی پہنچی

وہ گہری سانس بھرتا باہر کی جانب بڑھا

اسکا رخ کس طرف تھا وہ خود بھی نہیں جانتا تھا

وہ راستے پر بے دلی سے کار تیز رفتار میں چلاتا ہر چیز

سے بے گانا تھا

اسکی ذہن نہ جانے کن چیزوں میں الجھا ہوا تھا

وہ راستے پر بے مقصد ڈرائیور کرنے کے بعد ایک

ایک سنسان جگہ پر اپنی کار روک

ہیزل گرے انکھوں کو بند کر گیا

وہ گہری سانس ہوا میں سپرد کرتا کچھ بڑبڑانے لگا تھا

اج کی رات سکون کی رات نہیں تھی میرے لیے

کسی کو مارنا ہوگا جب جا کر کہیں تھوڑی راحت ملے گی

وہ نارمل انداز بات پر بڑبڑا رہا تھا

مگر اس کے ارادے کئی زیادہ خطرناک تھے

وہ اپنے پشت سیدھی کرتا دھیمے سے مسکرایا

اس کی مسکراہٹ جان لیوا تھی

اور اس کے ارادے جان لیتی تھے

تھوڑے لمحے بعد ہی اس کا

خوفناک قہقہہ فضا میں گونجا

وہ گھرے سانس لیتا خود کو پرسکون کرنے لگا

کبھی کبھی دل کرتا ہے سب کچھ فنا کر دو

پھر جب نظر دوڑاتا ہوں تو لگتا ہے

میں پہلے ہی کر چکا ہوں

پھر بھی تمہیں اتنا برباد نہیں کر سکا

مگر میرا وعدہ ہے میں چھوڑوں گا تو کبھی نہیں

چاہے تمہیں تکلیف ہو یا تم اذیت کی انتہا پر پہنچ

کر میرے پیر پر اپنی ناک رگڑو

تمہیں دردناک موت تو دوں گا

یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا

انکھوں میں سرخی اتری تھی

جیسے وہ کسی کو بھسم کر دینے کا ارادہ رکھتا ہو

کیا کچھ نہیں کرتا تھا وہ کہ اپنے آپ کو معمول پر لائے

مگر جو وہ بن چکا تھا

اب وہ اس سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا

تم نے میرے ساتھ بہت برا کیا ہے

ہر چیز میری چرالی جو مجھے سکون دیتی تھی
اب میں تمہاری زندگی اجاڑ کر رکھ دوں گا
بہت جلد آخری پنیر اکھیلنا باقی ہے

اسکے بعد جیت میری ہوگی
لو سیفر دھیمے سے مسکرا دیا



میں ان کی بیوی نہیں ہوں نہ کبھی تھی
میرا یقین کریں

وہ پرسکون سویا ہوا تھا

جب اس کے کانوں میں کسی کی آواز گونجی

میں نے کہا نا کہ تم سے میری ہو

تم یہ جھوٹ مت بولو

وہ غصے سے دھاڑا تھا

مگر وہاں پرواہ کسی تھی وہ اپنی بات پر ٹکی ہوئی تھی

میں نے کہا نا میں نہیں ہوں

اب کی بار اس کی آواز بھی اونچی تھی

فون کی رنگ ٹون پر اس کی نیند جھٹ سے کھلی

ہر طرف اندھیرے کا راج تھا

گرے انکھیں سرخ جھلک رہی تھی

وہ اپنے انکھوں کو مسلتا دھیرے سے اٹھا

اس کی نظر بے ساختہ اپنے سائیڈ ڈرا پر رکھے

فون پر پڑی جہاں پر مینیجر کالنگ تھا

! ہیلو

گمبھیر بھاری آواز کہا

کیا کہا تم نے وہ نیند میں تھا

مگر اس کی نیند مانو کہیں دور جا سوئی تھی

سامنے والے کے الفاظ ہی ایسے تھے

ایسا کیسے سکتا ہے آخر وہ سب جھوٹ ہیں

ابرار کے کان سائیں سائیں کر رہے تھے

ایسے سے لگا اسے سننے میں غلطی ہوئی ہے

مگر نہیں مقابل پر سکون انداز میں

اسے تمام ثبوت دے رہا تھا

تو اس کا مطلب وہ واقعی میرے بیوی نہیں ہے

ابرار طنزیہ انداز میں بولا

قسمت نے کیا کمال کا کھیل کھیلا تھا

وہ پھر ہارا تھا مگر

اب کی بار اسے یہ ہار کافی زیادہ چبھی تھی

اچانک اس کے کان میں پھر سے

کسی کی خوبصورت آواز گونجی

: آفس والے دن

یہ تم کیا کہہ رہی ہو تمہیں یقین ہے

تم جو کہہ رہی ہو وہ سچ ہے

یا یہ بھی کوئی جھوٹ ہے

ولی نے ابرار کے حصار میں کھڑی لڑکی کو اپنی اور

کھینچتے ہوئے کہا

جب کہ ابرار کی گرفت ہلکی ہونے پر وہ اس کی

گرفت سے کھینچی چلی گئی

ابرار نے اپنے خالی ہاتھ کی طرف دیکھا

وہ غصے سے اگ بگولا ہوتا

ماہی پر اپنی گرفت مضبوط کر گیا

تم نے اسے چھونے کی جرات بھی کیسے کی

ابرار ولی کے منہ پر زوردار مکا مارتا

اسے پیچھے کی جانب دھکیلتے ہوئے بولا

مکا اتنا زوردار تھا کہ وہ اپنا بیلنس برقرار نہ رکھتا

سیدھا نیچے کی جانب گرتا چلا گیا

اس کے ناک سے خون کا فوارہ نکلا

وہ اپنی ناک سے نکلتے خون کو ہاتھ کی پشت

سے پوچھتا پھر سے اٹھ کھڑا ہوا

آپ۔۔۔۔ ٹھیک۔۔۔۔ تو۔۔۔۔ ہیں

ماہی نے سہمتے ہوئے کہا

دور رہو اس سے

اب کی بار ابرار کا ہاتھ اٹھا تھا جو

ماہی کے گول مٹول رخسار سے کچھ دور پر رکا تھا

وہ دم سادہ کھڑی اسے دیکھ رہی تھی

جس کی آنکھوں میں تیش کی لالی تھی

اسکی سیاہ آنکھوں کے آگے ابرار کی پہلی ملاقات کا

منظر گذرا زمین آسمان کا فرق تھا اس مرد

وہ سہمتے ہوئے اپنی بھرے ہوئے گال پر ہاتھ رکھ گئی

اس قدر سہم چکی تھی کہ اس کی نظر سامنے کھڑے وجود پر

پڑھنے سے انکاری تھی

ابھی جو تم نے بکواس کی ہے اس کی وضاحت دو گی

ار اپنے ہاتھ کو مٹھی کی شکل میں بھیجتا غصے سے بولا جب کہ

ماہی کی حالت ایسی تھی

کاٹو تو بدن میں لہو نہیں وہ سہمی کھڑی تھی

اس کی زبان لڑکھڑا رہی تھی

ولی جلد سے اٹھتا ماہی کے سامنے دیوار کی مانند کھڑا ہوا

وہ کچھ پوچھ رہا ہیں ماہی اس جواب دو

اور چالو میرے ساتھ

ولی نرمی سے بولتا اس سمجھا رہا تھا

وہ اس رئیس آدمی سے پزگا نہیں لینا چاہتا تھا

میں۔۔ انکی۔۔ بیوی۔۔ نہیں ہو۔۔ اس۔۔ دن۔۔ نکاح۔۔

نامے۔۔ پر

میری۔۔۔ دستخط۔۔ نہیں ہوئی۔۔ تھی۔۔۔ میرا۔۔ نام۔۔

۔۔۔ ہیں نا۔۔ کے۔۔ انابیہ۔۔۔ نکاح۔۔ کا پلین۔۔۔ اس۔

واقعہ

۔۔۔ نہیں۔۔۔ تھا۔۔ اس لئے۔۔ میں ڈر۔۔۔ گئی۔۔ تھی

جب۔۔ میں۔۔ نے۔۔ اس عورت کو فون کیا تو

اسنے۔۔ کہا۔۔ کے ان۔۔۔ سے۔ نکاح کر لو۔۔ مگر۔۔۔

میرے۔۔ اصرار

کرنے۔۔۔ پر۔ انہوں نے کہا۔۔۔ کے۔۔۔ میں۔۔۔ اپنا۔

صلی۔۔ نام۔۔ نہ۔ بتاؤ۔۔۔ بلکہ۔۔۔ کوئی۔۔۔ دوسرا۔ نام

دو۔۔۔ جس۔۔۔ سے۔۔۔ وہ۔۔ نکاح،۔۔ بے کار۔۔ ہوگا

نہ۔۔ میں۔۔ انکی۔۔۔ بیوی۔۔ بنو۔۔ گئی۔۔ اور۔ نہ۔ ہی۔۔۔

وہ۔۔ مجھے۔۔ پکڑ۔۔ پائے۔۔ گئے

وہ سہمتے ہوئے گول مٹول چہرے کو جھکائے

بولے جارہی تھی اور وہاں ابرار کا سانس تھما تھا
وہ اسکی ملکیت نہیں تھی وہ اس لڑکی کو پل پل اپنے
نکاح میں رکھتے اذیت دینا چاہتا تھا مگر قسمت تو جیسے
اسکے ساتھ کھیل کھیل رہی تھی

میں کیسے یقین کرو تمہاری بات کا کہ یہ نکاح فرضی ہیں
کیونکہ تم نے مجھے تمہارے ڈوکیومنٹ دے تھے
ابرار خود کو کچھ پل تک خاموش رہنے کے بعد آخر

بولا

وہ ڈوکیومنٹ نکلی ہیں مجھے اسی عورت نے دے تھے

وہ روتے ہوئے پھر سے بے گناہی کا ثبوت دے رہی تھی

رونے سے اسکی سیاہ آنکھیں سرخ ہوئی تھی

اسکے بھرے بھرے گال ریڈ ہو رہے تھے

اسکی چھوٹی ناک بھی گلابی ہو رہی تھی

وہ اس وقت حسن گول مٹول گڑیا معلومات ہو رہی تھی

ابرار نے اپنی نظریں فوراً پھیر لی

جب تک یہ سچ ثابت نہیں ہو جاتا تب تک تم میرے

ساتھ راہو گئی سمجھ آئی بات

ابرار نے تلخی سے کہا

م۔۔ مگر۔۔ مجھے۔۔

ابھی وہ بات جاری رکھتی اس سے قبل ابرار بول پڑا

جو تم نے کیا ہیں اسکا بدلہ تو میں اپنے انداز میں

لونگا اور فل وقت تم چپ کر کے میری بات پر ہامی

بھرو اگر مزید میرا سر گھوما میں چھوڑو گا نہیں

تمہیں

ابرار کی سرخی جھلکتی آنکھوں میں طیش کی لالی تھی

وہ اپنا سر جھکائے خاموش

؛ اش کھڑی تھی

ولی بھی خاموش کھڑا تھا وہ اس معاملے میں

کچھ نہیں کر سکتا تھا

(بے مروت کرنے کو بہت کچھ کر سکتا تھا پر خیر) 

مگر آپ وعدے کرے سر کے ماہ کو کوئی نقصان نہیں

پہنچائے گئے یہ پھر میں بھی ماہ کے ساتھ۔۔

ولی خان نرمی سے بات کر رہا تھا مگر مقابل کو اسکی

نرمی میں ردی بھر انٹریسٹ نہیں تھا

خاموش ہو جاو

ابرار نے ایک لفظی جملہ کہا

ساتھ ہی ابرار نے ماہی کے ہاتھ کو تھاما

وہ نرم ملائم روئی جیسا ہاتھ تھا

اسکی نازک ہاتھوں کو اپنے سخت ہاتھوں میں تھام کر

وہ پل بھر کے لیے چونکا پھر سر جھٹکتا

باہر کی جانب بڑھا روتی ہوئی ماہی اپنا ہاتھ چھڑوانے

کی بھرپور کوشش کر رہی تھی مگر وہ تھا

لمحہ بہ لمحہ گرفت مضبوط کرتا جا رہا تھا

ماہی کو اپنے ہاتھ پر بے حد تکلیف محسوس ہوئی تھی

وہ کار کی جانب آتا جھٹکے اسے ماہی کو سیٹ پر پٹکتا

اپنی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا

ماہی کی سسکیاں کار میں گونج رہی تھی

خاموش ہو جاو لڑکی ورنہ تمہارا حشر نشر بگاڑ کر رکھ دو گا

ابرار غصہ سے دھاڑتے ہوئے ماہی کو سہمنے پر مجبور کر گیا

مارے ڈر کے ماہی تو بے ہوش ہی ہو گئی تھی

اسکا سر ڈھلکتا ابرار کے کاندھے پر آیا

جو ابرار کو مزید طیش دلا گیا

بے وقوف اس میں بے ہوش ہونے والی کونسی بات تھی

ابرار غصہ سے دانت پس کر کہتا

اس ہوس سے بیگانہ لڑکی پر برس رہا تھا

جب کے وہ معصوم تو بے ہوشی میں بھی ڈر رہی تھی

اپنی حویلی کی جانب کار کار روک وہ جلدی سے باہر نکلا

!بی باجی

ابرار بلند آواز میں دھاڑا تھا

اسکی آواز سن بی باجی (گھر کی پرانی ملازمہ) جلدی ہی

کچن سے نکلی

!جی سائیں

سر کو جھکاتے ہوئے بولی

گاڑی میں ایک لڑکی ہیں اسے اٹھا کر اپنے ساتھ کوٹر میں

رکھے جب تک میں نہ کہو اسے کھانا پانی کچھ بھی

نہ ملے سمجھ آئی میری بات

ابرار غصہ سے غرارتے ہوئے بولا

کیا ہوا سائیں اتنے غصہ میں کیوں ہوں

ور کون ہیں وہ لڑکی جس کے بارے میں تم استفسار کر رہے

ہوں

سامنے سے آتی شائستہ چوہدری سختی سے بولی

ایک فی ملازم! میرے دوست کی بہن تھی

اسکا بھائی فوت ہو گیا ہیں اس لئے اسکی زمداری میرے

ماتھے ڈلگئی ہیں سو پلیز اب زیادہ سوال نہ کرے

ابرار نے آنکھوں کو گھوماتے ہوئے کہا

او اچھا مگر بچی کو تم حویلی رکھ لو۔۔

شائستہ مزاج سے ہی نرم طبیعت کی مالک تھی

اس لڑکی کا سن انکا دل خراب ہوا

کیا بات کر رہی ہوں شائستہ تم ایک نوکرانی کو

اس حویلی بلا آنے لگی حد ہیں ویسے

آفرین (ابرار کی چاچی) حقارت سے بولی

مگر۔۔

شائستہ کچھ بولتی اس سے قبل ابرار بول پڑا

بس مورے آفرین چچی صحیح کہہ رہی ہیں

میں اسے صرف ایک فی ملازمہ کے مقصد سے لیا ہوں

نہ کے اس حویلی کی بہو بنا کر

ابرار بے زاریت سے کہتا بی باجی سے مخاطب ہوا

آپ کو کس انسان کا انتظار ہیں میں نے کہا اسے

اٹھا کر کوٹر لے جائے آئی سمجھ

ابرار کے سختی سے کہنے پر وہ جلدی ہی اسکی کار کی

جانب بڑھی

یا اللہ کتنی بھاری ہیں یہ لڑکی

نہ جانے کیا کھیلا کر بڑا کیا ہیں اسکے ماں باپ نے

بی باجی ماہی کو اٹھانے میں ناکام ٹھہری

وہ اس حویلی کی پرانی ملازم ہونے کے ساتھ ساتھ

اچھی خاصی ضعیف ہو گئی تھی

اسلے ماہی کے صحت مند وجود کو اٹھانا انکے بس کی

بات نہیں تھی

یا اللہ کمر گئی کام سے

وہ جیسے تیسے کر کے اسے کار کے باہر ہی نکال پائی تھی

ماہی کے وجود کو سنبھال پانا مشکل تھا

اس لئے وہ ماہی کو بے ساختہ چھوڑ گئی

ابھی ماہی کا بے جان وجود زمین بوس ہوتا

اس سے قبل دو مہربان ہاتھوں نے اسے اپنے حصار میں لیا

دیکھ کر نہیں کر سکتی آپ

ابرار نے ماہی کو اپنے سینے سے لگائے غصہ سے کہا

اسکی دھڑکن تیز دھڑک رہی تھی

اسے لگا جیسے اسکا دل حلق میں اچھل کر آ گیا ہوں

سائیں ہماری کیا غلطی ہیں یہ موٹی۔۔

بی باجی ابھی بات جاری رکھتی ابرار بول پڑا

!شٹ اپ

ابرار نے غصہ سے کہا

ماہی کو برائڈل اسٹائل میں کیری کرتا ماتھے پر بل لیے

کوٹر کی جانب بڑھا

ہیں تو نہیں بھاری

ابرار نے بے دیہانی میں بولا

اسکے وجود کو بستر پر ڈالتا وہ باہر کی جان بڑھا

شب اسے ہوش آجائے یاد رہے اسے کام کاج سیکھا دیا جائے

سمجھ آ رہی ہیں بات

ابرار سختی سے کہتا آفس جانے کیلے نکلا

حال:

!سائیں !سائیں

وہ فون ہاتھ میں لیے شک میں بیٹھا تھا

جب ملازم کی آواز پر وہ ہوش کی دنیا میں لوٹا

مر نہیں گیا میں ارہا ہوں

ابرار اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتا ہوا اٹھا تھا



منیزہ کاشف اور طلحہ کو تیار کر رہی تھی

مگر مجال ہو جو دونوں کبھی ٹک کر بیٹھے ہو

میں آخری بار کہہ رہی ہوں اگر اب دونوں ہلے نہ

پکڑ کر لگانی ہیں دونوں کو ایک ایک

منیزہ اب کی بار سختی سے بولی

اسکی سختی کرنے کی دیر تھی دونوں نے زور زور سے

رونا شروع کیا

ہائے بڑی کیوں رو رہے ہوں میلے پیالے پیالے بچے

خوبصورت آواز پر منیزہ سمیت کاشف اور طلحہ نے

نظر دروازے کی جانب مرکوز کی

!نین

!آبر

دونوں رونا چھوڑ دروازے کی جانب بھاگے

کاشف نین کی جب کے طلحہ آبر کی گود میں چڑھے

دونوں کے کے گرد مضبوط حصار قائم کر گئے

آپ اتنے فتنوں سے تھا تھی

(آپ اتنے دنوں سے کہا تھی)

کاشف اور طلحہ بے ساختہ نم آنکھیں لیے بولے

آپ دونوں کیلے گفٹ لانے

آبر اور نین نے بھی انکے گال نرمی سے چومتے ہوئے کہا

ویسے کیسی کو ہمارا خیال ہی نہیں ہیں

ابراہیم خان نے اپنی توجہ دلاتے ہوئے کہا

خان

ابراہیم خان کو دونوں ہی اترنگی انداز سے خان کہتے تھے

وہ دونوں باری باری ابراہیم خان اور نفیسہ خان کے

گلے گلے

کیسی ہو میری بچی

ابراہیم خان منیزہ کے سر پر ہاتھ رکھتے پیار سے بولے

جی ٹھیک

منیزہ منہ پر مصنوعی مسکراہٹ لیے بولی

صمد کہا ہیں

ابراہیم خان مصروف انداز میں بولے

جی۔ وہ کام پر ہیں

منیزہ نے نظر چراتے ہوئے کہا

اور باقی سب

اب کی بار نفیسہ خان نے کہا

مرد حضرات کام پر ہیں جب کے خواتین

شاپنگ پر گئے ہوئے ہیں

منیزہ نے تفصیلی جواب دیا

اچھا ٹھیک ہم رات کو ڈنر پر ملتے ہیں

ابراہیم خان کہتے ہوئے اٹھے تھے

انکے پیچھے نفیسہ خان بھی تھی

نین اور آبر تو منیزہ کے قریب بیٹھے نہ جانے کونسے

قصے کہانیاں بیان کر رہے تھے

!ڈیڈ

کاشف اور طلحہ پکارتے ہوئے

صد خان کی جانب بڑھے

صد خان کی سرخی جھلکتی کر سٹل گرے آنکھیں

آواز کی سمت دیکھنے لگی

کاشف طلحہ کو اپنے جانب آتا دیکھ

وہ گھٹنوں کے بل سفید چمکدار فرش پر بیٹھا

اپنے ہاتھوں کو کھولے دونوں کو سینے میں بھینچ دیا

آپ بوت کیوٹ لہ رہے ہوں

(آپ بہت کیوٹ لگ رہے ہوں)

کاشف صمد خان کے کان میں سرگوشی کرتا

اسکی گردن میں چہرہ چھپا گیا

مد خان آج معمول کے حساب سے ہٹ کر کپڑے پہنے تھے

وہ اس وقت بلیک ہال ف شرٹ جس سے اسکے

پھولے مسلزس واضح تھے

اسی پر بلیک ٹرواز پہنے وہ بے انتہا کا حسین لگ رہا تھا

شکریہ جانی

کاشف طلحہ کے ماتھے پر لب رکھتا وہ اوپر کی

جانب بڑھا

اس سارے واقع کو نین اور آبر نے دلچسپی سے دیکھا

جسکے منیزہ کا چہرہ سپاٹ تھا

اس نے ایک نظر بھی صمد خان کی جانب نہ ڈالی

جسکے صمد خان کا حال بھی یہی تھا اسنے بھی

منیزہ کو ایک نظر نہیں دیکھا

کیا بات ہیں لالا اور تم میں لڑائی چل رہی ہیں کیا

جو اکھڑے اکھڑے لگ رہے ہوں

نین نے شرارت سے کہا

او نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہیں

منیزہ نے چہرے پر مصنوعی مسکراہٹ سجاتے ہوئے کہا

اب اپنی دوست سے کیا چھپانا یا

نین منیزہ کی گود میں سر رکھ لاڈ سے بولی

وہ بس کچھ نہیں تھوڑے ناراض ہیں مجھ سے

منیزہ کو پتہ تھا وہ اس بات کی تہہ تک پہنچ کر ہی رہے گی

اسلئے بہانہ گاڑ دیا

ایک مشورہ دو

نین نے دھمے سے کہا

جس پر منیزہ نے ہاں میں سر ہلایا

ایک اچھی سی ساڑی پہن اور تیرے بندے کو

کمرے میں گھسنے ہی نہ دے

دیکھ ساری ناراضگی بھول کر وہ خود تجھ

سے معافی مانگے گے

نین نے شرارت سے کہا

اسکی بات سن منیزہ کا چہرہ پل میں سرخ ہوا

جبکے آبر کا قہقہہ گونجا تھا

تف ہیں لڑکی تم پر

منیزہ مارے شرم اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا گئی



رات کا وقت ہونے آیا تھا

اسکی تیز رفتاری کار اچانک روکی وہ ماتھے پر بل

لیے غصہ سے کار سے باہر آیا

کینے تجھے ابھی بند ہونا تھا

کار کے ٹایر اپر زور سے کیک مارتا وہ غصہ سے بے جان

چیز پر فرسٹیشن نکال رہا تھا

ہاں مجھ معصوم کی قسمت ہی خراب ہیں کیا کر سکتے ہیں

تھوڑی دیر میں ہی اسکے چہرے پر معصومیت چھا گئی

وہ پھر کار کے اندر جھاکتا اپنے فون کی تلاش میں تھا

مگر بے سود وہ فون بھی دوست کے گھر پر چھوڑ کر آیا تھا

وہ نہایت ہی سنسان راستہ تھا

یہ راستہ اسکے لیے شورٹ کرٹ تھا

اسلیے وہ بنا سوئے سمجھے یہاں پر آیا تھا

مر اب کی بار بری طرح پھنسا تھا آدھی رات ہونے آئی تھی

اگر وہ جلد حویلی نہ جاتا یقیناً اسکا فیورٹ کھانا

ملازموں کو دے دیا جاتا

ہاں صحیح سنا آپ نے جناب کو حویلی جلد ہی اسلے (

جانا تھا کہ وہ اپنا پسندیدہ کھانا نوش فرمائیں

(👤) ویسے تف ہیں اس بھوکڑ آدمی پر

!آہہہ

اسے کچھ سمجھ نہ آیا تو وہ بے ساختہ چیخا

ششششش! آواز مت ترو

وہ اپنے بھورے بالوں کو ہاتھوں میں بھینچے

غصہ سے پاگل ہوئے جا رہا تھا

جب اپنے عقیب سے آتی آواز پر اسکے کان کھڑے ہوئے

وہ دھیرے سے گردن موڑ کر اسے دیکھ گیا

جو اس وقت سیاہ شلوار قمیض پہنے

سیاہ حجاب کئے اسکی کار کے شیشے سے چپکی ہوئی تھی

، اسکا دودھیا چہرہ، چھوٹے پیارے نقش

اسکی خاص بات تھی اسکی بھوری آنکھیں جو

اسے دلکش بنا رہی تھی

!اللہ جی چڑیل

وہ ڈرتے ہوئے بڑبڑایا

رات کے اس پہر اس سنسان ارستے پر

اکیلی لڑکی کا ساتھ ہونا اسے شک میں ڈال گیا

اسے بچپن سے ہی بھوتوں سے کافی ڈر لگتا تھا

یہی وجہ تھی جناب کے ٹانگ کپکپاہٹ کا شکار تھے

دیکھ بھوتنی۔۔۔ میں مانتا ہو کے میں۔۔ بہت۔۔۔

سندر وہ مگر۔۔۔ میرے قریب۔۔۔ مت آو

میں لڑکیوں میں۔۔۔ نہیں لڑکوں میں۔۔ انٹر سٹیٹ ہوں

وہ جو منہ میں آئے بولے جارہا تھا

وہ شدید پہلا مرد ہوگا

جس کے ہاتھ انسانوں کو کاٹے ہوئے نہیں کانپتے تھے

مگر بھوت کو دیکھ کر ضرور کانپ اٹھے تھے

جبکہ وہ تو خاموش سے اسے گھورے جارہی تھی

دیکھو تم کوئی سندر نہیں ہوں۔۔ بد صورت کہی کے اہہ

وہ منہ بناتی غصہ سے بولی

تم چڑیل کہی کی تمہاری ہمت کیسے ہوئی شہزاد شاہ کو

بد صورت کہنے کی

اپنے خوبصورتی میں اس نے ہمیشہ قصیدے سنے تھے

آج پہلی بار تھا جو اسے بد صورت کہہ رہا تھا

دیکھو جلدی ! وہ لڑکی یہی پر ہوگی

ابھی دونوں بحث کر رہے تھے

اتنے میں کیسی کی دھاڑ انکے کانوں سے ٹکرائی

مقابل کی بھوری آنکھوں میں خوف اترا

وہ لڑکڑھتی ہوئی شہزاد شاہ کے سینے میں پناہ لے گئی

شہزاد شاہ کا دل سرپٹ دوڑا

وہ حیرنگی سے اپنے کسرتی سینے سے لگی

چھوٹی لڑکی کو دیکھ گیا

جس کی ہانٹ بس اسکے کاندھے تک تھی

وہ۔۔۔ م۔ مجھے۔۔۔ مار۔۔۔ دے۔۔۔ گے

تم۔۔۔ اچھے۔۔ ہونا۔۔۔ پلیز۔۔۔ میری۔۔۔ مدد۔۔۔ کرو

میں۔۔۔ خدا۔۔۔ کا۔۔۔ واسطہ۔۔۔ تم۔۔۔ بہت۔۔۔ خوبصورت۔۔۔

تم۔۔۔ بد۔۔۔۔۔ صورت۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔ ہوں

وہ کانچ کی بھوری آنکھیں اٹھائے

اس سے التجا کر رہی تھی

وہ روتے ہوئے اسکے سینے میں گھستی جا رہی تھی

اففف! چڑیل پہلے تم دور رہو

شہزاد شاہ اسکے سحر میں خود کو جکڑتا محسوس کر رہا تھا

وہ اسکی بات مانتی جلدی سے دور ہوئی مگر

اسکی گرفت شہزاد کے شرٹ پر مضبوط تھی

ے (تو) گالی (یہاں ہیں) گالی (کب سے تجھے ڈھونڈ رہے تھے

ایک کالا ہٹا کٹا آدمی اس معصوم بھوری آنکھوں

والی کو گندے گندے الفاظ سے نوازتا

اس تک پہنچا ابھی وہ اپنے غلازت بھرے ہاتھوں سے

اسے پکڑتا اسکا ہاتھ کیسی نے سختی سے پکڑا

گالی دینا گندی بات ہیں جانی

شہزاد شاہ بتیسی دیکھتا اسکی کلائی پر

گرفت مضبوط کر گیا

ابے کون ہیں تو چھوڑ میرا ہاتھ

ال شاہ کی گرفت پر اسکے کلائی میں کڑک کی آواز پیدا ہو

اس آدمی کو لگا اسکا ہاتھ اب کام کرنا چھوڑ چکا ہیں

اسکی چیخیں سن اسکے ساتھ والے آدمی بھی اس تک

پہنچے

چھوڑ اسے

دوسرا آدمی شہزاد کے مردانہ بھاری ہاتھوں پر ہاتھ رکھتا

اسکی گرفت ہلکی کرنے کی کوشش کر رہا تھا

جبکہ اسکے کی گرفت اس پر اس قدر سخت تھی

وہ آدمی خوف سے پیچھے ہٹا

شہزاد شاہ کے چہرے پر ہلکی مسکراہٹ بھکری

ک۔۔۔ کو۔۔۔ کون۔۔۔ ہو۔۔۔ تم

دوسرا آدمی پیچھے ہوتا خوف سے بولا

جبکہ اسکی ڈری آنکھیں اس مرد کے چہرے کا طواف

، کر رہی تھی جو اس وقت وائٹ پیٹ پر

رک گرین شرٹ پہنے جس کے آستین کونوں تک فولڈ تھے

اسکے شرٹ کر اوپر دو بٹن کھولے ہوئے تھے

جس سے اسکا سکرتی دودھیا سینہ واضح تھا

اسکے تیکھے حسن نقش، اسکے چہرے پر برنڈ نہ تھی

اسکا چمکتا چہرہ وہ حسن کا پیکر تھا

تیری موت

وہ سرگوشی نما انداز میں بڑبڑاتا

اپنے ہاتھ میں پکڑے اس آدمی کے ہاتھ کو پل میں

موڑ گیا

وہ آدمی اپنے ٹوٹے بازو کو پکڑے زمین پر گرا

درد سے چیخ رہا تھا

تو روک ابھی

اپنے دوسرے آدمی کو ڈر سے پیچھے ہوتا دیکھ

وہ تیسرا آدمی آگئے بڑھا

وہ شہزاد شاہ کے منہ پر زور دار مکہ مارتا اس سے قبل

اسکا ہاتھ شہزاد کے گرنے میں آیا

یار! مجھے پتہ ہیں سب جلیس ہوتے ہیں میرے حسن سے

مگر اتنا بھی کیا کے میرے منہ کا زاویہ بدل دے

شہزاد شاہ مصنوعی معصومیت سے کہتا

اسکے چہرے پر زور دار تھپڑ رسید کر چکا تھا

تھپڑ اسے اتنا شدید لگا وہ منہ کے بل زمین پر گرا

اوووو! تم تو فیلمو کے ہیرو کی طرح اہنے

مار رہے ہوں

بھوری آنکھوں والی جو اسکے پشت سے لگی تھی

اسے آدمیوں کی دھلائی کرتا دیکھ ایکسائیٹڈ

انداز میں بولی

لڑکی تم کار میں جا کر بیٹھو

آدمیوں کو اس لڑکی کی طرف دیکھتا پا کر وہ غصہ سے

غرار یا

۔۔۔ نہیں۔۔۔ جارہی۔۔۔ تم۔۔۔ لڑو۔۔۔ میں۔۔۔ تمہیں۔۔۔ دیکھ

گی۔

وہ ازلی معصومیت سے بولی

اسکے انداز پر شہزاد شاہ نے دانت پیسے تھے

نظریں نیچی رکھو اپنی

ان سب کی نظریں دونوں پر تھی

مگر شہزاد شاہ کے دھاڑ پر انہوں نے خوف سے نظریں

جھکالی

تم سے بعد میں نیپو گا لڑکی

شہزاد شاہ غصے سے کہتا

ان تینوں کی طرف بڑھا

تینوں پر مکے لات برستا انکی نانی یاد ڈلا گیا

بولو کس نے بھیجا ہیں تمہیں کیا تعلق ہیں

اس لڑکی کے ساتھ۔ کیوں پیچھے پڑے ہو اسکے

شہزاد شاہ ایک پر ایک سوال کرتا

انکی حالت آدھی موئی کر گیا تھا

بو۔۔ س۔۔ کی۔۔ رکھیل۔۔

تیسرا آدمی ابھی جواب دیتا شہزاد شاہ اپنے کمر پر بندھی

گن سے اسکا جسم بھون گیا

اسے کے ہاتھ میں گن دیکھ وہ دونوں آدمی کی چنچیں

گلے میں گھٹ گئی

تمہاری ہمت کیسے ہوئی اتنی گھٹیا بات کرنے کی

شہزاد شاہ اس مرے وجود پر مکے برساتا غصہ سے دھاڑ

رہا تھا

سر۔۔ چھوڑ۔۔ دے۔۔ پلینز

ن دونوں آدمی کے آنکھوں سے آنسو گرتے زمین پر جذب

ہو رہے تھے

ت۔۔۔ چھوڑنا۔۔۔ بلکل۔۔۔ بھی۔۔۔ مت۔۔۔ چھوڑنا۔۔۔ اس
۔۔۔ مجھے۔۔۔ یہاں۔۔۔ ٹچ۔۔۔ کرنے۔۔۔ کی۔۔۔ کوشش۔۔۔ کی۔

تھی

وہ ان کے آنسو دیکھتا پل بھر کیلے روکا تھا

مگر اس معصوم دلربا کی آواز سن اسنے ضبط سے آنکھیں

بند کی

ن کا روک دونوں کی طرف کرتا انکی بے رحمی سے سانسیں

کھینچ گیا

ہمارا شکریہ --- اور --- تم --- بلکل --- بھی --- خوبصورت ---

نہیں

ہوں

وہ اپنی ناک چارد سے صاف کرتی اسکا شکریہ ادا

کر گئی اور ساتھ ہی اسکی بے عزتی کرنا نہ بھولی

اسکے انداز پر شہزاد شاہ نے منہ کے زوایہ بگاڑے

اسے صاف بے انتہا پسند تھی

!مگر یہ لڑکی اففف

تمہارا اچھا ہیں لڑکی جب ضرورت ہو تو

میں خوبصورت اور جب نہ ہوں تو بد صورت

شہزاد شاہ نے غصے سے کہا

وہ اس لڑکی کے لیے تین قتل کر چکا تھا مگر وہ تو

جیسے خود کو کوئی حور پری سمجھ رہی تھی

!باے

وہ ہاتھ ہلا کر اس سے دور ہوئی

اسکا شدید موڈ نہیں تھا جواب دینے کا

میں چلی۔۔ میں چلی

دیکھو پیار کی گلی

کوئی روکے نا مجھے

میں چلی میں چلی

لا۔ لا۔ لا۔ ہم۔ ہم ہم

وہ لڑکھڑاتے قدموں سے اس سنسان راستوں پر

گنگناتے چل رہی تھی

شہزاد شاہ منہ کھولے اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا
اسکا چند منٹ پہلے والا غصہ اسکی بے تکی حرکت دیکھ

کب کا اڑن چھو ہو چکا تھا

تم پاگل لڑکی کہا جا رہی ہوں

اسے زمین پر گرتا دیکھا وہ غصہ ہوا تھا

اسے لگا یہ لڑکی ابنارمل ہیں

اسلے اسکی حفاظت وہ اپنے زمے لے چکا تھا

ارے۔ تم گئے۔۔ نہیں۔۔ بد صورت۔۔ انسان

وہ اپنا چہرہ اٹھاتے غصہ سے بولی

ابے واے میں کہا سے تمہیں بد صورت لگتا ہوں

غور سے دیکھو میری شکل

شہزاد شاہ کہتے ہوئے اسکے چہرے پر قریب اپنا

چہرہ لیے گیا وہ بری طرح جھنجھلاہٹ کا شکار تھا

خود کو بد صورت کہے جانے پر

تم بد صورت ہی ہوں

اسکے چہرے کے قریب اپنا گڑیا جیسا چہرہ کرتی

اسے غور سے دیکھ گئی

وہ اسکے اتنے نزدیک تھی کہ اسکی چھوٹی ناک

شہزاد شاہ کے تیکھی ناک نے مس ہو رہی تھی

تم نے ڈرنک کی ہوئی ہیں

شہزاد شاہ حیرت اور غصے کے ملے

جلے تاثرات سے کہتا ہوا بولا

۔۔۔ نے۔۔۔ نہیں۔۔۔ کی۔۔۔ ان۔۔۔ گندے۔۔۔ انکل۔۔۔ نے۔۔۔

مجھے۔۔۔ کڑوی۔۔۔ دوا۔۔۔ دی۔۔۔ تھی۔۔۔ اسکے۔۔۔ بعد۔۔۔ مجھے

چکر۔۔ چکر۔۔ ارہے۔۔ ہیں

شہزاد شاہ کے سوال پر وہ چہرہ جھکائے

بھگی آواز میں بولی

کون انکل اور تم کون ہوں یہاں پر کیسے آئی

شہزاد شاہ کی ہمیشہ والی عادت ایک بار میں ہی

کئی سوال کرنا

میں۔۔ میں کیوٹ سی۔۔ پیاری۔۔ سی علینہ ہوں

مجھے یہاں پر۔۔ وہ۔۔ گندے۔۔ لوگ۔۔ لیے۔۔ تھے

مجھے۔۔ ان۔۔ گندے۔۔ انکل۔۔ کے۔۔ ساتھ۔۔ چھوڑ۔۔
چلے۔ گئے۔۔ میں۔۔ انکے۔۔ سر۔۔ پر۔۔ زور زور۔۔۔۔
سے۔۔ بوتل۔۔

مرتے۔۔ ہوئے۔۔۔۔ بھاگ۔۔ گئی۔۔ تھی

اور۔۔۔۔ تم۔۔ سے۔۔ مل۔۔ گئی

وہ چہرے کو ہاتھوں کے پیالوں میں بھرے کیوٹ

انداز میں بولی

اچھا تمہیں کڈنیپ کیا گیا ہیں

شہزاد شاہ بات کی جڑ تک پہنچا

اسے جواب دے بغیر وہ پھر سے اٹھ کر جانے لگی

اوے روکو میری بات کا جواب دو

شہزاد شاہ اسکے قدموں کا ساتھ دیتا غصے سے بولا

اسے اپنے پیچھے آتا دیکھ اب کی بار وہ باقاعدہ بھاگنے

لگی تھی

ارے تم۔۔ میرے پیچھے۔۔ کیوں۔۔ آرہے ہوں

بد صورت ادنیٰ

وہ روکتے ہوئے غصے سے بولی

اچھا اگر میں بد صورت ہو تو کون ہیں پھر

جو تمہیں بد صورت نہیں لگتا

پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالے وہ سنجیدگی سے بولا

آہہ

وہ چلتے ہوئے پھر سے گری

ارے یار یہ لڑکی

شہزاد شاہ سر پر ہاتھ مارتا

اس تک پہنچا

چالو میں تمہیں چھوڑ دیتا ہوں

وہ اسکے ہاتھ کو اپنے ہاتھ لیتا سہارا دے رہا تھا

وہ اچانک آنکھوں موند گئی

اسے زمین بوس ہوتا دیکھ وہ اسے جلد ہی اپنی بانہوں

میں بھر گیا

کیا مصیبت ہیں یہ لڑکی

اس نشے میں بہکتی لڑکی کو بانہوں میں اٹھائے

وہ روڈ پر بے مقصد چل رہا تھا

ابھی تھوڑی دیر چلا تھا

جب اس لڑکی کے مزاحمت کرتے ہاتھ اسے مشکل

میں ڈال گئے

چھوڑو۔۔۔ چھوڑو۔۔۔ کوئی۔۔۔ ہیں۔۔۔ بچاؤ

وہ روتے ہوئے چیخ رہی تھی

شہزاد شاہ اس پر گرفت سخت کر رہا تھا

مگر اسکے مزاحمت کرتے ہاتھوں سے پریشان ہو کر

وہ اسے نیچے اتار گیا

!چٹاخ

زور دار تھپڑ شہزاد شاہ کے منہ پر پڑا

وہ منہ پر ہاتھ رکھے حیران کن نظروں سے اسے دیکھ گیا

تم کتے، کمینے، بد صورت تمہاری ہمت کیسے ہوئی

مجھے ٹپ کرنے کی

وہ کہتی پھر سے بھاگنے لگی

جبکہ شہزاد شاہ منہ پر ہاتھ رکھے اب رونے والا

ہو گیا تھا

اففف مجھے نہیں آنا چاہیے تھا یہاں پر

شہزاد شاہ غصے سے کہتا مخالف سمت میں بڑھا

اسے غصہ آرہا تھا اس لڑکی پر پہلے اسکی حفاظت کیلے

تین تین بندوں کا قتل کرو اور اوپر سے اسے ہی

سنائے جارہی تھی یہاں تک منہ پر تھپڑ جڑ چکی تھی

!بچاؤ

To be continue.....



منیزہ کیا کر رہی ہوں

وہ فائل میں سر دے بیٹھی تھی

جب اسکے کانوں سے نین کی آواز ٹکرائی

کچھ نہیں بس آفس کا کام رہی تھی

کچھ چاہیے کیا

منیزہ مصروف انداز میں جواب دیتی جلد انداز میں بولی

ہاں ہیں تو صحیح

نین نے سنجیدگی سے کہا

بولو کیا ہیں

منیزہ فائلز کو سائیڈ پر رکھے نرمی سے بولی

وہ میں نے تمہارے لیے ڈریس خریدا تھا

ذرا چمک کرو نا مجھے اسکا سائز بڑا لگ رہا ہیں

نین نے معصومیت سے کہا

اچھا ٹھیک میں کل چیک کر دو گئی

ابھی تو رات ہو رہی ہیں

وہ سنجیدگی سے کہتی پھر سے فائلوں پر جھکی

حویلی میں اس وقت سناٹے تھا

رات کے گیارہ بج رہے تھے

منیزہ کاشف اور طلحہ کو کمرے میں سولا کر

گارڈن میں آکر بیٹھی تھی

صمد خان سے تو اسکی بات چیت ہی بند تھی

وہ اسے ایک نظر تک نہ دیکھتی

جبکہ صمد خان کا بھی یہی حال تھا

وہ اسے کئی بار منانے کی کوشش کر چکا تھا

مگر آخر کار وہ مان ہی نہیں رہی تھی

اسلے وہ اسے اسپیس دے رہا تھا

نہیں یار پلینز ابھی چیک کرنا

نین کا ہمیشہ سے ضدی بھرا انداز

وہ چار و ناچار آٹھ کر کمرے کی طرف بڑھی

اچھا یہ بیگ ہیں پہن کے جلدی او

نین منیزہ کو بیگ تھماتی باہر کی جانب بڑھی

وہ دونوں اس وقت گیسٹ روم میں تھے

منیزہ کمرے میں اسلے نہ گئی کیونکہ وہاں کاشف اور طلحہ

تھے اگر آواز سے اٹھ جاتے یقیناً انہوں نے

پوری حویلی کو سر پر اٹھا لینا تھا

منیزہ بیگ لیے ڈریسنگ روم کی طرف بڑھی

اسنے بیگ اوپن کیا اسکا منہ کھولا تھا ان بے حودے

کپڑوں کو دیکھ

یہ۔۔ کیا

منیزہ کی آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی

جبکے چہرہ سرخ ہوا تھا

نین یار یہ کیا ہیں

منیزہ باہر نکل کر سرخ چہرہ لیے بولی

کچھ نہیں پہن لیے بہن اور دیکھ دیر مت کر

جلدی جا پلینز

نین منیزہ کو زبردستی ڈریسنگ روم میں بند کرتی

باہر کی جانب بڑھی

منیزہ کافی دیر تک دروازہ کھٹکھٹاتی رہی پھر آخر

وہ اس بے بے باکی ساڑی کو پہن نے لگی

ساڑھی کا رنگ ڈیپ مہرون تھا

اسکا بلاوز صرف ڈوریوں پر مشتمل تھا

اسکا سامنے سے گلا گول دائرے نما تھا اور ساتھ

ہی کافی گھرا تھا پیچھے سے تو وہ بے پردہ تھی

ساڑی کافی پتلی تھی اس پر سنہرے اسٹون کا

کافی ہلکا کام کیا گیا تھا وہ بے انتہا کی خوبصورت مگر

اتنی ہی بے باک ساڑھی تھی

منیزہ لب کاٹتے اس ساڑھی کو دیکھا

وہ بے بسی کے چلتے اس پہن گئی

چھوڑو گی نہیں لڑکی تمہیں

منیزہ کا چہرہ سرخ تھا

اس مہرون ساڑھی کا رنگ اسکے دودھیا بدن پر کافی نمایا تھا

وہ بے انتہا دلکش لگ رہی اوپر سے اسکی پرپل انکھیں

اسے مزید دلکش بنا رہی تھی

: دوسری طرف

! کام ہو گیا

آبر نے سرگوشی کی

جس پر نین نے سر ہاں میں ہلایا

!گڈ

وہ دونوں ابھی ایک دوسرے کو اشارے بازی

کر رہے تھے

تبھی انکو صمد خان آتا دیکھائی دیا

لو بھائی پلین ہوا کمپلیٹ

دونوں ہاتھ جھاڑتی صمد خان تک پہنچی۔

لالا۔۔ وہ۔۔ منیزہ۔۔ ڈریسنگ۔۔ روم۔۔ میں لاک۔۔ ہوگی

پلیز۔۔ مدد۔۔ کرے

آبر اچھی خاصی ایکٹینگ کرتے ہوئے بولی

کب کیسے

صمد خان پریشان سے اپنے دیکھ گیا

وہ۔۔ لالا۔۔ پہلے۔۔ آپ۔۔ دیکھ۔۔ لے

بن نے اب کی بار سے روم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہہ

وہ بھاگتا ہوا روم کی طرف بڑھا

چالو بھائی میں چلی سونے

بائے

نین اور آبر بے فکر سہ اپنے کمرے کی جانب بڑھے

نین کافی دنوں سے منیزہ کو نوٹس کر رہی تھی

وہ صمد خان سے الگ الگ سی رہ رہی ہیں

اسلئے اسنے پلین بنایا تاکہ وہ دونوں پھر سے ایک
دوسرے کے قریب آجائے اور ساتھ ہی خوش رہے
!منیزہ

ڈریسنگ روم کے ڈور پر ہاتھ رکھنے کی دیری تھی
وہ دروازہ کھولتا چلا گیا

صد خان کی آنکھیں باہر نکلنے کو بے تاب تھی
منیزہ جو اپنی ساڑھی کا پلو کو سیٹ کر رہی تھی
اچانک صد خان کو یہاں انٹری مارتا دیکھ

خوف سے ہی پلو زمین بوس ہوا

صمد خان کا منہ کھولا تھا

وہ انتہا کے گہرے گلے سے ساتھ اپنے تمام تر خوبصورتی

لیے صمد کو چار و خانے چٹ کر گئی

بے چار منہ کھولے اسے ندیوں کی طرح گھورے

جارہا تھا

منیزہ ہوش کی دنیا میں آتی اپنا رخ جلد ہی پلٹ گئی

جو اسکی سب سے بڑی غلطی تھی

اب اسکی دودھیا برہنہ پشت صمد خان کے نظروں کے
حصار میں تھی

صمد خان بے تابی سے آگے بڑھا
جب اس کے کانوں سے کیسی کی آواز گونجی

"میں آپ کو ایک اور موقع دینا نہیں چاہتی سوری"

یہ الفاظ تھے یہ زنجیر جو اسے بری طرح جکڑ گئے

وہ جذبات کو سینے میں گاڑتا

رخ بدل گیا

سوری مجھے لگا تم لاک ہو گئی ہو سو

تمہیں بچانے کے لیے آیا تھا

صمد خان اپنا رخ موڑے سنجیدگی سے بولا

منیزہ پلو کو سٹ کرے

سرخ چہرہ لیے پلٹی

ک۔۔ کوئی۔۔ بات۔۔ نہیں

منیزہ کی زبان خود بہ خود لڑکھڑا رہی تھی

! ٹھیک

صمد خان کہتا باہر کی جانب بڑھا

منیزہ جلدی ہی ڈور بند کرتی کپڑے چینج کرنے لگی تھی

دس منٹ بعد چار و ناچار باہر نکلی

اب وہ اس وقت آسمانی رنگ کے فراک میں ملبوس تھی

وہ کمرے میں اپنی نظریں دوڑا گئی

مگر شکر تھا صمد خان کہی پر نہ تھا

وہ لمبی سانس سپرد کرتی اپنے روم کی جانب بڑھی

کمرے کا دروازہ کھول وہ اندر آئی

جب اسکی نظر صوفے پر سوتے صمد خان پر پڑی

کمرے میں لیمپ کی ہلکی روشنی بھکری ہوئی تھی

وہ سر جھٹکتی سائنڈ لمپ بھی اوف کر گئی

: چند گھنٹوں بعد

صمد خان نے دھیرے سے اپنا کسرتی بازو انکھوں پر

سے ہٹایا وہ اس وقت صرف وائٹ ٹرواز میں ملبوس تھا

جبکہ اس بار اس نے بنیان بھی نہیں پہنی تھی

وہ شرٹ لیس تھا وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتا

منیزہ تک پہنچا جو آسمانی رنگ کی فراک پہنے

آسمان سے اتری حور معلوم ہو رہی تھی

صمد خان بغیر اس پر وزن ڈالے سایہ فگن ہوا

صمد خان کی گرم سانسیں منیزہ کے چہرے پر پڑ رہی تھی

صمد خان کے آنکھوں کے سامنے منیزہ کا مہرون ساڑھی

والا سراپا گذرا وہ بے خود ہوتا اسکے نرم ملائم ہونٹوں

پر اپنے ہونٹ رکھ گیا

وہ صرف ہونٹ رکھے ہوئے تھا

اگر وہ اسکی سانسیں اپنے میں انڈھیل لگ جاتا یقیناً

اسکی شدت سے اسکی آنکھ کھول جانی تھی

وہ کئی لمحے اس کے لبوں پر لب رکھے نرمی محسوس کر رہا تھا

صد خان کے لب بے قراری سے اسکے

چہرے پر بکھر رہے تھے

وہ بے قراری سے لب رکھتا منیزہ کے گہرے گلے پر جھکا تھا

وہ اسکی نشیب و فراز میں الجھا

صمد خان مسلسل اسکے خوبصورت وجود کی دلکشی

محسوس کر رہا تھا

منیزہ دھیرے سے کسمپائی جس پر صمد خان جھٹکے سے دور

ہوا

!کب مانو کو گی یار میری بات تم

صمد خان جھنجھلاہٹ سے کہتا اسکی گردن میں

چہرہ چھپا گیا اسکے وجود میں وہ ہر بار سکون

محسوس کرتا تھا

وہ ابھی منیزہ پر سے اٹھتا تب اچانک اسے سینے کے بالوں

پر کھچاو محسوس ہوا

صمد خان کا بیلنس بگڑا

وہ منیزہ پر جا کر گرا

اپنے اوپر اچانک پہاڑ جیسا بوجھ محسوس کر منیزہ کی

سرخ جھلکتی آنکھوں کھولی

اپنے اوپر صمد خان کو لیٹا دیکھ اسکی آنکھیں حیرت

سے پھیلی

خان۔۔۔



ہیلو!

کیسی کی خوبصورت آواز فون پر گونجی

کتنی بار کہا ہیں مائشہ سلام کیا کرو مگر تم ہو کے

بات نہ مانے کی ٹھان رکھی ہیں

اس حسین مرد کی آواز میں جھنجھلاہٹ تھی

افف ابان بس بھی کرو ہر بار ایک ہی بات

مائشہ نے منہ بسورتے ہوئے کہا

ٹھیک یار سوری

ابان شاہ نے ماتھے کو مسلتے ہوئے کہا

وہ پہلے ہی آجکل کام کے سلسلے سے پریشان تھا

اب اسکی پیاری زوجہ محترمہ سے ناراضگی مول کر

اپنا موڈ خراب نہیں کر سکتا تھا

ویسے تمہیں تو اپنے شوہر کی فکر ہی نہیں

ابان شاہ نے طنزیہ کہا

ہاں یار نہیں ہیں اسلئے تو میں نے رخصتی اگلے ہفتے رکھی

ہیں

اسنے بھی طنزیہ کہا

ابان شاہ کا نکاح اسکے چاچا زاد کی سب سے چھوٹی

بیٹی مانسہ سے ہوا تھا

اسکے نکاح کے ساتھ ہی وہ اپنی تعلیم مکمل کرنے امریکہ

گئی تھی پرسو اسکی واپسی تھی

ساتھ ہی چند دنوں بعد رخصتی بھی

وہ مائشہ سے بے انتہا محبت کرتا تھا

نکاح کا پروپزل بھی اسنے خود رکھا تھا

مائشہ 25 سالہ سلجھے مزاج کی، خوبصورت لڑکی تھی

اسکے رویہ میں کبھی ہارش پن نہیں آیا تھا

جبکہ وہ پچھلے پانچ سالوں سے امریک میں تھی

یہ بات ابان شاہ کو اسکا مزید اسکی طرف کھینچتی تھی

سبھی ان دنوں کے نکاح سے خوش تھے

مگر کیا قسمت خوش تھی؟

تھوڑے دیر بات کر وہ فون رکھتا

بیڈ پر گرنے والے انداز میں لیٹا

وہ بہت تھکا ہوا تھا اس وقت



وہاج خان سنجیدگی سے کارڈ رائیور کر رہا تھا

اسکے ماتھے پر بلوں کا جال تھا

جبکے الویرا وقتاً فوقتاً اس پر نظر سانی کر رہی تھی

وہاج خان کا سرد سپاٹ چہرہ اسے خوف زدہ کر رہا تھا

وہ بنا کچھ پیکنگ کمپٹ کر اسکی کلائی تھامتکار میں لیکر

بیٹھا تھا مگر مجال ہو اسنے کچھ کہا ہوں

ویسے بات یہ ہیں کے محترمہ نے کچھ پوچھا ہی نہیں 

مسٹر وہاج خان میں پوچھ سکتی ہوں ہم کہا جا۔۔ رہے ہیں

الویرا نے مضبوطی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سوال کیا مگر اسکی

زبان وہاج خان کی نظر سے لڑکھڑائی

حویلی

ایک لفظی جواب

میں نہیں۔۔ جا۔۔ جانا۔۔ چاہتی ہوں

الویرا نے خوف سے کہا

میں نے تم سے اجازت لی ہیں؟

وہاج خان نے سرد لہجے سے کہا

جس پر الویرا نے سر نیچے جھکا دیا

آپ۔۔۔ سمجھ۔۔۔ نہیں رہے۔۔۔ ہیں

مجھ۔۔۔ مجھے۔۔۔ کوئی نہیں اپنائے۔۔۔

الویرا نے آنکھوں میں نمی لاتے ہوئے کہا

اب تمہاری ذات صرف مجھ سے منسلک ہیں

اگر وہ نہ اپنائے گے تو پھر کون اپنائے گا

وہاج خان نے دھمے لہجے میں کہا

اسکی آنکھوں میں انسو برداشت نہیں ہی نہیں تھے

آپ کی ذات مختلف ہیں مسٹر خان

میں ایک عورت ہوں اور آپ کے مرد ہیں
کوئی بھی کتنا کہے مگر ہم دونوں کی ذات میں زمین
اسماں کا فرق ہیں

آپ نے مجھ سے زبردستی نکاح کیا۔۔ یہ بات۔۔ صرف
میں جانتی ہو اور میرا خدا جانتا ہیں
لوگوں کو کیا کہتے پھرے گئے
ایک طلاق یافتہ لڑکی سے نکاح کر لیا

آپ پر ترس کھائے گئے۔۔۔ اور مجھ پر تھو کے۔۔ گئے۔۔۔

بھی کہے ہیں میں۔۔ برے۔۔ کردار۔۔ کی مالک۔۔ میں نے

ہی اپنے پہلے شوہر کو چھوڑا۔۔ آپ۔۔ کے۔۔ ساتھ

میرا ناجائز تعلق۔۔۔

الویرا غصہ سے بولے جارہی تھی

جب اچانک وہاج خان کی دھاڑ پر اسکی زبان روکی تھی

! شٹ اپ

وہاج خان غصہ سے دھاڑا تھا

اسکی دھاڑ پر وہ لرزتے ہوئے کار کے سیاہ شیشے سے جا

ٹکرائی

تمہاری ہمت بھی کیسے ہوئی اتنی گھٹیا بات کرنے کی

وہاج خان اسکے مومی بازو کو سخت گرفت میں لیتا

اسکا رخ اپنی جانب کر گیا

وہ کار ایک سائنڈ پر روکے اس پر گرفت سخت کرتا جا رہا تھا

وہ الویرا کے بے انتہا قریب تھا اسکی تپتی آگ جیسی

سانسیں الویرا کے چہرے پر بکھر رہی تھی

الویرا کا گندمی چہرہ اسکی نزدیکی پر سرخ پڑا تھا

وہ اتنی سی بھی حرکت کرتی اسکے گلابی لب

وہاج خان کے لبوں سے ٹکرا جانا تھا

کچھ پوچھ رہا ہوں میں تمہاری ہمت کیسے ہوئی

یہ سب کہنے

اسکے خاموشی پر وہاج خان کا پارہ ہائی ہوا تھا

میں۔۔ وہ۔۔ میں

الویرا روتے ہوئے اسکی گرفت سے نکلے لگی

جبکہ اسکے غرار نے پر وہ الفاظ تلاش کر رہی تھی

جو اس سنی خان کو کہہ کر اپنی جان چھڑاے

آئندہ ایسی بکواس کی تو تمہارے حلق سے زبان کھنچ

! نکالو گا سمجھی تم

وہاج خان اسکے روتے چہرے پر نظر گاڑے سختی سے بولا

اسکے انداز پر وہ جلد اثبات میں سر ہلا گئی

وہاج خان چہرے پر ہاتھ پھیرتا غصہ کو ٹھنڈا کرنے کی

کوشش کرنے لگا

وہ پھر سے کار روڈ پر ڈالتا حویلی کی جانب رواں ہوا

جیکے الویرا کی مدہم سسکیاں پوری کار میں گونج
رہی تھی



!اسلام علیکم

گھمبیر بھاری مردانہ آواز پر ڈانگ حول میں بیٹھے
سب نفوس کی توجہ کا مرکز انٹرنس دروازہ میں ٹھہرا

وہاج خانزادہ بنا

وللہ خان تم اتنا دن سے کہا غائب تھا

تمہیں تمہاری مورے کا زرا بھی خیال نہیں آیا
امیمہ خانم نم آنکھوں سے وہاج خان کی طرف بڑھی
وہاج خان اپنی مورے کی طرف بڑھا انکے ماتھے پر
عقیدت سے لب رکھ گیا

آپ کے وہاج کو کب آپ کا خیال نہیں آتا
کچھ کام تھا اسلئے باہر تھا

وہاج خان نرمی سے بولتا انکے ہاتھ کی پشت پر لب رکھ گیا
!الویرا بیٹا تم

امیمہ خانم وہاج خان کی پشت کے پیچھے چھپی لڑکی

کو دیکھ حیرت سے بولی

اسلام علیکم آئی

وہ نظر جھکائے لڑتے ہوئے بولی

رائل بلیو شلوار قمیض پہنے، چہرہ پر خوف تاثرات لیے

وہ پرکشش گڑیا امیمہ خانم کو مسکرانے پر مجبور کر گئی

ماڑا ڈر تو تم ایسا رہا ہیں جیسے ہم تمہیں کھا جائے گا

امیمہ خانم الویرا کے ماتھے پر لب رکھتے شرارتی لہجے

میں بولی

ویسے ماڑا تمہارا شوہر نظر نہیں آرہا کہا ہیں وہ

امیمہ نے حیرت انگیز طور پر پوچھا

جب سے ابرار نے منیزہ کو نکاح والے دن چھوڑا تھا

تب سے انکا تعلق چوہدری خاندان سے بگڑا تھا

مگر آغا جان کے سختی سے کہنے پر خاندانوں نے بدلہ

نہیں لیا تھا نہ انکے ساتھ برا رویہ اپنایا گیا تھا

آغا جان نہیں چاہتے تھے خاندانوں کی لڑائی کے چلتے

انکی آنے والی نسل خون بھا دے دی جائے

وہ اس معاملے کو دفعہ دفعہ کر چکے تھے

امیمہ خانم کے لہجے میں میں نرمی محسوس کر

الویرا کی آنکھوں میں نمی بڑھتی جا رہی تھی

اسنے اپنی بیس سالہ زندگی میں کبھی نرم لہجہ دیکھنے

نہیں ملا تھا جب بھی اسکے ساتھ نرم لہجے میں بات کی

جاتی اسکی آنکھیں ہمیشہ اشک بہاتی تھی

الویرا نہیں مورے الویرا وہاں خاندانہ کہے اسے

وہاج خان کو سخت زہر لگا تھا

عبیر کے ساتھ جوڑنا

ج خان کے جواب دینے پر سب کو جیسے سانپ سونگھ گیا تھا

منیزہ حیرت انگیز طور پر الویرا کو دیکھے جا رہی تھی

اسکی معصوم سہیلی کا وجود خوف میں ڈوبا ہوا تھا

کیا کہہ رہا ہیں تم وہاج

آغا جان کی گرجدار آواز حویلی کے دیواروں کو لڑنے پر

مجبور کر گئی جبکہ امیمہ حیرت انگیز طور پر وہاج خان

کو دیکھ رہی تھی

جی آغا جان یہ میری عورت ہیں میری ملکیت۔۔

!چٹاخ

امیمہ خانم کا ہاتھ اٹھا تھا

جو وہاں خان کے چہرے پر داغ چھوڑ گیا

وہاں خان نے بھوری آنکھوں کو سختی سے بھینجا تھا

وہ اس سب کیلے پہلے سے تیار تھا

جبکہ الویرا منہ پر ہاتھ رکھے مسلسل لزر رہی تھی

..مورے میری

وہاج خان کچھ کہتا اس سے قبل وہ اسکی بات بیچ میں

کاٹ چکی تھی

کیا بکواس کر رہا ہیں تم خان تمہاری ہمت کیسے ہوئے

اس لڑکی کے ساتھ اپنا تعلق جوڑنے کا

امیمہ خانم گہرے سانس لیتی غصہ سے بولی

اور تم نکلو یہاں سے لڑکی کوئی بیوی نہیں ہوں تم

خان کا

امیمہ خانم نے اب کی بار حقارت سے الویرا کی جانب

دیکھتے ہوئے کہا کچھ دیر پہلے والی نرمی تو کہی دور

جاسوئی تھی

الویرا نے لب بے دردی سے کانٹے تھے

انکا حقارت بھرا لہجہ محسوس کر اسکا دل کٹ کے رہ گیا تھا

وہ کہی نہیں جائے گی مورے بیوی ہیں وہ میری

وہاج خان کی دھاڑ پر الویرا نے کانوں پر ہاتھ رکھے تھے

اپنی آواز نیچی رکھو وہاج خان

آغا جان نے غصہ سے کہا

ساتھ ہی منیزہ کو اشارہ کیا تھا وہ امیمہ کو وہاں سے

نادے آہل خانہ پر ٹانگ ڈالے فرصت سے وہاج خان

کو دیکھ رہا تھا

بتانا پسند کرو گئے وہاج خان اس لڑکی سے تمہارا نکاح کیسے

ہوا ہیں

آغا جان نے وہاج کو غصہ سے دیکھا

جیسے سب کا ہوتا ہیں ویسے ہی ہوا ہیں

میں نے قبول ہیں کہا

اسنے بھی جواباً قبول ہیں کہا بس اتنا ہی

ہاج خان نے شانے اچکاتے ہوئے اس گرما گرمی ماحول میں

آگ لگائی تھی اسکی ڈھیٹائی پر صمد اور آہل نے بیک وقت

مٹھیا بھینچی تھی

انکی سرد نظروں کو اپنی جانب تکتا پا کر اسنے چوری سے

اپنی آنکھ کو ونگ کیا

اسکے ریلکس انداز الویرا سمت باقی فرد نے حیرانی سے

اسے دیکھا جسکے صمد اور آہل مسکراہٹ چھپا گئے

وہ دادا جی اسنے الویر اپچی کو کیڈنیپ کر کے نکاح کیا ہیں

آہل خان سے اسکی ریلکس انداز ہضم نہیں ہوئی تھی شاید

اسنے آگ میں گھی ڈالنے کا کام کیا

وہاج خان نے شکوہ کن نظروں سے اسکی جان دیکھا

س پر اب کی آنکھ ونگ کرنے کی بار آہل ہاشم خانزادہ کی تھ

وہ انسان کی جگہ کوئی اور مخلوق بنایا جاتا تو شدید "

" وہ شیطانوں کا سردار ہوتا

وہاج خان آہل کو دیکھتے یہی سوچتا تھا

آہل کے الفاظ پر آغا جان نے غصہ سے آنکھیں بند کی

جب کے ساری خواتین اپنے منہ پر ہاتھ رکھ گئی

جسکے مرد حضرات حیران اور غصہ کے ملے جلے تاثرات سے

اسے گھورے جارہے تھے

ہاں داد جی وہاج خان نے ساتھ ہی عبیر کو دھمکی دے کر

الویرا کو طلاق دلوایا تھا

اب کی بار باری صمد خان کی تھی

اسکی آواز پر منیزہ کی دل کی دھڑکن منتشر ہوئی تھی

اچھا تو تم دونوں اسکے نکاح اور طلاق کی خوشی میں

اسلام آباد میں پیڑے باٹ رہے تھے

یہ پھر کوٹھے پر رقص کر رہے تھے جو یہ سب روک نہ سکے

آغا جان نے اچھی خاصی عزت اترائی تھی دونوں کی

وہاج خان کا نہ چاہتے ہوئے بھی قہقہہ بلند ہوا تھا

جبکہ آہل صمد دونوں پہلو بدل کر رہ گئے

خاموش رہو خان

آغا جان کی دھاڑ پر وہاج خان کا قہقہہ روکا تھا

الویرا یہ خانوں کا بچہ جو کہہ رہا ہیں وہ سچ ہیں

غاجان کی بھاری مگر نرم انداز آواز پر الویرا کا بدن لڑا تھا

لویرا نے بھیگی گرے آنکھیں اٹھا کر ایک نظر وہاج خان کو

دیکھ سر ہاں میں ہلایا

تم ایسا کیسے کر سکتا ہیں خان بچی کے ساتھ

امیمہ خانم نے ندامت سے کہا

انہیں اپنی پرورش پر بے انتہا فخر تھا

اس حرکت پر انکا مان ٹوٹا تھا

ویسے ہی جیسے آپ سب نے میرے سے ساتھ کیا تھا

جب میں نے کہا تھا یہ مجھے پسند ہیں میں اسے

میں چاہتا ہوں جب کیوں آپ میں سے کیسی نے میری بار

سنی اس زندگی میں ہوتے ہوئے کیسے اسکے وجود سے دستبردار

لے سکتا تھا میں اسکے وجود پر اپنی شدت کے رنگ

دیکھنا خواہش تھی میری سب پر پانی پھیر دیا آپ نے

میری سانسوں سے قریب جیسے محسوس کرتا تھا

اس سے جدا کر دیا پھر بتائے کیسے اسے حاصل کرتا
یقین مانے اگر اس دن وہ میری دھمکی سے نہ مانتا
میں اسکی جان لے لیتا مگر اسے حاصل کر کے رہتا

یہ میری ہیں صرف اور صرف وہاج خان کی

اس پر اٹھنے والی ہر نظر کو نوچ ڈالو گا

یہ میری دسترس میں ہیں کوئی اسے مجھ سے جدا نہیں

کر سکتا اگر آپ لوگ یہ سوچ رہے ہیں

اسکا طلاق دلوا کر اسے مجھ سے دور کر دے تو یہ بھول

ہیں آپ کی وہاج ہاشم خانزادہ مرتا مر جائے گا

مگر اس لڑکی کو کبھی نہیں چھوڑے گا

وہ اپنی بات کہتا غصہ سے باہر کی جانب بڑھا

جبکہ اسکی شدت پسندگی الویرا کیلے محسوس کر

سب خاموش ہو گئے

جبکہ الویرا وہاج خان کے باتوں سے خوف میں مبتلا ہوئی

اسیے لگا اس سکی خان سے چھٹکارا مل جائے گا

مگر نہیں وہ تو اسے مرتے دم تک

چھوڑنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا

اسکے آنکھوں کے آگے اندھیر چھانے لگا

وہ زمین بوس ہوتی اس سے قبل منیزہ نے اسے بانہوں

میں بھرا

! منیزہ بچی کو کمرے میں لے جاو

آغا خان نے پریشانی سے ماتھا مسلا

اب کی بار انکے اور چوہدری کے خاندان میں دشمنی ہونے

سے شدید ہی کوئی روک سکتا تھا

آغا جان جو آہ سوچ رہے ہیں ویسا کچھ نہیں ہوگا

میں یہ معاملہ سلجھا دوں گا

آپ بے فکر رہے

آہل خانہ انکے قدموں میں بیٹھتا نرمی سے ہاتھ کی پشت پر

انگھوٹا رب کرتے ہوئے کہا

ہمیں پتہ ہیں خان تم سب کر لے گا

مگر ہمیں یہ فکر کھائے جا رہی ہیں یہ بچی اس نکاح

سے خوش نہیں ہیں چھوٹے خان کے ضد لہجے کی وجہ سے

وہ اسکے نکاح میں ہیں ہمیں ڈر ہیں کہی

اسکا جنونی رویہ اس معصوم کی زندگی نہ بگاڑ دے

آغا جان نے گہری سانس ہوا میں سپرد کرتے ہوئے کہا

یہ لڑکی مجھے بہنوں کی طرح عزیز ہیں

آپ بے فکر رہے چھوٹا خان اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا

آہل خانہ نے سنجیدگی سے کہا

جس پر آغا جان نے اثبات میں سر ہلایا



صبح کی ٹھنڈی ہوا اسکے مومی وجود کو ٹھہر ٹھہرانے پر
مجبور کر گیا چڑیوں کی چچھاہٹ اسکے تنے عصاب کو
ڈھیلا کر گئے

وہ اپنے تھکن زدہ وجود میں ہمت پیدا کرتی سرخ آنکھیں
کو کھولی تھی رات بھر رو کر گزاری تھی
اسکے آنکھوں کو شدید قسم کی جلن ہو رہی تھی
جب کے وجود کا پور پور حصہ ٹوٹا محسوس ہوا

! آہہ

اسکی سسکی پر پاس چارپائی پر سوئی بی باجی کی نیند

کھولی

کیا ہوا لڑکی کیوں شور کر رہی ہوں

انکا لہجہ ناگوار تھا اپنی نیند خراب ہونے پر وہ غصہ سے

گھورے جارہی تھی

جی۔۔۔ سوری

اسکی کالی آنکھیں پانی سے لبالب بھری

منخوس ماری نا جانے کیوں آگئی میری زندگی میں

بی باجی غصہ سے کہتی اٹھی تھی

اب اٹھ جا کام وام ہیں کے کب سے سو رہی ہیں

بی باجی باہر جاتے ہوئے بھی اسے اسکی اوقات یاد

دلانا نہیں بھولی

آدھے گھنٹے پہلے ہی تو سوئی تھی

جی۔ جی

اسکی آنکھوں سے آنسو موتی کی مانند بہتے

اسکے گلابی بھرے بھرے گالوں کو گھیلا کر گئے

جب سے اس حویلی آئی تھی

اسے اپنا آپ بے مول لگ رہا تھا

پوری حویلی کا کام اسکے زمے تھا

حویلی کے افراد کے لیے کھانا بنانا پوری حویلی کو پوچھا

مارنا چھوٹی سے چھوٹی چیز ایسی سے کر آئی جاتی تھی

ایسا نہیں تھا اس نے یہ کام پہلے کیا تھا

وہ مامو گھر میں ایسی زندگی ہی گزار کر آئی تھی

مگر اس حویلی کا کام کرتے اسکے وجود کے ہر حصے

میں درد کی لہر دوڑ رہی تھی

وہ شتمگر اسے سزا کے طور پر لایا تھا

کب تک یہ اسے انداز نہیں تھا

وہ اپنے مومی گالوں کو زور سے رگڑتی انہیں سرخ انگار

کر گئی وہ دھیرے سے اٹھی تھی باہر کی جانب بڑھی

وہ انہیں کپڑوں میں تھی جو وہ پہن کرائی تھی

اسکے قدم حویلی کی جانب رواں تھے

وہ بے دیہانی میں کچن کی جانب جارہی تھی

جب اسکا ٹکراؤ چٹانی سینے سے ہوا

!آہہ

مقابل کے شرٹ کو اپنے گول مٹول ہاتھوں میں پکڑتے

گرنے سے بجایا تھا

اسنے ڈرتے ہوئے آنکھیں کھولی

جب سامنے ہی وہ بے حس انسان کھڑا دیکھا

سفید ٹی شرٹ جو اسکے کسرتی ایب کو واضح کر رہے تھے

جیکے ہالف سیلیوز سے اسکے پھولے دودھیا بازوں

نظر ارہے تھے ، سفید ہی پینٹ پہنے ، سیاہ بال جل سے سٹ

کئے ، خوبصورت نقش ، گہری گرے آنکھیں

وہ وجاہت سے بھرپور مالا مال مرد حسن مگر ظالم تھا

سیاہ آنکھیں شکوہ کن تھی

دور رہو

ابرار سے جھٹکے سے دور کرتا غرایا تھا

اسکے جھٹکے پر وہ بری طرح لڑکھڑائی

ابرار کی نظر حقارت لیے تھی

پ۔۔۔ پلیز۔۔۔ مجھے۔۔۔ جانے۔۔۔ دے۔۔۔ میں۔۔۔ آپ۔۔۔

سے۔۔۔

خواست۔۔۔ کرتی۔۔۔ ہوں۔۔۔ مجھے۔۔۔ یہاں۔۔۔ نہیں رہنا۔۔۔

آپ۔۔۔ پلیز۔۔۔ ولی۔۔۔

ابھی وہ بات جاری رکھتی

ابرار نے سختی سے اسکے جبرے کو اپنی گرفت میں لیا

آئندہ اس گھٹیا مرد کا نام بھی تمہارے لبوں سے

نکلانا تمہیں زندہ زمین میں گاڑ دو گا اور

کیا کہا تم نے چھوڑ دو اتنی جلدی

ابھی تو بہت حساب رہتے ہیں تم سے

ایسے ہی نہیں چھوڑ سکتا ابھی تو پل پل کی اذیت

تمہارے مقدر نہیں لکھی ایسے ہی چھوڑ دو

تو یہ بھول ہیں تمہاری

ابرار معنی خیز انداز میں ماہی کے وجود کو گھورتا

اسے لزرنے پر مجبور کر گیا

اسکی نظریں ماہی کو بچھو کی مانند ڈس رہی تھی

چھوڑو۔۔ ہمیں۔۔ آپ۔۔ کی ہمت بھی۔۔ کیسے۔۔

ہوئی۔۔ اتنی۔۔ گھٹیا۔۔ بات۔۔ کرنے۔۔ کی۔

ماہی اسکے ہاتھ کو بری طرح جھٹکتی غصہ سے غراری

میں کیا کر سکتا ہوں کیا نہیں تمہیں ابھی پتہ چل جائے گا

ابرار اسکے اسی ہاتھ کو پکڑتا

باہر کی جانب بڑھا جبکہ وہ اسکی گرفت سے نکلنے کی

م مسلسل کوشش کر رہی تھی

ابرار اسے فرنٹ سے پر دھکا دیتا اپنی سیٹ پر بیٹھا

ماہی کے سسکیاں پوری کار میں گونج رہی تھی

وہ بے حس بنا تیز رفتار سے کار چلا رہا تھا

اسے یہ کام حویلی والوں کو جاگنے سے پہلے پورا کرنا تھا

ابرار کی کار فارم ہو اس پر روکی

وہ سنجیدگی سے گاڑی کے باہر نکالا

ماہی کے ہاتھ کو سختی سے تھامے لاونج کے صوفے پر

پٹک گیا ابھی وہ اسے کچھ کہتا جب فون کے رنگنگ

پر چہرے پر ہاتھ پھیرتا فون کان سے لگا گیا

!کہاں ہوں تم سب کب سے انتظار کر رہا ہوں

ابھی تک نکاح خواہ کا انتظام نہیں کر سکے

!حد ہیں ویسے

ابرار کو غصہ آیا تھا

مقابل کی لاپرواہی پر

ٹھیک ہیں جلدی آو

ابرار کے فون رکھنے کی دیر تھی

ماہی نے اس سے لڑتے ہوئے سوال کیا

کس۔۔۔ کا۔۔۔ ناکاح۔۔ ہیں

ماہی کے سوال پر ابرار نے غصہ سے اسکی طرف دیکھا

پڑوسی کا

ابرار نے دانت پستے ہوئے کہا

یکہ۔۔۔ آپ۔۔۔ نے۔۔۔ کہا۔۔۔ تھا۔۔۔ اگر۔۔۔ میں۔۔۔

سچ۔۔

ت۔۔ ہوئی۔۔ تو۔۔۔ آپ۔۔ مجھے۔۔ چھوڑ۔۔ دے۔۔

ماہی اسکے طنز کو اگنور کرے پھر سے بھیگی آواز میں

بولی

جو تم نے کیا ہیں اس سے وہ واپس نہیں آسکے گی

بہت شوق تھا نا مجھ سے نکاح کرنے کا

اب وہی شوق تو پورا کر رہا ہوں اس میں اتنی گھبرانے

والی کیا بات ہیں

ابرار نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا

آپ پاگل ہیں میں کہ تو رہی ہوں نہیں ہوں اس سب کی

زمدار مجھے نہیں پتہ تھا آپ کی زندگی اس قدر برباد

ہو جائے گی آپ کہے تو آپ کے قدموں میں گر کر معافی

مانگنے کو تیار ہوں مگر میں یہ نکاح نہیں کر سکتی

میں کیسی اور سے محبت کرتی ہوں

ماہی نے غصہ سے کہا

یہی آج تمہیں اپنے نکاح میں لے کر ثابت کرو گا

جب محبوب مقدر میں نہیں لکھا جاتا تو کیسے لگتا ہیں

جب وہ کیسی اور کی دسترس میں کیسی اور

کی آغوش میں ہوں تو کیسا لگتا ہیں

اور کیا کہا محبت اس سے جس نے تمہیں

ایک آفس چند کڑوڑوں کے لیے بیچ دیا

ہاہاہاہا اچھا مزاق ہیں

ابرار کے آنکھیں کے آگے کیسی کا حسین چہرہ لہرایا

جب کے اسنے آخر میں طنزیہ قہقہہ لگایا

نہیں۔۔۔ یہ۔۔۔ جھوٹ۔۔۔ ہیں

ماہی کو لگا اسکی آواز کھائی سے آرہی ہیں

جھوٹ نہیں ہیں جانم سچ ہیں

ابرار ماہی کے اطراف ہاتھ رکھے

اسکی آنکھوں میں درد دیکھ طنزیہ بولا

اسے درد میں دیکھ اسکے وجود میں سکون کی لہر

دوڑی

!سروہ

ملازم نظر جھکائے کچھ بولنے والا تھا

جب اچانک ابرار غصہ سے دھاڑا

باہر جاو

ملازم ابرار کی دھاڑ پر شاپنگ بیگ نیچے رکھتا

باہر کی جانب بڑھا

پورے واقع میں اسکی نظر ایک پل کے لیے بھی نہیں اٹھ

تھی

یہ لو اور جا کر چلیج کرو

ابرار ماہی کو صدمے میں دیکھ غصہ سے بولا

آپ۔۔ جھوٹ بول۔۔ رہے۔۔ ہیں۔۔ نا

ماہی نے بے حد مدھم لہجے میں کہا

کہا نا جاو

اب کی بار وہ غصہ سے بلند آواز میں دھاڑا تھا

اسکی دھاڑ پر فارم ہو اس کی دیواریں لزر اٹھی تھی

ماہی اس قدر خوف میں مبتلا ہوئی تھی

کے وہ اسکی بات مانتی جلدی ہی اوپر کی جانب بڑھی

روم کا ڈور اوپن کرے

وہ روتے ہوئے واش روم کی جانب بڑھی

رف شاور اون کئے وہ اسکے نیچے ٹھہری

مام آپ پاگل ہیں میں اس موٹی سے شادی کرو "

" کیسے آخر

" اسکی لاکھوں کی جائداد پر قبضہ کرنا چاہتے ہو یہ نہیں "

اور کیا کہا محبت اس سے جس نے تمہیں "

" ایک افس اور چند کڑوڑوں کے لیے بیچ دیا

ماہی کو لگا وہ سانس نہیں لے پائے گی

اسے پتہ تھا ولی اس سے محبت نہیں کرتا تھا

مگر اچانک اسکا رویہ اسکے لیے اچھا ہوا تھا

اسے لگا وہ اس سے سچ میں محبت کرتا ہیں

ایک عورت کی خوشی اسی میں تو ہوتی ہیں

کے کوئی اسے چاہے بے انتہا چاہے

اپنے ماں باپ کے مرنے کے بعد اسکی زرداری

اسکے ماما نے لی تھی

اسکے مامو ایک بے انتہا قسم کے گھٹیا مرد تھے

شراب نوشی انکی عادت میں شامل تھا
انکی بیوی بھی مزاج کی کافی سخت تھی
انکی صرف ایک اولاد تھی

وہ انکا بیٹا ولی

وہ اسکا بچپن میں کافی اچھا دوست تھا
مگر بڑے ہوتے ہی اسکا لہجہ تلخ ہو گیا
وہ اسکے صحت مند جسم پر ہمیشہ طنز کرتا تھا
اسکی مامی اسے نوکروں کی طرح کام کراتی تھی

ماہی کے ماں باپ کا اسٹیٹس کافی اچھا تھا

انکی ساری پراپرٹی ماہی کے نام تھی

انکے مامو کی نظر اسکے پراپرٹی پر تھی

اسلئے انہوں نے ولی سے اسکی منگی کرادی تھی

وہ بچپن سے ہی ولی سے محبت کرتی تھی

مگر ہمیشہ اسکے تلخ لہجے پر اسکا دل کٹ کے رہ جاتا تھا

چند ہفتوں پہلے ہی اسکا لہجہ اچھا ہوا تھا

مگر اسے نہیں معلوم تھا یہ رویہ تو بس دولت کمانے

کا طریقہ تھا

اسے ابرار کی بات پر نا جانے کیوں یقین تھا

اسے لگا یہ شدید اس کا مکافات عمل تھا

جو اسکے خدا نے اس پر نازل کیا تھا

پوری زندگی محبت کی چاہ میں بھاگتی رہی تھی

مگر اسے کیا پتہ تھا

اسکی پوری زندگی ہی اذیت پر مبنی تھی

شاہر سے گرتا پانی اسکے وجود کو گिला کر گیا

!پایا

وہ بے انتہا اذیت پر دھاڑے مار کے رودی

نہ جانے اب کیا لکھا تھا اسکی قسمت میں



اسنے بے حد مشکل سے اپنی بھوری آنکھیں کھولی

آنکھوں میں سرخی بڑھتی جا رہی تھی

جیسے سربری طرح چکرا رہا تھا

وہ با مشکل اٹھ کر بیٹھی تھی

ا

وہ بیڈ سے نیچے اتر رہی تھی

اسکا پیر بری طرح مڑا وہ سسکی بھرتے ہوئے

نیچے بیٹھتی چلی گئی وہ کچھ لمحے سن سی کیفیت میں تھی اسکے

صاب دھیرے دھیرے کام کرنا شروع ہوئے تھے اسنے خوف

سے اپنے اطراف نظر دوڑائی

میں کہاں ہوں

سرگوشی نما انداز میں کہا

یہ ایک جدید بڑا خوبصورت کمرہ تھا

جہاں ہر شے سفید پر مبنی تھی

نفاست سے بنا یہ کمرہ بے حد خوبصورت تھا

وہ کچھ پل اسکی دلکشی میں کھوسی گئی تھی

تبھی اسنے ڈور اوپن کی آواز سنی

وہ پل بھر کے لیے کانپ سی گئی

اسکے آنکھوں کے آگے کل رات والا دھندلا منظر گذرا

سے یاد آیا وہ کل رات کیسی کے پاس لے جائی جارہی تھی
ارے یہ چڑیل کہا گئی؟
وہ کمرے میں اسکی موجودگی نہ دیکھ پریشانی سے بولا
بیڈ کی دوسری طرف آیا جہاں پر وہ گھٹنوں میں منہ دے بیٹھ
تھی
محترمہ چڑیل جی آپ ٹھیک ہیں؟
اسکے آنکھوں میں شرارت تھی
وہ پنجنوں کے بل بیٹھے اسے دیکھے جارہا تھا

کیسی مرد کی گھمبیر آواز پر اسنے نم بھوری آنکھیں

اٹھا کر سنہری آنکھوں میں دیکھا

سنہری آنکھوں کا بھوری آنکھوں سے ٹکرانا تھا

وہ پل بھر کے لیے منجمد ہوا

ان بھوری آنکھوں کا نہ جانے ایسا کون سا سحر تھا

جو خود کو اسکے حصار میں جکڑا پایا

ان آنکھوں نے گستاخی کی ہیں جانم

ورنہ ہم بھی بڑے ایماندار تھے

از قلم: مہدی بانو

معاملہ دل کے لیے جان لیوا ثابت ہوا تھا
وہ پل کو منجمد ہونے والا یہ جان نہیں پایا کے
وہ اب اسکے حصار میں تا عمر قید رہے گا
اففف تم اپنی نظریں ہٹا لو
وہ جھنجھلاہٹ سے کہتا اٹھ کھڑ ہوا

جھنجھلاہٹ سے کہنے پر اسنے اپنا سر پھر سے گھٹنوں میں د

دیا

تم مجھ سے ڈر رہی ہوں

سنہری آنکھوں والا حیرنگی سے بولا

مکے حیرنگی سے کہنے پر اسنے اجنبی نگاہوں سے اسکی جانب دیک

کیا ہوا تم سچ میں مجھ سے ڈر رہی ہوں

سنہری آنکھوں والا بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولا

آپ۔۔۔۔۔ کون۔۔ ہیں

اسنے آنکھوں میں نمی لاتے ہوئے کہا
دو لوگ تھے جو اسے لے کر جا رہے تھے
وہ ان میں سے نہ تھا تو پھر کون تھا یہ
اسکے عصاب تنے تھے

اب یہ مت کہنا رات کیا ہوا تمہیں پتہ نہیں
اسنے سخت لہجے میں کہا

کیا۔۔۔ ہوا۔۔ تھا

وہ اپنے وجود سے ڈھلتی چادر کو درست کرتی

خوف سے بولی

محترمہ جیسا آپ سمجھ رہی ہیں ویسا کچھ نہیں ہوا تھا

اسکے بے تکے خیال پر وہ اندر تک سلگا

پ۔۔۔۔ پھر

وہ بری طرح رو پڑی

اللہ مجھے لگ رہا ہیں یہ تم نہیں کوئی اور کل رات کو

ٹر رسید رہی تھی جیسے تمہارے ماما کا بیٹا ہو اور ڈر تو ایسے رہی

ہوں جن ہوں حد ہیں ویسے

سنہری آنکھوں والا منہ کے زاویہ بگڑتے ہوئے بولا

بھوری آنکھوں نے اب کی بار اسکا گہری نگاہوں سے جائزہ لیا

رائیل بلوہالف سلیوز شرٹ پروانٹ پینٹ پہنے

سیاہ بالوں میں ہلکی نمی تھی

جیسے وہ ابھی شاور لے کر آیا ہو

پرکشش بے انتہا خوبصورت نقش جو نکھرے ہوئے تھے

چہرے پر نہ ہلکی بریڈ تھی نہ ہی مونچھیں

وہ ہر داغ سے پاک چہرہ لیے اسکے سامنے تھا

وہ بے انتہا خوبی تھا

اسکا دل کئی لمحے دھڑکنا بھول گیا

کیا کوئی اس قدر بھی حسین ہو سکتا ہیں

محترمہ آپ بیڈ پر بیٹھ کر آرام سے گھور سکتی ہیں

سنہری آنکھوں میں شرارت تھی

نہیں۔۔۔ میں۔۔۔ ٹھیک۔۔۔ ہوں

وہ اسکی بات سن گردن تک سرخ پڑی

کوئی نہ میں بھی یہی پر بیٹھ جاتا ہوں

وہ کہتا اس سے چند فاصلے پر زمین پر بیٹھا

وہ ایک ٹک اسے دیکھ گئی

وہ اسکی کمرے سے اندازہ لگا سکتی تھی وہ بے انتہا

امیر خاندان سے تعلق رکھتا ہیں

مگر وہ مغرور مرد اسکے لیے زمین پر بیٹھا تھا

ناقابل یقین تھا

علینہ کیا سوچ رہی ہوں

سنہری آنکھوں والے نے نرمی سے پوچھا

اپنے نام کی پکار پر وہ حیرت انگیز طور پر اسے دیکھ گئی

آپ۔۔۔ کو۔۔۔ میرا۔۔۔ نام۔۔۔ کیسے۔۔۔ پتہ

علینہ نے لڑکھڑاتے لہجے میں کہا

تمہیں نے بتایا تھا

اسنے شانے اچکاتے ہوئے کہا

میں نے

اسکے جو اوپر وہ ہاں میں سر ہلا گیا

اففف اب تم اتنا کنفیوز مت ہو

کل رات تم مجھے سنسان سڑک پر ملی تھی

اس وقت تم نشے میں تھی

اسکے تمہیں کچھ یاد نہیں ہیں

امید کرتا ہوں بعد میں یاد آ جائے گا

اب یہ سب چھوڑو محترمہ پلیز اپنے گھر کا ڈریس دو

تا کہ میں تمہیں چھوڑ دو

اس نے جھنجھلاہٹ بھرے لہجے میں کہا

گھر کی بات پر اس کا سرخ رنگ زرد پڑا تھا

وہ گہرے سانس لیتی اس کی سنہری آنکھوں میں

دیکھے جا رہی تھی

کیا ہوا پینک کیوں ہو رہی ہو

اس کی بگڑتی حالت پر وہ پریشان ہوا تھا

کچھ نہیں۔۔۔۔ ہے اپ کو گھر کا ایڈریس

دیتی ہوں۔۔۔۔ اپ مجھے وہاں پر۔۔۔۔ جلدی چھوڑ دیں

علینہ نے آنکھوں سے کہا

وہ ادنیٰ اس رات کون تھے اور

تم اتنی رات گئے کیا کر رہی تھی باہر

سنہری آنکھوں میں سرد مرہمی تھی

کی بگڑتی حالت کچھ غلط ہونے کا اندیشہ دے رہی تھی وہ یہ سوال تھ

اسے رات ہی کئی

دفعہ پوچھ چکا تھا مگر مقابل اتنے ڈھیٹ تھی

جواب دینے کے بجائے اس کے چوڑے سینے میں پناہ لیتی

اس کی دھڑکن منتشر کر گئی

وہ رات جیسے تیسے اپنے اپارٹمنٹ لے کر آیا تھا

اسے سوتا چھوڑوہ خود لاونج کے صوفے پر رات بھر

کروٹیں بدلتا رہا

وہ۔۔۔ دوست۔۔۔ کے۔۔۔ گھر۔۔۔ دعوت۔۔۔ تھی

ملے۔۔۔ وہاں۔۔۔ پر۔۔۔ گی۔۔۔ تو۔۔۔ وہ۔۔۔ لوگ۔۔۔ پیچھے۔۔۔

پڑ۔۔۔ گے

وہ جلدی سے جھوٹی کہانی بناتی ایک سانس میں بولی

اواچھا ٹھیک ہیں مگر کوئی تمہیں لینے نہیں آیا

اب کی بار اسکے آنکھوں میں الجھن تھی

نہیں۔۔۔ میرے۔۔ کوئی۔۔۔ بہن۔۔ نہیں ہیں

وہ نظریں جھکائے بولی

اچھا

وہ سمجھنے والے انداز میں کہتا جلدی اٹھا

چلو محترمہ آپ کو چھوڑ دیتا ہوں

وہ کھڑے ہوتے اسکی طرف اپنا ہاتھ بڑھا گیا

وہ اسکے ہاتھ کو ایک ٹک دیکھ گی

کبھی نہ چھوڑنے کے لیے تھام سکتی ہوں

وہ غیر مرئی نقطہ پر نظریں مرکوز کرے ہوئے بولی

وہ اس وقت اپنے ہوش میں نہ تھی

کیا!

سنہری آنکھوں والا آنکھیں پھاڑتے ہوئے بولا

کیا

وہ اسکی آواز سنتے حیرت سے بولی

ابھی تم نے کچھ کہا تھا

وہ اسکے حیرت انگیز طور پر کھولی آنکھوں کو دیکھ بولا

نہیں۔۔۔۔میں۔۔۔نے۔۔تو

وہ اپنے نچلے گلابی لب کو دانتوں تلے کچلتے ہوئے

پریشانی سے بولی

محترمہ اب آپ پلیز اٹھا جائے مجھے گھر بھی جانا ہیں

وہ اسکے بوکھلانے پر کنفیوز ہوا تھا

وہ اسکے جلدی بازی والے انداز پر اپنے سو جھے پیر کے

ساتھ اٹھی تھی

آہہہ!

ابھی وہ بری طرح گرتی مقابل اسکی کمر میں ہاتھ

ڈالتا اسے اپنے سینے میں قید کر گیا

ابھی بھی نہیں اتر اتمہارا نشہ

وہ اسے خاصہ تنزیہ لہجے میں بولا

میری۔۔۔ غلطی۔۔۔ نہیں۔۔۔ تھی۔۔۔ ان۔۔۔ لوگوں

نے۔۔۔ نے۔۔۔ زبردستی۔۔۔ پلا۔۔۔ دی۔۔۔ تھی

وہ ہچکی لیتے ہوئے بولی

اسکے آنسو لڑی کی مانند بہتے رائل بلیو شرٹ کو

گیلا کر گے

انہیں اسکی چیز کی سزا دے چکا ہوں

تمہیں رونے کی ضرورت نہیں ہیں

وہ نرمی سے کہتا اسے خود سے جدا کر گیا

اسکے خود سے دور کرنے پر اسکے رونے میں

اضافہ ہوا تھا

وہ شدید پہلا مرد تھا

جس کے سینے سے لگنے پر اسے تحفظ کا احساس ہوا تھا

اسے لگا وہ اسکا محفظہ ہیں

وہ کبھی خود سے دور کر دے گا تو وہ کہا جائے گی

وہ روتے ہوئے اسے دیکھ گی

کیا ہوا کیوں رو رہی ہوں

اسے بیڈ پر بیٹھا تا وہ پریشانی سے بولا

پیر۔۔۔۔۔ میں چونٹ۔۔۔۔۔ لگی۔۔۔۔۔ ہیں

وہ معصومیت سے کہتی مقابل کے دل پر بجلیاں گر گئی تھی

رو کو

وہ گھٹنوں کے بل فرش پر بیٹھتا

اس کے مومی گلابی پیروں کو

اپنے مردانہ ہاتھوں میں لے گیا

اس کے ہاتھ کی پشت پر ہری و نیلی رگے

آب وہ تاب سے چمک رہی تھی

اس قدر حسین کے وہ کئی لمحے کھوسی گئی

وہ دھیرے سے اس کے پیر کو جکڑتا جھٹکا دے گیا

آہہ!

وہ درد کے مارے چیخ پڑی تھی

وہ روتے ہوئے اسے شکوہ کو نظروں سے دیکھ گئی

وہ سر نیچے جھکاتا مسکراہٹ ضبط کر گیا

اب آپ چل سکتی ہیں

وہ کہتے ہوئے اٹھا ڈور کی جانب جاتا اسے دیکھ گیا

جو اپنے گرد چادر اچھی طرح لپیٹتے

اب اس سے نقاب کر گئی اس نقاب میں صرف

اس کی بھوری آنکھیں واضح تھی

یہاں پر سنہری انکھوں والا سانس نہ لے سکا

وہ سانس روکے اسے دے گیا

وہ کئی رات ان انکھوں کو دیکھنے کے بعد سونا سکا

وجہ جو اس کے سامنے کھڑی تھی

قسمت کا کیا کھیل تھا

جس لڑکی کو اس نے اپنے رب کے بارگاہ میں مانگا

وہ اس کے سامنے کھڑی تھی

اس کے قدم لڑکھڑائے تھے

جس کی کل رات عزت ان گندے مردوں کے ہاتھوں

جانے والی تھی وہ اس کی محبت تھی

اسے جیسے یقین نہیں آیا تھا

اسے کل ان آنکھوں سے کشش محسوس ہوئی تھی

مگر وہ اسے نظر انداز کر گیا

انج کیسے کرتا وہ ان آنکھوں کو

کی آنکھوں میں حیرانگی کی جگہ پل میں خون اترتا تھا وہ کل بے نقاب

پردہ تھی اس کے سامنے

اگر وہ کل رات وہاں پر نہ ہوتا تو؟

کل اس کی جگہ کوئی اور مرد ہوتا تو؟

اس کے اگے سنہری آنکھوں والے کا سوچنا محال تھا

وہ ایک جست میں اس تک پہنچا



حور!

شاہ حویلی میں نازیہ بیگم کی آواز گونجی

جی

وہ علجت میں سیڑیوں سے اتری

اللہ کیا ہوا لڑکی

نازیہ بیگم حیرت سے منہ کھولیں

اپنی ہونہار بیٹی کو گھور گئی

جو اس وقت سنہرے بالوں کا جوڑا بنائیں

جس کی چند لٹیں اس کے چہرے پر بکھری ہوئی تھی

گلابی گالوں پر نیلا، پیلا، سیاہ، سرخ، پینٹ لگا ہوا تھا

اس کے ناک کے ٹپ پر بھی سفید رنگ تھا

دوپٹہ کمر کے گرد لیٹے نیلی انکھوں پر چشمہ لگائیں

وہ چھوٹی بچی لگ رہی تھی

ہاہاہاہاہا

سفیر شاہ کا قہقہہ بلند ہوا

کیا ہوا ہے یا سب ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں

نہ کھولیں اپنی ماں کی سرخ انکھوں اور اپنے بابا کی شرارتی انکھیں

پریشانی سے بولی

بیٹا جی جو آپ کی حالت ہیں دیکھ کر ایسا لگ رہا ہے

جیسے اپ رنگوں کی جنگ لڑ کر ائی ہو

اس کی ناک سے سفید رنگ اتارتے شرارت سے بولے

اپنا گلابی گال رگڑے وہ حیرانی سے ہاتھوں میں

لگے رنگ کو دیکھ رہی تھی

اف بابا یار میں تو گئی کام سے

بنی زبان دانتوں میں دباتے دھیرے دھیرے قدم پیچھے کرنے لگی و

سامنے کھڑی ان کی ہٹلر مام

نفی بار کہاں ہے تم سے یہ پینٹ مت کرو مگر تم ہو ہر بار میری بات کی

انکاری کرتی

ہو نازیہ بیگم غصے سے کہتی

اس کے کان پکڑ گئی

حوریم ہر بار پینٹنگ کم ہولی زیادہ کھیلتی تھی

اس لیے نازیہ بیگم ہمیشہ اس پر سختی کرتی تھی

اللہ موم چھوڑ دے نہیں کروں گی اب سے سچی

وہ بھولا منہ بناتی سر نیچے کر گئی

چھوڑو بیگم بچی کو درد ہو رہا ہوگا

سفیر شاہ تڑپتے ہوئے بولے

اپ کے اسی نرمی کی وجہ سے یہ بگڑ رہی ہے شاہ

نازیہ بیگم خفی سے بولی

یار ڈیڈ ناراض کر دیا ناسویٹ ہارٹ کو

اب بناتے پھرے پوری حویلی میں

ہاہاہاہاہا

حوریم مصنوعی سنجیدگی سے کہتی

ابان شاہ کو قہقہہ لگانے پر مجبور کر گئی

ابان شاہ کے قہقہہ کی آواز پر وہ حیرت سے مڑی

لالا

وہ بھاگتے ہوئے اس کے چوڑے سینے میں سمائی

ویسے بات تو صحیح کی ہے

ابان شاہ نے شرارت سے کہتے

حوریم کو کھکھلانے پر مجبور کر گیا

اف تم دونوں بھائی بہن بھی نہ

نازیہ بیگم کان کی لوتک سرخ پڑی تھی

وہ دونوں کو گھورتے کچن کی جانب بڑھی

ویسے کہاں پر ہے وہ تیسرا شیطان

سفر شاہ نے غصے سے شازل کے بارے میں پوچھا

میرے لالا کے بارے میں ایسا نہ کہیں وہ بہت سیدھے ہیں ان کے

مزاج میں کافی نرمی ہے

اتنے کیوٹ لالہ کو ایف ایوے ہی شیطان بول رہے ہیں

حوریم شاہ نے منہ کے زاویے بگاڑتے ہوئے

شہزاد شاہ کی سائیڈلی

(یہ جانے بنا کے ان کے لالانے کل رات ہی تین اد میوں کو

بے دردی کی موت مارا تھا 🥲)

ابان شاہ نے شہزاد شاہ کو سوچتے دانت پیسے تھے

ہاں کافی اچھا ہے تمہارا لالا

سفر شاہ ابان شاہ ایک زبان بولے جس پر وہ

کھکھلا کر ہنس تھی

حوریم اپنا حولیہ درست کرو فیض بیٹا اتا ہی ہوگا

نازیہ بیگم سنجیدگی سے کہتے
اپنے کمرے کی جانب بڑھی
فیض کا نام سن اس کے چہرے پر کرب افیت
کے علاوہ کچھ نہ تھا
کیا ہوا حوریم
ابان شاہ پریشانی سے کہتا
حرم کے گرد مضبوط بازو لپیٹ گیا
کچھ بھی تو نہیں

حرم شاہ نے مصنوعی مسکراہٹ سے کہا

تم دونوں باتیں کرو میں اتا ہوں

بھی سفیر شاہ فون کال اٹینڈ کرتے گارڈن کی جانب بڑھے کیا اس نے

تمہیں پھر سے تنگ کیا

ابان شاہ کی آنکھوں میں خون اتر اٹھا

کچھ نہیں کیا لالا انہوں نے آپ بیکار ہی

میں غصہ کر رہے ہیں

حوریم نے اب کی بار سنجیدگی سے کہا

ایک دفعہ کہہ کر تو دیکھو حور تمہارا لالا اس جہنم سے چھٹکارا دلادے گا

ابان شاہ نے بے بسی سے کہا

جن سے محبت کی جائے ان کی ہر ادا اپنا محبوب

پر فرض ہوتا ہے پھر چاہے وہ اچھی ہو یا بری

اس سے کیا فرق پڑتا ہے

حور یم شاہ نے نرمی سے جواب دیا

میں کبھی تم سے جیت نہیں سکتا

ابان نے نفی میں سر ہلاتے اپنے قدم باہر کی جانب بڑھائے

وہ جانتا تھا وہ اس سے بے پناہ محبت کرتی ہے

اس کے پسند سے ہی تو یہ نکاح ہوا تھا

حوریم نم انگھوں سے دیکھتی اپنے کمرے کی جانب بڑھی



ماشاء اللہ میری بچی کو کسی کی نظر نہ لگے

نازیہ بیگم حوریم کی نظر اتارتے پیار سے بولی

مغرب کا وقت ہونے آیا تھا فیض کی پوری فیملی

اس ڈنر پر انواٹنڈ تھی

یم شاہ اس وقت ڈیپ ریڈ کلر کے فراک پہنے ہم رنگ دوپٹہ اپنے سے
بھیلائے برے بالوں کو کھلا چھوڑے خوبصورت نقش کو مزید ہلکے میک

اپ سے نکھراے

وہ آسمان سے اتری پر ہی لگ رہی تھی

موم بس کر دے کب سے تعریفیں کرے جا رہی ہیں اپ

حور یم شاہ منہ بسورتے ہوئے بولی

ارے تم نے جیولری نہیں پہنی جاؤ جلدی سے پہن کر او

نازیہ بیگم اس کے بات سنی سنی کرتی

پھر سے حکم دے چکی تھی

موم نہیں یار میں نے نہیں پہن رہی

وہ اپ کی سکولڈ سونے کی جیولری

حوریم نیلی آنکھوں کو گھماتے ہوئے بولی

جتنا کہا اتنا کرو تم لڑکی

نازیہ بیگم اب کے بر سختی سے بولی

حوریم شاہ پیر پٹکتے اوپر اپنے کمرے کی جانب بڑھی

ہاں جیسا تو میری بڑی سنی جاتی ہیں

ہر بار آپ کے پسند کی پہنوں پھر اوپر سے

یہ بھی اچھا نہیں وہ اچھا نہیں

اسے بدلوا سے بدلو کہہ کر دماغ خراب کرتی ہیں۔۔۔۔

وہ جو منہ میں ائے بولے جا رہی تھی

وہ کمرے کا دروازہ کھول اندر بڑھی

جب پورے کمرے میں اندھیرے کا راج دیکھ

اس کی زبان کو بریک لگی

وہ حیرت سے کمرے کو دیکھ رہی تھی

تبھی اچانک اسے اپنی کمر پر کسی کا سخت حصار

محسوس ہوا ابھی وہ سمجھ پاتی

اس سے قبل مقابل کے اتش لب اس کے مومی لبوں

کو سخت گرفت میں لے گئے

وہ بری طرح اس کی گرفت میں مچھلی تھی

اس کی نیلی انکھیں بری طرح پھیلی تھی

کمرے میں اندھیرے کا راج تھا وہ

مقابل کو دیکھ ہی نہ سکی

جو اسے بے رحمی گرفت میں دبوچے ہوئے تھا

وہ اس کے لبوں پر گرفت مضبوط کرے ڈور بن کر گیا

مقابل اسے تھوڑا اوپر اٹھائے

اس کے پیر اپنی کمر کے گرد لپیٹ گیا

اس کے بل کھاتی کمر میں ہاتھ ڈالتا

اسے مزید سختی سے خود میں بھیج کر گیا

اس پورے واقعے کے دوران اس نے پل بھر کے لیے بھی

اس کے لبوں کو ازادے نہیں بخشی تھی

۱۔ منہم!

حوریم شاہ اس کے لبوں کی گرفت میں

ہلکا ہلکا چیخ رہی

مقابل اس کے بند سانسوں کو محسوس کر

اسے ازادی بخشنا رمی سے بیڈ پر منتقل کر گیا

وہ اسے تکیے پر گراے خود اس پر

پہاڑ جیسا وزن منتقل کر گیا

وہ گہرے سانس لیتے مزاحمت کر رہی تھی

وہ اس کی گردن میں چہرہ چھپاتا
سختی سے اس کی گردن پر داد گڑ گیا
آہہ!

یم شاہ اس کے بے رحمی سے دانت گاڑنے پر چیخ اٹھی تھی کمرہ ساو

پروف تھا

جس سے اس کی چیخیں کمرے تک ہی محدود رہ گئی

شششش! اگر اب تمہاری اتنی سی بھی آوازائی

دانت گردن پہ گاڑنے کے بجائے زبان پر گاڑ دوں گا

مقابل بے باکی سے کہتا

حوریم شاہ کو کان کی لوتک سرخ ہونے پر مجبور کر گیا

وہ اس کی دھمکی پر سانس تک روک گئی

حوریم شاہ کی گردن پر خون کی ہلکی ہلکی بوندوں

کو نرمی سے اپنے لبوں سے چن گیا

مقابل کی قربت پر وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی

جس سے اس کا نکاح تھا

وہ اسے خود کے قریب آنے نہیں دیتی تھی

اور نہ جانے یہ کون تھا

جو اسے حق کی ملکیت سمجھ کر اس پر بھرپور حق

جمارہا تھا

چھوڑو!

حرم شاہ تڑپتے ہوئے بولی

کیوں!

مقابل نے بھی ڈھٹائی سے کہا

میں تمہیں جان سے مار دوں گی کمینے انسان

حوریم شاہ اس کی بات پر جلتے ہوئے بولی

اندھیرے ہونے کے سبب اسے کچھ بھی

دکھائی نہیں دے رہا تھا

وہ اپنے ہاتھ کو بیڈ کے ٹیبل تک لے جاتی

پھل کاٹتے چاقو کو پوری قوت سے

مقابل کے کا ندھے میں گھونپ گئی

جان کیا کر رہی ہو ان چیزوں سے نہیں کھیلتے

چوٹ لگ گئی تو

وہ نرمی سے کہتا اس کے ہاتھ سے چاقو لے گیا

اس کے کھاندے سے خون رستہ اس کی

سیاہ جیکٹ کو مزید سیاہ کر گیا

حوریم شاہ انکھیں پھیلائیں حیرت سے دیکھ رہی تھی

مقابل نے اف تک نہیں کی تھی

جبکہ اس نے پوری قوت سے اس کے کاندھے

پر چاقو سے وار کیا تھا

اگر تم اس کے سامنے گئی مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا

یہ صرف دھمکی نہیں ہے سمجھ ائی بات

اس کے لڑتے وجود کو محسوس کر سختی سے بولا

کس۔۔۔۔۔ کے۔۔۔۔۔ سامنے۔۔۔ نہ۔۔۔ جاؤں

حرم شاہ نے لڑتے ہوئے کہاں

اس کی معصومیت پر مبہم سہ مسکرایا

جس کو اپنا "شوہر" کہتی پھرتی ہو

مقابل نے طنزیہ کہا

وہ۔۔۔۔۔ ہے۔۔۔۔۔ سچی

حوریم ہچکی لیتے ہوئے بولی

اب نہیں رہے گا

ماہل اس کے گال پر زور سے دانت گاڑتا سر دلہجے میں بولا اگر تم

میرے ساتھ کچھ بھی کیا

نہ میں لالا سے تمہاری قبر کھودنے لگاؤ گی

دور ہٹو

حوریم اس کے سینے پر دباؤ ڈالتی غصے سے غرائی

اس سے پہلے تمہارے لالا کی ہی قبر نہ بنادوں

مقابل نے بھی ڈھٹائی سے دانت پستے ہوئے کہا
وہ ابھی کچھ کہتی جب دروازے پر کھٹکھٹ شروع ہوئی
حور دروازہ کھولو

سفیر شاہ بلند آواز میں بولے
وہ آنکھیں پھیلے دروازے کو دیکھ گی
اسے اپنے بے بسی پر رونا آیا

مقابل نہ جانے کون تھا
وہ پر سکون انداز میں اسکی گردن میں چہرہ چھپائے

ستارہ کا جواب دئے بنا وہ مسلسل بڑبڑا رہی تھی

کون۔۔ مار۔۔ دے۔۔ گا

ستارہ خوف سے بولی

وہ۔۔۔ سید زادہ۔۔۔ ہیں۔۔۔ ستارہ۔۔۔ مار دے گا

مجھے۔۔۔ میں۔۔۔ مر جاؤں گی۔۔۔۔ بات اسکے غیرت پر ہیں۔

وہ غیرت کے۔۔۔ چلتے۔۔۔ مار دے۔۔۔ گا

وہ خوف سے اپنے لڑتے وجود میں ہمت جمع کرتے ہوئے

بیڈ پر بیٹھی

تجھے تو سلیم خان کو بیچا تھا پھر کہاں سے

سید زادہ ٹپک پڑا

ستارہ کی بات پر وہ بھوری آنکھوں کو حیرت سے پھیلائے

دیکھ گئی اسکی بے یقینی آنکھوں کو دیکھ

ستارہ نے اپنی نظروں کا زاویہ بدلا

کیا۔۔۔ کہا۔۔۔ میری۔۔۔ بولی۔۔۔ لگی۔ تھی

بھوری آنکھوں سے آنسوؤں لڑی کے مانند بہتے اسکے

گلابی گالوں کو بھیگو گئے

ہاں۔۔۔۔علینہ۔۔۔۔شبنم۔۔۔۔بائی۔۔۔۔نے۔۔۔۔لگائی۔۔۔۔تھی

ستارہ نم آواز میں بولی

ہاہاہاہاہاہا

علینہ کا طنزیہ قہقہہ گونجا

آہہہہہہ

وہ ہنستے ہوئے اچانک دھاڑے مارے کے رو دی

وہ۔۔۔۔پاگل۔۔۔۔ہیں۔۔۔۔میرے۔۔۔۔لیے۔۔۔۔مار۔۔۔۔دے گا

۔۔۔۔میں بے۔۔۔۔پردہ ہوئی تو۔۔۔۔مار دے گا۔۔۔۔تم۔۔۔۔سب۔۔۔۔

اگر۔۔ مجھے۔۔ بے پردہ کیا تو۔۔ سب۔۔ ختم۔۔ ہو جائے گا

علینہ کی دلخراش چنچیں کمرے میں گونج رہی تھی

علینہ تجھے شبنم بائی بلا رہی ہیں

رخسانہ علجت میں بولی

مگر اسکی بکھری ٹوٹی حالت دیکھ اسکے قدم

دروازے پر روکے

رخسانہ کی بات سن وہ بیڈ پر جلدی اٹھی

اپنے چہرے کو خشک کرتی بھاگتے ہوئے شبنم بائی کی

طرف بڑھی مگر اسکے قدم روکے تھے

سامنے کا منظر دیکھ

شبنم بائی سلیم کے ہاتھوں سے پیسے لیتی

کمینگی مسکراہٹ کے ساتھ وہاں پر آئی لڑکی کے

جسم کی بولی لگا چکی تھی

وہ لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ دیوار سے جا لگی

"میری ملکیت ہوں اب تم خیال رکھنا اپنا"

"یہ صرف شال نہیں ہیں یہ امانت ہیں میری جو میں
تمہیں دے رہا ہوں امید کرتا ہوں ہمیشہ اس سے اپنے
وجود کو ڈھاک کر رکھو گی"

"تمہیں لے کر شد و پسند ہوں
مارتا مگر جاؤ مگر تمہیں کبھی بے پردہ ہونے نہیں دوں گا"

"بہت جلد تمہیں لینے آؤگا"

کیسے کے الفاظ کان میں گونج رہے تھے

وہ ایسی جگہ اپنے وجود کو پردوں میں کیسے چھپاتی

جہاں پر حوس کے پجاری تھے

جسموں سے کھیلنے والے، اپنی درندگی وحشت دیکھانے

والے کیسے اس پردہ دراعورت کو جینے دیتے

ہر روز ایک فی زندگی کو جہنم کے نظر کیا جاتا تھا

وہ کیسے اس جہنم سے نکل پاتی کیسے اپنے وجود

پر اسکی شال کو تا عمر کیلے اوڑھ پاتی

علینہ روتے ہوئے دیوار میں سماتی جارہی تھی

اپنے بدن پر اوڑھی مردانہ شال کو سختی سے اپنے

گرد بھینچے خوفزدہ نظروں اسے سامنے دیکھ رہی تھی

وہ۔۔۔ مجھے۔۔۔ مار۔۔۔ دے۔۔۔ گا

ی۔۔۔ بے۔۔۔ پردگی۔۔۔ اسکی۔۔۔ اور۔۔۔ میری۔۔۔ جان۔

لے۔ گی۔۔۔ وہ۔۔۔ مر جائے۔۔ گا

علینہ کی آنکھیں ساکت تھی وہ مسلسل ایک ہی بات

بڑبڑائے جارہی تھی

سلیم کی علینہ کی طرف پشت تھی

وہ جلدی سے اندر کی جانب بڑھی وہ اسکے چہرے کو

دیکھ لیتا تو اسکے سید زادے نے قیامت کھڑی

کرنے دینی تھی

وہ لڑتے ہوئے واش روم میں بند ہوئی

کیا سلیم میاں اتنی بھی کیا بے رخی
لے جاو اسے کل وہ تجھے مل جائے گی

شبِ نیم بائی نے مناتے ہوئے کہا
اس سے گذرا ہو گا شبِ نیم دل نہیں بھرے گا
اسے ابھی اور اسی وقت لے کر آ

سلیم اپنے سفید داڑھی پر ہاتھ پھیرتا علجت میں بولا
کل مل جائے گی میاں آج کیسی اور کو دینا ہیں

شبنم نے سنجیدگی سے کہا

تیری ہمت کیسے ہوئی اسے کیسی اور کو دینے کی
تو نے تو کہا تھا وہ کلی کو ابھی تک کیسی نے نہیں چھوا

اسے چھونے والا میں پہلا ہوں گا

پھر کیسے تو اسے کیسی اور کو دے رہی ہیں

سلیم تیش کے عالم میں شبنم کی گردن جکڑ گیا

وہ اس لڑکی کے لیے مار جا رہا تھا

س کو اب تک کیسے نے چھونا تو دور دیکھا تک نہیں تھا جب سے اسکی

اس لڑکی پر پڑی تھی

تب سے لے کر اب تک وہ اسے اپنے لیے مسلط کر گیا تھا

پھر وہ کیسے کیسی اور کو دینے کی بات کر رہی تھی

م۔۔۔۔۔ بھائی۔۔۔۔۔ آپ۔۔۔۔۔ کا۔۔۔۔۔ بستر۔۔۔۔۔ گرم۔۔۔۔۔ کرانے۔

کے۔۔۔۔۔ بعد۔۔۔۔۔ دوسرے۔۔۔۔۔ کو۔۔۔۔۔ دینے۔۔۔۔۔ والی۔۔۔۔۔ تھی

شبِ نیم بائی نے بامشکل کہا

اسکی بات سن وہ اسکی گردن سے ہاتھ ہٹا گیا

شبِ نمِ بامیٰ بری طرح کھانسی تھی

کل وہ کہاں تھی پتہ چلا تجھے

سلیم صوفے سے پشت ٹکاتے ہوئے بولا

نہیں۔۔۔ میاں۔۔۔ پتہ۔۔۔ نہیں چلا۔۔۔ ابھی۔۔۔ اسے۔۔۔ ہی

بلا۔۔۔ رہی۔۔۔ تھی۔۔۔ پوچھنے

شبِ نمِ بامیٰ سرد سانس کھنچتے ہوئے بولی

جلدی پتہ کر اور کوئی ضرورت نہیں ہیں

کل کی آج رات تک وہ تیار ہونی چاہیے

سلیم نے دانت پیستے ہوئے کہا

جی۔۔۔ بھائی

شبیم نے نظر جھکاتے ہوئے کہا

وہ حکم صادر کرتا وہاں پر لڑکی کی کلامی پکڑتا

کمرے کی جانب بڑھا

جیسے شبیم بائی علیہ کے کمرے کی جانب بڑھی



کمرے کے کھٹکھٹانے پر اسکی نیلی آنکھیں حیرت سے

پھیلی

حور دروازہ کھولو

سفیر شاہ نے بلند آواز میں کہا

وہ بے بسی سے روتے ہوئے مقابل کو دیکھ گئی

جو پر سکون انداز میں اسکی گردن میں چہرہ چھپائے ہوئے تھا

تمہیں خدا کا واسطہ چھوڑو

حور یم اپنی عزت جانے کے ڈر سے مقابل کے سامنے

گڑ گڑائی تھی یہ پہلی بار تھا جو وہ خود کو بے بس

محسوس کر رہی تھی

لوسیفر کی چاہ اتنی معمولی نہیں ہیں جاناں

جو یوں چھوڑ دے شیطان سے کہ رہی ہو

گناہ نہ کرو وہ کیسے تمہاری بات سنے گا

لوسیفر اپنے دہکتے لبوں سے گردن سے نیچے تک کا سفر

طے کر رہا تھا

حوریم اسکی بے باکی پر اپنی پوری جان لگاتی

مزاحمت کر رہی تھی

تمہیں جان سے مار دو گی میں دور ہٹو

!! !!

وہ غصہ سے دھاڑتی سفیر شاہ کو پکار گئی

جس سے اسکی آواز صرف اسی تک محدود رہ گئی تھی

باہر کی آوازیں باخوبی انی جاسکتی تھی

مگر اندر کی آواز باہر نہیں جاسکتی تھی

٧٧٧٧٧٧٧٧

لوسيفر کا شیطانی قہقہہ گونجا

کوئی نہیں آئے کاجاناں

چنچ لو جتنا چنچ ناہیں

لو سیفر اسکے چنچنے پر محفوظ ہو تا طنزیہ بولا

پلیز۔۔۔ کچھ تو۔۔۔ خیال کرو

میں کیسی کی منکوحہ ہوں پلیز

حوریم کی حالت مرنے والی ہو گئی تھی

مقابل کے حرام تعلق بنانے سے اسکے بدن پر لزر طاری

ہو رہی تھی وہ اپنے محرم کو کیا منہ دیکھاتی اگر

مقابل اسکے وجود کو وحشت کا نشانہ بناتا

وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی

حور بیٹا درازہ کھولو

سفیر شاہ کی آوازیں مسلسل اسکے کان میں پڑ رہی تھی

اسکے رونے میں مزید اضافہ ہوا

اب کی بار تم نے اسے اپنے سے دوفیٹ کی دوری پر بھی

آنے دیا تمہارا حشر نشر گاڑ دو گا

تم صرف میری ہوں، نفرت بھرا جنون ہو میرا

بہت جلد تمہیں اپنی قید میں کر لو گا

مگر اسے اپنے قریب آنے بھی دیا تو جان مردو گا

تمہیں بھی ایسے بھی

لو سیفر سرد آواز میں کہتا اسکے لبوں پر پھر سے جھکا تھا

وہ تڑپ کر رہ گئی

وہ اسکے لبوں پر اپنی گرفت مضبوط کرتا

لمحہ لمحہ اسکی سانسیں کھینچ رہا تھا

اسکے بالائی لب کو نرمی سے چومتا حور یم کو

لزر نے پر مجبور کر گیا

حوریم کی سانسیں اسکی سخت گرفت اکھڑی تھی

ایک تو وہ اسکے وجود پر اپنا پہاڑ جیسا وزن ڈالے

ہوئے تھا اوپر سے اسکی سانسیں بے رحمی سے کھینچ رہا تھا

وہ اسکے نچلے لب پر زور سے دانت گاڑتا

اسے چھوڑ گیا

حوریم گہری سانس لیتی روتے ہوئے رخ پلٹ گئی

لو سیفر اپنے دہکتے لب اسکے ماتھے پر رکھتا

کمرے کی کھڑکی سے باہر نکلا

حوریم شاہ جلدی سے اٹھتی کمرے کے لائٹ اون کر گئی

وہ بھاگتے ہوئے کھڑکی کی طرف بڑھی

مگر وہاں تو کوئی تھا ہی نہیں

وہ روتے ہوئے وشرام کی طرف بڑھی

اسکی نظر آئینہ میں آتے اپنے عکس پر پڑی

اپنے لبوں پر لگائی سرخ لپ اسٹک غائب تھی

مقابل کے شدت سے ہی اسکے لب سرخ قندھار ہوئے تھے

اسکے گلابی گالوں پر لوسیفرو کے دانت کے نشان

آب و تاب سے چمک رہے تھے

اسکا پورا سنگار وہ پل میں بگاڑ چکا تھا

وہ روتے ہوئے اسکے لمس کو مٹانے کی کوشش کر رہی تھی

اسکا لمس بچھو کی مانند محسوس ہوا

وہ روتے ہوئے فرش پر بیٹھتی چلی گئی

حوریم!

شہزاد شاہ کی دھاڑ پر وہ لڑتے ہوئے

اپنے چہرے کو اچھے سے صاف کرتے باہر کی جانب بڑھی

اسکے دروازہ کھولنے کی دیری تھی

سفیر شاہ اسے اپنے چوڑے سینے میں قید کر گئے

کیا ہوا حور کب سے تمہیں آوازیں دے رہے ہیں

عقل ہیں کے نہیں تم میں کتنا ڈر گئے تھے ہم سب

اور تم ہو۔۔۔۔۔

شہزاد شاہ حوریم کو بازوؤں سے جکڑتا

حلق کے بل چیخا تھا

اسکے الفاظ منہ میں دم توڑ گئے

جب وہ اسکے سینے سے لگی تھی

سوری۔۔۔ بھائی

وہ نیلی نم آنکھوں کو مقابل کے سرخی جھلکتی سنہری

آنکھوں میں گاڑے بھگے لہجے میں بولی

اففف!

شہزاد شاہ سرد سانس کھینچتا اسے اپنے سینے سے لگا گیا

اس حویلی میں سب سے زیادہ غصہ والا ابان شاہ تھا

مگر جب بھی شہزاد شاہ کو غصہ آتا یہ

پھر وہ ضد کرنے آتا ابان شاہ کو تک پیچھے چھوڑتا تھا

اسکے غصے کے آگے خود ابان شاہ بھی بے بس

ہوتا تھا مگر صد شکر تھا اسے غصہ کم ہی آتا تھا

وہ حوریم کے معاملے میں کافی حساس تھا

ب وہ حویلی آیا سفیر شاہ کو دروازے کے قریب حوریم کو پکارتے ہو

دیکھا تھا

مگر حوریم دروازہ کھول ہی نہیں رہی

وہ کافی ڈرا تھا

اگر وہ پل میں دروازہ نہ کھولتی یقیناً وہ دروازہ

توڑ دیتا

حور میری بچی!

نازیہ حوریم شاہ کو گلے لگاتی رودی تھی

انہیں اپنے سارے بچے جان سے بڑ کر عزیز تھے

خاص طور پر حوریم شاہ وہ سب سے چھوٹی تھی

ساتھ ہی سب کی لاڈلی

یار مام بس بھی کرے کیوں اتنا رو رہی ہیں

حوریم شاہ اس ماحول کو ایمو شنل دیکھ بے بسی سے بولی

تم نے دروازہ کھولنے میں اتنی دیر کیوں لگائی

سفیر شاہ سنجیدگی سے بولے

وہ۔۔۔ میں۔۔۔ واش روم۔۔۔ میں تھی۔۔۔ دروازہ۔۔۔ لاک ہو گیا

حوریم شاہ نے لڑتے ہوئے جھوٹ کہا

اچھا تم ٹھیک تو ہو

سفیر شاہ اسکے ماتھے پر لب رکھتے ہوئے بولے

جی میں ٹھیک ہوں

حوریم نے نظریں جھکاتے ہوئے کہا

یہ کیا حال کر لیا ہیں تم نے جاو چلیج کر لو

نازیہ بیگم نم آنکھوں سے کہتی اسے لے روم میں بڑھی

کہا تھے تم بر خور دار!

سفیر شاہ شہزاد کے شانے پر بازو پھیلاتے ہوئے غصے سے بولے

میری ہونے والی بیوی کو ڈھونڈنے گیا تھا بابا

شہزادہ نے شرارت سے کہا

اففف

شہزاد کی بات پر سفیر شاہ ماتھے پیٹ کر رہ گئے

وہ بے حد بے باک قسم کا بندہ تھا

ناجانے تم کس پر چلے گئے

سفیر شاہ نے بے بسی سے کہا

جی الحمد للہ میرے والد حضرات پر

شہزاد نے برق رفتاری سے کہا

خردماغ کے انسان ہو تم چھوٹے شاہ

سفیر شاہ نے دانت پستے ہوئے کہا

ہو تو صحیح

شہزاد نے دانت کی بھرپور نمائش کراتے ہوئے کہا

سفیر شاہ نفی میں سر ہلاتا لاونج کی جانب بڑھے



جی لالا جیسا آپ کہے

صمد خان سنجیدگی سے کہتا فون بند کر گیا

وہ اپنی ہلکی بریڈ پر ہاتھ پھیرتا مسلسل روم میں

چکر لگا رہا آج اپنے ضروری میشن کے لیے نکلنا تھا

اسکے سب پلین ریڈی تھے

وہ اس وقت سفید شرٹ پر سفید ہی پینٹ پہنے

اسکے اوپر گہری نیلی جیکٹ پہنے

خوبصورت پٹھانی نقش، دو دھیارنگت کے ساتھ

مقابل قیامت ڈھا رہا تھا

مگر سب سے ضروری اسے اپنی روٹھی بیوی کو منانا تھا

جو اس سے پچھلے کئی دنوں سے روٹھی تھی

اس ایک رات کے بعد صمد خان کا دل منیزہ کو بانہوں

میں لینے کے لیے بے تاب سہ تھا

مگر وہ تو جیسے اسکے ہاتھ ہی نہیں آرہی تھی

وہ اپنے روم میں رہ رہی تھی

رات حویلی کے فرد کے سامنے وہ روم میں آتی تھی

پھر سب کے سو جانے کے بعد اپنے کمرے کی طرف

رخ کرتی تھی

وہ اسکی اتنی بے رخی سے پل پل جل رہا تھا

وہ مرد تھا اسکی کچھ ضروریات بھی تھے

جیسے وہ بے حس عورت بھول ہی گئی تھی

وہ علجت میں اپنے روم سے نکلتے منیزہ کے روم کی

جانب بڑھارات کے تقریباً گیارہ بج رہے تھے

حویلی میں اس وقت سبھی اپنے کمروں میں موجود تھے

وہ منیزہ کے ڈور پر ہاتھ رکھ گیا

دروازہ کھولتا چلا گیا

منیزہ-----

صمد خان ابھی کچھ کہتا جب اسکی بیڈ پر سوئی منیزہ پر

پڑی وہ کافی گہری اور پر سکون انداز میں سوئی تھی

وہ دھیرے سے اسکے قریب آتے

اسکے ماتھے پر نرمی سے لب رکھ گیا

اسکے دائیں اور بائیں جانب کاشف اور طلحہ تھے

وہ باری باری انکے ماتھے پر نرمی سے لب رکھتا

باہر کی جانب بڑھا

اسکے ڈور بند کرنے کی دیری تھی

منیزہ نے اپنی پرپل آنکھوں کو کھولا

ایک ایک کرتے آنسو اسکے کپٹی میں جذب ہوئے تھے

اس رات جب وہ اسکے قریب آیا تھا

تب سے اسنے اپنے روم کو چھوڑ دیا تھا

اسکی قربت کے لمحات اسے زہر کی مانند لگتے تھے

وہ روتے ہوئے رخ پلٹ گئی

وہ کبھی اس مرد کو معاف کرنے کا عزم نہیں کر سکتی

تھی



نین نے دونوں بازوؤں کو اوپر کرتے انگڑائی لی
وہ اس وقت پنک کلر کے نائٹ ڈریس میں ملبوس تھی
ڈوپٹہ یا پھر شال اسنے لینے کی مزمت نہیں کی
رات کا وقت تھا یقیناً کوئی بھی جاگا ہوا نہیں ہوگا
بالوں کا رفسہ جوڑا بنائے، ہیزل آنکھوں پر چشمہ لگائے
ہر چیز سے پاک چہرہ لیے وہ سادگی میں حسین لگ رہی تھی
اسے شدید قسم کی بھوک لگی

اسے رات کھانے کے عادت تھی
اسلئے وہ اپنے لیے میگی بنانے لگی
وہ اپنے ہاتھوں کو ہوا میں کھڑا کرے
ایڑیوں کے بل مڑی ہی تھی

چٹاخ!

جب اسکی ہاتھ کی پشت آہل کے گال پر زور سے لگی

اوس۔۔۔۔۔ سوری

نین ایک لمحے کے لیے ہڑبڑاسی گئی

آہل منہ پر ہاتھ رکھے اسکے کاندھے سے نیچے آتی لڑکی

کو غصے سے دیکھا گیا

رات میں کونسی آتما آتی ہیں تمہارے اندر جو

یوں گھومتی رہتی ہوں

آہل نے غصے سے کہا

وہ جب بھی اس لڑکی سے ٹکراتا تھا

وہ وقت ہمیشہ رات کا ہوتا تھا

سوری کہہ تو رہی ہوں

نہیں نے منہ بسورتے ہوئے کہا

جاو لڑکی یہاں سے میرا دماغ مت کھاو

آہل کی نظر اچانک اسکے ڈوپٹے کے بغیر حسین سراپے

پر پڑی وہ اپنی نظروں جھکاتا

سامنے کی جانب بڑھا

دماغ ہیں بھی کیا اس اکڑو خان میں

نہیں خود سے بڑبڑائی

خیر مجھے کیا

اب تو کل چلی میں یہاں سے کبھی نہیں آو گی

پاکستان!

نین نے نم آواز میں کہا

ماضی اسے پھر سے اپنی گرفت میں لیے گیا

اسکا وجود لڑنے لگا

گھٹن بڑھتی جا رہی تھی

اسے پھر سے پینک ایٹیک آرہے تھے

وہ بکھری سانس کے ساتھ روم میں بڑھی

آج وہ میڈلسن لینا بھول گئی

وہ تڑپ ہوئے میڈلسن اپنے حلق میں اتار گئی

وہ گہرے سانس لیتی آنکھیں موند گئی

آہیٹ یومام

وہ دھیرے سے سرگوشی کرتی ماضی کی تلخ یادوں میں اتری



لالا آپ ٹھیک ہیں

وہاج خان نے پریشانی سے پوچھا

ہاں ٹھیک ہو مجھے کیا ہونا ہیں

آہل نے سنجیدگی سے کہا

آپ کا چہرہ نہایت ہی سرخ ہیں بخار ہیں کیا؟

وہاج خان کی بات پر سب نے بغور آہل کا جائزہ لیا

کیا دیکھ رہے ہو

کچھ نہیں ہوا ہیں مجھے

آہل نے ہیلیمٹ پہنتے ہوئے چہرے کو کور کیا

وہ کیسے بتاتا اسکے چہرے کی سرخی کس لیے تھی

وہ گہری سانس بھرتا اپنی بانگ کوریس دی

سب ریڈی ہیں

آہل نے سنجیدگی سے کہا

جس پر سب نے ہاں میں سر ہلایا

وہاج خان، شہزاد شاہ تم دونوں اندر جاو گئے

ابان تم اور میں باہر نگرانی کرے گئے

اور صد خان تم سلیم کو چھوڑ کر سب کو جیل

کا سفر کروا گئے

بی ریڈی مجھے کیسی قسم کی کوتاہی نہیں چاہیئے

وہاج اور شہزاد کیسی لڑکی پر یہ پھر عورت پر

تم دنوں غلطی سے بھی نظر نہیں ڈالو گے

آہل سرد لہجے میں کہتا سب کو پلین کے مطابق تیار

کر رہا تھا

جس پر سب نے سنجیدگی سے ہاں میں سر ہلایا

میشن کمپلیٹ ہو جائے یار

میں تو تین دن تک بستر سے نہیں اٹھنے والا

شہزاد شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا

اسکی مسکراہٹ پر سب نے اپنی خوبصورت آنکھوں کو گھومایا

(وللہ کوئی اسے بتاتا اس پر قیامت گزرنے والی تھی 🥺)



ماضی:

تم عینی ہونا

اسکا نقاب اچانک ہاتھ سے چھوٹا

سیاہ لباس میں ملبوس، رونے کی وجہ سے اسکے خوبصورت

نقش مزید دھمک رہے تھے

ن۔۔ن۔ نہیں

علینہ کی آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی

جھوٹ مت کہو مجھ سے

سنہری آنکھوں والا شہزاد شاہ گر جاتا تھا

ہاں۔۔۔میں۔۔۔ہو۔۔۔

علینہ نے بامشکل کہا

اسکا نام علینہ ہی تھا مگر ستارہ سے ہمیشہ عینی کہتی

تھی شہزاد شاہ کی سرخ آنکھیں اسکی

بھوری آنکھوں میں گڑی تھی

دل کر رہا ہیں تمہارا حشر نشربیکاڑ دو

شہزاد شاہ نے غصے سے کہا

وہ اجنبی نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی

وہ مرد تھوڑی دیر پہلے کتنا اچھا تھا

پھر اچانک ایسا کیا ہوا جو وہ بدل گیا

وہ لڑتے وجود کے ساتھ نم آنکھوں سے اسے دیکھ

رہی تھی

ایسا بھی کیا ضروری تھا تمہیں وہ فنکشن

جو وہاں منہ اٹھا کر چلی گئی تم

اگر میں کل وقت پر نہ پہنچاتا

اگر میری جگہ کوئی اور ہوتا کیا کرتی پھر تم

شہزاد شاہ غصے گرج رہا تھا

وہ مرد اسکا عاشق بن چکا تھا

تھوڑی دیر پہلے والی گریز تو دور دور تک نہ تھی

وہ لڑکی جو پہلی نظر سے اسکے دل میں بس گئی تھی

کیسے اسے تکلیف میں دیکھ سکتا تھا

آپ---کیا---کہ---رہے---ہیں

علینہ روتے ہوئے بولی

انہوں نے تمہیں چھوا تھا؟

یہ سوال کرتے ہوئے اسکی آنکھوں میں سرخی تھی

نہیں

وہ خوف سے جھوٹ بول گئی

مقابل کو کیا بتاتی وہ درندے اسے نوچنے کے لیے

تیار بیٹھے تھے اگر وہ انہیں مار کر نہ بھاگتی

عموماً وہ انکے وحشت کا نشانہ بن جاتی

جھوٹ مت بولو

شہزاد شاہ دھاڑ تھا

وہ اسکی دھاڑ سے لرزی تھی

کہاں کہاں چھو تھا

شہزاد شاہ نے پھر سے سوال دہرایا

گال،-----بازوں-----بس

علینہ نے دیوار میں سماتے ہوئے کہاں

اسکی بات سن شہزاد شاہ نے ڈریسنگ روم کے

شیشے پر مہنگی پرفیوم کی بوتل پھینک کر ماری

وہ غصے سے کمرے کی ہر چیز کو تھس تھس کر چکا تھا

آہہہہ

وہ گہری سانس بھرتا

اپنے فون سے کیسی کا نمبر ڈائل کر گیا

کیا وہ کتوں کی لاش کو ٹھایا ہوا ہے

شہزاد شاہ بیڈ پر بیٹھے غصے سے بولا

جی

مقابل اسکے آدمی نے کہا

انکے گال اور بازوؤں کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے

مجھے فوٹو سینڈ کرو

اسکی بات سن علیہ کی آنکھیں خوف سے پھیلی

اس رات تمہارا عبا ئیہ کہا تھا

شہزاد شاہ اس کے مقابل کھڑے ہوتے

اسے اپنے لیے محصور کر گیا

ب۔۔۔ بھول۔۔۔ گی۔۔۔ تھی۔۔۔ پہننا

علینہ نے خوف سے ہچکی لی

کیوں بھول گئی تھی

اسکا لہجہ سرد تھا

م۔۔۔ میری۔۔۔ تھوڑی۔۔۔ غلطی۔۔۔ تھی۔۔۔ وہ۔۔۔ میرے۔۔۔

قریب آئے

علینہ کونا جانے کیوں مقابل سے خوف سہ آرہا تھا

وہ معصومیت سے روتے ہوئے بولی

شہزاد شاہ چہرے پر ہاتھ پھیرتا خود کو پرسکون کرنے لگا

وہ کچھ دیر کمرے کی وسط میں چکر لگا رہا تھا

مجھے تم سے نکاح کرنا ہیں ابھی اور اسی وقت

شہزاد شاہ نے دو ٹوک لہجے میں کہا

وہ اسے جیسے حکم دے رہا تھا

نہ پوچھ رہا تھا نہ رزا مندی مانگ رہا تھا

م۔۔۔ مجھے نہیں کرنا

اسکی آواز شد دے بھیگی

اسے مردوں سے خوف محسوس ہوتا تھا

سامنے کھڑا مرد تو کئی مردوں پر بھاری تھا

میں پوچھ نہیں بتا رہا ہوں

شہزاد شاہ نے گھورتے ہوئے کہا

آپکی۔۔۔ زبردستی۔۔۔ نہیں۔۔۔ چل۔۔۔ سکتی

علینہ کا وجود لزر رہا ہٹ کا شکار تھا

میں تو کرو گا جو کرنا ہیں کر لو

شہزاد شاہ اسکے چہرے پر جھلستی سانسیں بکھیرتا

شد دپسند لہجے میں بولا

م۔۔ میں آپ۔۔۔ کے۔۔۔ قابل۔۔۔ نہیں۔۔۔ ہوں

پلیز۔۔۔ جانے۔۔۔ دے

وہ اسکے سامنے ہاتھ جوڑ گئی

خود کو تمہارے لیے بدل لو گا تب تو قبول کرو گئی نہ

شہزاد شاہ نے اب کی بار نرمی سے کہا

آپ۔۔۔خود۔۔۔کو۔۔۔کیوں۔۔۔بدلے۔۔۔گئے

جب۔۔۔ہم۔کہہ۔۔۔رہے۔۔۔ہیں۔۔۔ہم۔۔۔آپ۔۔۔کے۔۔۔

قابل۔۔۔نہیں

وہ روتے ہوئے بولی

یہی تو کہہ رہا ہوں جیسا تم چاہو ویسا بن جاو گا

جس مقابل تم خود کو سمجھتی ہو بلکل ویسا

شہزاد نے اسکے مومی سفید ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں

میں لیتے ہوئے کہا

کاش وہ جان پاتا مقابل خود کو کیا سمجھتی ہیں

وہ اسے زندہ زمین میں گاڑ دیتا

میں نہیں کرے گے ہمارے گھر والے

میں نہیں مانے گے وہ آپ کو اور

ہمیں

مار دے گے

اب کی بار اسنے دھمکی دی

تم پر میری جان صدقہ کی طرح واردوگا

شہزاد نے پھر سے شدد بھرے لہجے میں کہا

آپ پچھتائے گے؟

تمہیں کھو کر شدید پچھتاو گا

بیچ راہ میں چھوڑ دے گے؟

ہر راہ تمہاری طرف ہیں جس پر قدم رکھو گا

تم کھڑی ہو گی پھر کیسے چھوڑ دو!

نفرت کرے گے ہم کہہ رہے ہیں؟

خود سے کرو گا تم سے نہیں!

روئے گے اپنی قسمت پر؟

ہاں اگر تمہیں کھو دیا تو!

اففف یہ مرد ناجانے کیوں وعدوں کا بوجھ

اٹھا رہا تھا قسمت اسکی محبت پر بے انتہا ہنسی

جب بھی اس مرد کی قسمت ہنستی یہ مرد رونے لگتا تھا

وہ کل بھی رونے والا

وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی

جو بے انتہا محبت سموئے اسے دیکھ رہا تھا

جان سے مارنے کا ارادہ ہیں کیا جاناں؟

وہ اسکی بھوری آنکھوں پر پھونک مارتا مخمور لہجے

میں بولا

وہ اسی پل نظر جھکائی

اسے تحفظ چاہے تھا

اس مرد کی محبت نفرت سے اسے واسطہ نہ تھا

اس کی سوچ پر اسکی قسمت رودی

کیا عجیب منظر تھا

ایک کی قسمت ہنس رہی تھی تو ایک کی رو رہی تھی

دونوں ایک دوسرے دیکھ رہے تھے

نکاح کرو گی نہ؟

یہ سوال اب نرمی سے کہا گیا

ہاں!

اس بھوری آنکھوں والی عورت نے "ہاں" میں جواب دیا

بہت محبت کرنے لگا ہوں

ڈرہیں کہی عشق نہ بن جاو

پتہ ہیں میں پیار اور محبت محبوب کے مقدر

میں لکھ دے جاتے ہیں مگر عشق لا حاصل رہتا ہیں

اسلئے ڈرتا ہو کہی عشق کی آخری حد نہ بن جاو

اس مرد کا عشق سچ میں جان لیوا تھا

وہ پر سکون تھا وہ اسکے نکاح آنے والی تھی

تا عمر کے لیے وہ اسکی دسترس میں اسکی بن کر!

بربادی کی گھڑیاں شروع ہو چکی تھی

وہ عورت بے تاثرات نگاہ سے اس مرد کو دیکھ رہی تھی

جو اس سے محبت کے دم بھرتا تھا
دیکھنا تھا اسکا سچ جانے کے بعد کیا یہ مرد
اس سے ویسی ہی محبت کرتا
کچھ ہی دیر میں وہ علینہ جنید سے
علینہ شہزاد شاہ بن چکی تھی



حال:

شہزاد شاہ کو اسنے مخالف سمت میں چھوڑنے کہا تھا

اسکے دھڑکنوں کے قریب ٹریکنگ چپ لگی ہوئی تھی

یہ حکم بھی شبنم بامیٰ کو سلیم نے دیا تھا۔

وہ اس پر پل پل نظر رکھے ہوئے تھے

شہزاد شاہ کے فلیٹ سے چند دور پر ہی وہ درندے

ذات دیکھ گئے تھے

شہزاد شاہ کو کچھ نہ ہو

اسلئے وہ مخالف سمت میں اسے چھوڑنے کہا



وہ اسے ڈرک

وہ حال میں لوٹی اس مرد نے اسے کہا تھا

وہ اسکی امانت ہیں وہ اسکے نکاح میں تھی

اسنے اپنا عکس آئینہ میں دیکھا

ٹخنوں سے اوپر آتا لہنگا

دھڑکنوں کو چھپائے کرتی جو صرف چند ڈوریوں

پر مشتمل تھی سفید لہنگا جس پر ریڈ ورک کیا گیا

وہ بے حد و احیات ڈریس تھا

جیسے پہن اسے کئی حوس بھری نظروں کا سامنا کرنا تھا

وہ ان کپڑوں کو پہن کر سسک سسک کر رودی
وہ چاہتی تو اس مرد کے پاس ہی زندگی گزار دیتی
مگر اس مرد نے تو عودہ کیا تھا
وہ اسکے گھر والوں سے اسکا ہاتھ مانگے گا
تب تک لیے اسے نکاح کو پوشیدہ رکھنا تھا
کو نسا خاندان کس کا خاندان!
طوائف کا بھی کیا خاندان ہوتا ہیں!
وہ ہنس دی تھی

عجیب عورت تھی نہ روتے روتے ہنس دیتی تھی

اس وقت کا کیا کرتی جب اس سے اسکی

ہنسی آنسو سب چھین لیت جاتے

کیا ہوا تجھے سالی کب سے کہہ رہی ہوں

تیار ہو مگر نہیں (گالی) ذات جو ٹھہری

شبم بائی اسکے گولڈن بالوں کو بے دردی سے جکڑتی

اسکے گال پر تھپڑ رسید چکی تھی

شبم بائی کچھ تو رحم کرے، وہ سید زادہ ہیں

کوٹھے سمیت سب کو آگ لگا دے گا
اگر اسے معلوم ہوا میں ایسی جگہ رہتی ہوں
اسے پھیڑوں کی پرواہ نہیں تھی
وہ بچپن سے یہ کھاتی آئی تھی
اب درد تو اسے جیسے چھوتا ہی نہ تھا
منخوس ماری پوری تجوری جو میں نے
تیرے حسن کی سلیم بھائی کے لیے اٹھا رکھی تھی
کہی کھالی تو نہیں کر آئی اس حرا*** پر

شبِ بنم بای کی انتہا گندی بات پر علینہ کا چہرہ سرخ ہوا

وہ مرد اس لیے محفوظ کے سیوا کچھ نہ تھا

اٹھ چل! آج نچا رہی ہوں

نہیں تو سیدھا ان مردوں کی **** بنے گی تو

شبِ بنم بای کو اس معصوم پر رحم ہی نہ آیا تھا

وہ روتے ہوئے میک اپ کرنے لگی

یہی شرط تو رکھی تھی

اس دجال جیسی عورت نے اگر نہ ناچی تو سچ میں

طوائف بن بیٹھے گی

شبِ نیمِ حقارت بھری نظر ڈالتی کمرے سے نکلی

شہزاد!

وہ دھاڑے مار کے رو دی

کیسا محفوظ تھا وہ کب سے فون کر رہی تھی

ایسے وہ تھا کی فون ہی نہیں اٹھا رہا تھا

یا اللہ میری حفاظت فرما!

وہ روتے ہوئے سجدے میں گری تھی

شد د دعا قبول کی گئی تھی

کیسی آزمائش کے تحت!



کیا کمال کے چھو کرے ہیں دیکھ تو!

کیسی نے نہایت ہی بے باک سرگوشی کی

جو بھوری آنکھوں اور سنہری آنکھوں والے کے

گوشے گزرای

وہ اپنے چہرے پر بامشکل ہی سرد تاثرات چھپائے ہوئے تھے

ہاں رے تو صحیح کہہ رہی ہیں

ایک شام انکے ساتھ ہو جائے تو کیا ہی بات ہیں!

دوسری عورت نے بھی ہامی بھری

سیاہ پینٹ پر گرے شرٹ پہنے،

پٹھانی نقش کے ساتھ، بھورے بالوں کو جل سے سیٹ کے

ہلکی بریڈ پر گھنی مونچھ تلے انابی لب

آپس میں پیوست کئے بھوری آنکھوں والا وہاں ج خان

نظر لگ جانے کی حد تک ہینڈ سم لگ رہا تھا

جبکے اس جیسا حال سنہری آنکھوں والے شہزاد شاہ کا

بھی تھا

گرے پینٹ پروائٹ شرٹ پہنے

خوبصورت نقش، سیاہ بال ماتھے پر بکھرے تھے

چہرے پر نہ بریڈ تھی نہ ہی مونچھیں

وہ سنہری آنکھیں لیے کیسی ریاست کا شہزادہ

لگ رہا تھا

ریڈ لائٹ ایرے میں انکی موجودگی سے سرگوشیاں

چل رہی تھی

اس حرام جگہ پر آنے والے سب سے حسین مرد تھے دونوں

آئے آئے جناب خوش آمدید

بولے کیسے مدد کرو آپ کی

شبیم بائی نے مکار مسکراہٹ سے کہا

شبیم بائی کے سامنے سنجیدگی سے ٹھہرے وہاج خان

کادل کیا اس عورت کا وجود گولیوں سے بھون

دے وہ کیونکہ کئی معصوم لڑکیوں کو

اس حرام جگہ زبردستی لاچکی تھی

وہاج خان کے سرخ پڑتے چہرے کو دیکھ

شہزاد شاہ نے بات سنبھالی

یہاں کی سب سے حسین لڑکی کو آج رات ہمارے نظر

کر دو منہ مانگی قیمت مل جائے گی

شہزاد شاہ نے مصنوعی شوخی سے کہا

جب کے دل تو توبہ کر رہا تھا

وہاج خان نے گہری سانس بھرتے خود کو پرسکون کیا

سب سے خوبصورت!

شبّنبم بائی کو جاتا دیکھ وہاں خان نے بھی

اپنا حصہ ڈالا کہی انہے شک نہ ہوں

جی صاحب آپ بیٹھے میں لے کر آئی

شبّنبم بائی پان چباتے صوفے پر بیٹھی

جسکے اسکے سامنے والے صوفے پر وہاں اور شہزاد شاہ

وہ پان چباتے مسلسل انہے گھور رہی تھی

ویسے کیا کام کرتے ہیں صاحب آپ!

اسنے سوال سرسری کیا

بز نس ہیں ہمارا

وہاج خان نے جواب دیا

اچھا ویسے وہاں بھی خوبصورت تتلیوں کی کمی نہیں

صاحب پھر یہاں کا رخ کیسے

شبنم بائی نے نار مل انداز میں کہا

جبکے وہاج اور شہزاد شاہ نے اسکی اڑی رنگت

باخوبی دیکھی

نسیم نے کہا تھا یہاں کا حسن ان تتلیوں پر بھی بھاری

ہیں اسلئے چلے آئے یہاں

شہزاد شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا

نسیم کا نام سن شبنم بائی نے ٹیک چھوڑی

اسکے ماتھے پر بلوں کا جال بیچھ چکا تھا

نسیم کے کون ہیں آپ

شبنم بائی نے لڑتے ہوئے کہا

نسیم کے نہیں نسیم کے باس کے لگتے ہیں

وہ بھی سکے

وہاج خان نے پرسکون لہجے میں کہا

اچھا جی کوڈورڈ کیا ہیں آپ کا

شبہنم نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا

کوڈورڈ بھی تھا کیا!

وہاج خان نے سرگوشی کی

باہر کھڑے آہل، ابان، اور صمد خان بھی پریشان ہوئے تھے

انہیں بھی کوڈورڈ کے بارے میں نہیں پتہ تھا

ریڈ لائٹ ایریا نمبر 8

شہزاد شاہ نے سنجیدگی سے کہا

شبّہم جو الرٹ بٹن دبانے والی تھی

شہزاد شاہ کی آواز سن پل میں روکی

اسپیکر سے آتی آواز پر سب کے سب منجمد ہوئے

تمہیں کیسے پتہ

آہل نے حیرت سے کہا

کبھی کبھی نہ بتانا ہی بہتر ہوتا ہیں لالا

شہزاد شاہ نے شرارت سے سرگوشی کی
جس پر سب نے عادتاً مطابق آنکھیں، گھومائی
مگر ساتھ ہی سب پر سکون تھے
کیا لے نے آئے ہیں صاحب
لڑکی کے وہ فائلز
شبہم نے ان کی بارنرم لہجے میں کہا
فائلز!

وہاں جہان نے جواب دیا

اور لڑکی بھی!

شہزاد نے اپنا حصہ ڈالا

جس پروہاج نے حیرت سے اسے دیکھا

یار وہ لڑکی بھی کوئی خاص ہوگی

اگر ہم نے صرف ایک آپشن لیا تو کہی ایسا نہ

ہوا نہ ہم پر شک ہو جائے

شہزاد شاہ نے اسکے چوکنے پر وضاحت دی

ٹھیک ہیں

پھر لڑکی اور فائز دونوں لے جاو

ویسے بھی سلیم صاحب نے کہا تھا کہ اج رات انہیں

لڑکی دے دو حد ہیں ویسے اس لڑکی کے لیے انہے

صبر ہی نہیں ہوتا بڑے بے صبر ہو جاتے ہیں

شبم بائی نے ہنستے ہوئے کہا

جس پر نہ چاہتے ہوئے بھی

وہاج اور شہزاد نے مسکراتے اسے دیکھا

جاو رخسانہ علینہ کو لے کر آو

شبنم بائی نے مسکراتے ہوئے کہا

جبکہ لفظ علینہ پر شہزاد کی سانسیں تھمی تھی

وہ بے حرکت ہوا تھا

نہیں وہ یہاں نہیں ہو سکتی کچھ بھی سوچ رہے ہوں

شہزاد تم

اسنے خود بری طرح جھٹکا

جبکہ اسکے پاس بیٹھے وہاج خان کا بھی

حال کچھ ایسی طرح تھا

وہ بھی بے حرکت ہوا تھا

نکاح کے گواہ میں وہاں اور اسکے یونی کے دوستوں

کے علاوہ کوئی نہیں تھا

اسلئے وہاں خان کا بھی دم گھٹنے لگ گیا تھا

مگر ضروری تھوڑی ہیں وہ علینہ ہی ہوں

اس نام کے بہت سے لوگ ہیں میں

کچھ بھی سوچ رہا ہوں

وہاں خان نے خود پر لعنت بھیجی

وہ اسکی گڑیا نہیں ہو سکتی تھی

وہاج خان نے اس پیاری سی لڑکی کو

اپنی بہن کا درجہ دیا تھا

اسے یہ لڑکی منیزہ، نین، اور آبر کی طرح عزیز تھی

شبّہم بائی وہ منحوس ماری آہی نہیں رہی ہیں

رخسانہ نے غصے سے کہا

کیسے نہیں آئی روک تو

میں لے کر آتی ہوں

شبِ نم غصے سے اٹھی تھی

جب سامنے ان دونوں کو دیکھ وہ زبردستی کا ہنستی

پھر سے رخسانہ کو بھیج چکی تھی

جانتی تھی سلیم نے اسے ہاتھ اٹھانے سے

منا کیا تھا

وہ اسکی اور اسکے بندوں کی غیر موجودگی میں ہی

علینہ پر ہاتھ اٹھاتی تھی

بائی نہیں سن رہی وہ اتنا مارا ہیں اسے پھر بھی

رخسانہ پھولی سانس کے ساتھ

دھیمی آواز میں بولی

اسکی آواز شہزاد اور وہاج خان نے بھی سنی تھی

اسکے کہنے پر شہزاد شاہ نے بری طرح پہلو بدلا

کیا کرو اسکا میں!

شبنم بای مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ کہتی

رخسانہ کے بجائے ابکی بارستارہ کو بھیجنے والی تھی

مگر شہزاد شاہ کے آواز پر وہ روکی

ایک کام کرے آپ فائلز لادے

میں اس لڑکی کو لے کر آتا ہوں

شہزاد شاہ نے سنجیدگی سے کہا

وہاج خان نے بھی اسکی بات پر ہاں میں سر ہلایا

جی صاحب آٹھویں نمبر والا کمرہ اس لڑکی کا ہیں

لے جائے اپ

شبیم کہتی فائلز لانے چلی گی

جسکے شہزاد شاہ کے قدم اس روم کی جانب تھے

اسکا دل نا جانے کیوں لزر رہا تھا

وہ بے سانس سہ تھا

اسکے ماتھے پر پسینہ کے قطرے نمودار ہو رہے تھے

اسنے کمرے کا ڈور اوپن کیا

شہزاد شاہ کے کانوں میں سسکیوں کی آواز گونج رہی تھی

یہ آواز جانی پہچانی تھی

عینی!

شہزاد شاہ کے لب بڑبڑائے تھے

کیسی کی پکار پر اسکی ہچکی بندھی تھی
اسنے بھوری آنکھیں اٹھا کر سامنے کھڑے شخص کو
دیکھا اسکا پورا وجود آندھیوں کی زد میں آیا
ش۔۔ شاہ!

علینہ لڑکھڑاتے قدموں سے اسکے قریب بڑھتی
چوڑے سینے میں سمائی
شہزاد شاہ کی آنکھیں پل میں سرخ ہوئی
اسکے آنکھوں سے آنسو بہتے علینہ کے سنہرے بالوں

میں جذب ہوئے

تم۔۔۔۔۔علینہ۔۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔۔ہو۔۔۔۔۔

تم۔۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔۔ہو۔۔۔۔۔سکتی۔۔۔۔۔تم۔۔۔۔۔نہیں

شہزاد شاہ اسکے بازوؤں کو سخت گرفت میں لیتا

لڑکھڑاتے لہجے میں بولا

شاہ یہ میں ہی ہوں۔۔۔۔۔پلیز۔۔۔۔۔میرا۔۔۔۔۔یقین کرے

علینہ روتے ہوئے پھر سے اسکے سینے میں سمائی

اب کی بار شہزاد شاہ نے زور سے اسے

خود سے جھٹکا

دور رہو مجھ سے!

شہزاد شاہ کی دھاڑ پورے کمرے کے دیواروں کو

لڑنے پر مجبور کر گیا

اسکے بے دردی سے جھٹکنے پر وہ بری طرح

فرش پر گری اسکی پیشانی خون آلود ہوئی تھی

شاہ آپ۔۔۔ ایسا۔۔۔ کیوں۔۔۔ کہہ۔۔۔ رہے۔۔۔ ہیں

علینہ نے روتے ہوئے کہا

اسکا سر پوری طرح چکرا رہا تھا

تم۔۔۔ جیسی بد کردار لڑکی میری علینہ ہو ہی نہیں سکتی

شہزاد شاہ نے غرار تے ہوئے کہا

آپ۔۔۔ میری۔۔۔ بات۔۔۔ سنے۔۔۔ پلیز۔۔۔ میں

آپ۔۔۔ کو۔۔۔ سمجھاتی۔۔۔ ہوں

علینہ اٹھتے ہوئے کہا

کیا سمجھاو گی تم ہاں کیا آخر کیا

یہی کے تم کے طواف ہو

شہزاد شاہ اسکے سراہے پر غصیلی نگاہ ڈالتا

غصے سے چیخا

اسکا سفید بیلوز بے حد فیٹنگ میں تھا

جس سے اسکے گہرے گلے سے آتی نشیب و فراض

واضح ہو رہے تھے

اسکے بازو پر بھی پردہ نہیں تھا

شہزاد شاہ کو اس وجود کو دیکھ گھن آرہی تھی

کہاں وہ پورے پردے میں چھپی لڑکی

اور کہاں یہ تنگ لباس پہنی لڑکی

آپ۔۔۔ سمجھ۔۔۔ نہیں۔۔۔ رہے۔۔۔ ہیں

میں کوئی۔۔ طوائف۔۔ نہیں ہوں

علینہ نے روتے ہوئے کہا

واہ کیا بات ہیں ایک طوائف کہہ رہی

ہیں وہ طوائف نہیں!

شہزاد شاہ کا لہجہ طنزیہ تھا

میرا کردار۔۔۔ اتنا۔۔۔ برا۔۔۔ نہیں ہیں

آپ۔۔ مجھ پر گھٹیا الزام لگا رہے ہیں!

علینہ طیش میں چیخی تھی

آواز نیچی رکھو اپنی ورنہ زبان کاٹ کر پھینک دو گا

اور کونسا گھٹیا الزام ہیں

بتاؤ تم اس گندی جگہ پر رہتی ہوں

اور کہہ رہی ہوں تم میں برائی نہیں

شہزاد شاہ کا لہجہ حقارت بھرا تھا

کیوں کیا مجھ سے نکاح!

شہزاد شاہ نے بھیگی آواز میں کہا

علینہ خاموش نظروں سے اسے دیکھے جا رہی تھی

کیا ہوا تھا ان وعدے وفا کا

اسکے یقین کا بھروسے کا

سب کچھ تو تباہ وہ برباد ہو گیا

خود کے تحفظ کے لیے!

علینہ کی آنکھیں پانی سے لبالب بھری تھی

مگر ایک قطرہ بھی اسنے گرنے نہیں دیا تھا

تحفظ! کس چیز کا

ناجانے کتنے ہی مردوں کے بستر کی۔۔۔۔

چٹاخ!

شہزاد شاہ اپنی بے باک بات جاری رکھتا

علینہ کا ہاتھ اسکے دودھیا گال پر نشان چھوڑ گیا

بس بہت ہوا

مانتی ہوں کی یہ گھٹیا جگہ میری مقدر بنی

مگر اسکا مطلب یہ نہیں کے میں اس جگہ پر

رہنے والوں کی طرح ہوں

علینہ نے غصے سے کہا

شہزاد شاہ طیش میں آتا علینہ کا جبراً

سختی سے دبوچ گیا

بات سچ ہیں مگر تھوڑی کڑوی ہیں

ہیں نہ!

شہزاد شاہ اسکے چہرے کے قریب تر اپنا چہرہ کرتے

غصے سے بولا

آپ کو یقین نہیں؟

نہیں ہیں

تکلیف دینگے؟

بے انتہا!

نفرت کرے گے؟

روز محشر تک

ہم سے الگ ہو جائے گے؟

تمہاری روح کو جسم سے الگ کر دو گا

سارے وعدے بھول جائے گے؟

بھول چکا ہوں!

بے حسی تھی اس مرد میں

مرد ہو اور بے حسی نہ ہونا ممکن سی بات تھی

علینہ بے بسی سے رو دی

میں نے آپ کو کتنی بار فون

کیا تھا

مگر آپ نے فون نہیں اٹھایا۔

آپ۔۔۔ میری۔۔ بات۔۔۔ کا

یقین۔۔ کرے۔۔ خدا را۔۔ یہ۔۔۔ سب۔۔ جھوٹ۔

علینہ روتے بول رہی تھی

مگر سامنے کھڑا وجود بے تاثرات لیے اسے دیکھ

رہا تھا

کل تک طلاق کے پیپر مل جائے گے تمہیں!

ایک آخری وار وہ بے سانس ہوئی تھی

آنکھوں میں موجود آنسو اسکے گالوں پر

موتیوں کی مانند بہتے چلے گئے

ایسا بھی کیا رہے

دل کا لگانا

ایسی بھی کیا رہے محبت

آنکھیں ملا کے

یہ ہم نے جانا

رونے سے ملتی نہیں فرصت

کبھی چپ چپ رہے

کبھی ضد پے اجائے

بس ایک طریقہ ڈھونڈنے تجھ سے تجھ کو

پاجائے!

شکوے ختم ہو گے

ہر سوال کا جواب مل گیا

وہ بے تاثرات نگاہوں سے اسے دیکھ گئی

شہزاد شاہ کے قدم دروازے کی جانب بڑھے

یقین مانے شاہ

میرا خدا اور میں گواہ ہوں

میرے صاف کردار کا

جار ہے ہیں چلے جائے کبھی لوٹ کر مت آنا

بھول ہیں میری یقین کیا آپ پر

یہ تو اچھا ہوا آپ سے محبت نہیں صرف یقین تھا

آپ نے کہا تھا کہ کہی آپ کو عشق نہ ہو جائے

اور مجھے محبت

دیکھ لے یقین کر کے اتنی اور برباد ہوگی ہوں

اگر محبت کرتی تو کہی کی نہ رہتی

چلے جائے یہاں سے کبھی نہ آنے کے لیے

کبھی بھی اس جگہ کا رخ مت کیجئے گا

علینہ نے سر دلہجے میں کہا

شہزاد شاہ اسکے یہ الفاظ سنتا غصے سے باہر کی

جواب بڑھا

کاش وہ لوٹ سکتا

کاش وہ ایک بار اسکی بات سنتا

کاش وہ اس پر تھوڑا سہ یقین کرتا

کاش!



شہزاد شاہ کی آنکھیں بے انتہا سرخ تھی

کیا ہوا ہیں!

وہاج خان نے سرگوشی کی
شبہم ابھی تک نہیں آئی تھی
کچھ نہیں!

شہزاد شاہ سردسائس بھرتے ہوئے بولا
وہ لڑکی کہاں ہیں؟

وہاج خان نے حیرنگی سے کیا
صاحب یہ لے فائلز!
ابھی شہزاد شاہ کچھ سوچ کر بولتا

شبنم نے برخ رفتار سے انہیں فائلز تھمائی
کیا ہوا صاحب علینہ کو لے کر نہیں جارہے
شبنم نے انہے باہر کی جانب جاتے ہوئے
حیرنگی سے کہا

نہیں بوس نے کہا ہیں کل لیے آؤ آج انہیں
کچھ ضروری کام ہیں

شہزاد شاہ نے سنجیدگی سے کہا
اسکے ہونٹوں مسلسل لزر رہے تھے

ارے صاحب کا ایسا بھی کیا کام ہیں جو

آج اسے لے کر نہیں جا رہے

شبنم نے سنجیدگی سے کہا

اسکا مطلب وہ اسے لے کر جاتا رہا ہیں

شہزاد شاہ کے لب ہولے سے بڑبڑائے

اسکے آنکھوں کی سرخی بڑھتی جا رہی تھی

وہ بنا کچھ کہے جلدی سے باہر نکلا

اسکا دم گھٹ رہا تھا

وقت کی گھڑیاں تھم گئی

اسکا آخری قدم دہلیز پر پڑا

قدم رکھنے کی دیر تھی

ایک سیاہ تاریک کمرے نے آگ پکڑی

دھیرے دھیرے وہاں پڑا بے سانس وجود آگ کی لپیٹ

میں جل کر کوئلہ ہوا

اسکی آنکھوں سے آنسو گرتا

آگ کی لپیٹ میں ہوا

اسکا وجود جلنے سے تڑپ اٹھا تھا

اسکی چیخیں کھوٹے پر گونجنے لگی

بائی! وہ علینہ کے کمرے سے چیخنے کی آوازیں آرہی ہیں!

رخسانہ روتے ہوئے بامشکل بولی

کیا!

شبِ نیم بھاگتی ہوئی

اسکے کمرے کے دروازے کو پیٹنے لگی

مگر ڈور اندر سے لاک تھا جس کی وجہ سے

کھل ہی نہیں رہا تھا

وہاں پر موجود اپنے آدمیوں کو بلاتی وہ دروازہ توڑ

چکی تھی

علینہ!

سب کی چیخیں بے ساختہ تھی

محبت کرتی ہو تجھ سے غرور نہ کر

بے انتہا کرتی ہو یوں مغرور نہ بن

سانسیں ہیں باقی تو قدر کر لے میری

مر جاؤں گی تب یوں پرواہ نہ کر

(از قلم: مہدی بانو)



وہاں سے نکلتے ہی پلین کے مطابق صمد خان نے

ریٹ ماری تھی

شہزاد شاہ کا وجود ابھی تک آندھیوں کی زد میں تھا

شہزاد بتا تو صحیح کیا ہوا ہیں!

وہاج خان نے سر دلہے میں کہا

شہزاد شاہ بنا کچھ اسکے گلے لگتا زور سے رونے لگا

کیا ہوا ہیں یار!

وہاج خان کی آنکھیں نم ہوئی تھی

وہ اپنے دوست کو ایسی حالت میں دیکھ نہیں سکا

۔۔۔۔ میں۔۔۔۔ نے۔۔۔۔ کہا۔۔۔۔ تھا۔

نہ۔۔۔۔ تجھ۔۔۔۔ سے۔۔۔۔ مجھے۔۔۔۔ اس۔۔۔۔ نقاب والی۔۔۔۔

لڑکی۔۔۔ سے۔۔۔ نکاح۔۔۔ کرنا۔۔۔ ہیں؟

شہزاد شاہ روتے ہوئے بولا

جس پر وہاج خان نے ہاں میں سر ہلایا

۔۔۔ اگر۔۔۔ کہو۔۔۔ کے۔۔۔ وہ۔۔۔ لڑکی۔۔۔ طوائف۔

شہزاد شاہ کے الفاظ نے منہ میں ہی دم توڑ دیا جب

اسکے چہرے پر آہل کالمہ زور سے پڑا

خبردار اتنی گھٹیا بات کہی تم نے

آہل خان کی دھاڑ اس سنسان جگہ پر گونجی تھی

وہاں خان کی آنکھیں سرخی جھلک رہی تھی

وہ کھا جانے والی نظروں سے شہزاد شاہ کو دیکھ رہا تھا

ل۔۔۔ لالا

شہزاد شاہ لڑکھڑاتے قدموں سے آہل کے سینے سے لگا

وہ اسکے گرد سخت حصار کرتا

روے جا رہا تھا

اسکے آنسو تھم ہی نہیں رہے تھے

م۔۔۔ میں۔۔۔ نے۔۔۔ اسے۔۔۔ وہاں۔۔۔ دیکھا۔۔۔

شہزاد شاہ روتے ہوئے اسے یقین دلارہا تھا

تم غلط ہو شہزاد شاہ وہ بچی اس قدر گندے کردار

کی لڑکی نہیں ہیں

ابان نے سرخ آنکھوں کو شہزاد شاہ پر گاڑتے ہوئے کہا

وہ ہیں وہ سچ میں ہیں

شہزاد شاہ بری طرح چیخا تھا

وہاج خان نے اسکے منہ پر زور سے تھپڑ مارا

بکو اس بند کرو خبردار اگر اب کچھ کہا تم نے

وہاج خان کی آنکھیں نم تھیں

بلیو تھوٹھ کنیکٹ تھے

جس سے شہزاد اور علینہ کی باتیں وہ سن چکے تھے

مگر وہاج خان لاعلم تھا

اسے آہل کے کہنے پر پتہ چلا کہ وہ کس قدر گندے

بہتان لگا کر آیا ہیں

جس لڑکی کے بارے تم کہے رہے ہو

اس کو چھونے والا پہلا مرد شہزاد سفیر شاہ ہی ہیں

آہل نے سنجیدگی سے کہا

جس پر شہزاد جو سر جھکائے کھڑا تھا

بے یقینی سے انہے دیکھ گیا

کیا

شہزاد شاہ کو لگا اسکے سر پر ساتویں آسمان

آن گرے ہیں

ہاں شہزاد شاہ! تم نے بنا بتائے نکاح کیا

مگر اس مطلب یہ نہیں تھا ہم تم سے غافل ہو جاتے

جس سے نکاح کیا تھا

اسکا پتہ لگیا ہم نے جس رات وہ تمہیں ملی تھی

اسے سلیم کے پاس لے جایا جا رہا تھا

مگر وہ اپنی عزت بجاتی تم سے ٹکرائے

تم نے اسے محبت، عزت، سکون دینے کا وعدہ کیا تھا

مگر صرف اس جگہ کو دیکھ تم نے اس سے اسکا سب

چھین لیا

اس نے تمہیں اسکا ماضی اسلئے نہیں بتایا کیونکہ وہ نہیں

چاہتی تھی کہ تم اس سے نکاح کرنے سے مکر جاو

اس یقین تھا تمہاری محبت پر کہ تم اسکی بات سن

اسے اپنا لوگے مگر تم اتنے سنگدل ہو جاو گے

ہمیں نہیں معلوم تھا

وہ بچپن سے وہاں رہی ہیں مگر اسکی معصومیت

اور عزت پر کبھی داغ نہیں لگے

مگر تمہارے چند لفظوں نے اسے کہی نہیں چھوڑا

تم اسے کیسے چھوڑ کر آ سکتے ہو

جسکے تمہیں علم تھا کہ آج رات سلیم اس سے

اپنی حوس۔۔۔۔۔

آہل سرخ جھلکتی آنکھوں سے کہتا جب

شہزاد شاہ لڑکھڑاتے قدموں سے بانیک کی جانب بڑھا

تم۔۔۔۔۔ تمہیں۔۔۔۔۔ ک۔۔۔۔۔ کچھ۔۔۔۔۔ نہیں ہو گا۔۔

تمہارا شاہ۔۔۔۔۔ آ رہا ہیں۔۔۔۔۔

شہزاد شاہ کی بانیک ہو اوں سے بات کر رہی تھی

"تحفظ کے لیے کیا تھا نکاح"

نم آواز اسکے گوشے گذاری

تحفظ کس چیز کا

ناجانے کتنے مردوں کے بستر۔۔۔

اسکے زہریلے الفاظ پر وہ بن آب مچھلی کی طرح تڑپا

کتنی عجیب بات تھی نہ وہ اپنے کہے الفاظ پر مکر

رہا تھا اسکا دل تڑپ اٹھاتا تو اس معصوم کا کیا جس پر

یہ بہتان لگے تھے

پلیز میرے پاس واپس آ جاؤ میں۔۔۔ تمہیں خوشیاں دو

گا۔۔۔ تم۔۔۔ میرے۔۔۔ لیے۔۔۔ ضروری ہو جاناں

پلیز۔۔۔ شہزاد شاہ کی آنکھوں میں موجود آنسو

تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے

اب اسے کون بتائے بہت دیر ہو چکی ہیں

کچھ لوگوں کا نام ملنا بہتر ہوتا ہیں بجائے ملنے کے

وقت کی رفتار بڑھ گئی

کائنات کی ہر شے اپنے مقرر وقت پر تھی

جو چلا جائے کیسے ممکن تھا کے واپس آتا



اسکے قدم لڑکھڑا رہے تھے

اندر سے چیخ و پکار کی آوازیں سنی جاسکتی تھی

ہر طرف پولیس کے آدمی کھڑے تھے

اسے یقین تھا صد خان علینہ کو میڈیا کے سامنے نہیں

آنے دے گا

صد خان مسلسل چکر لگا رہا تھا

اسکے وجود پر کیکپاہٹ طاری تھی

شہزاد شاہ کے ہم راہ آہل، ابان، اور وہانج خان بھی آئے تھے

وہ پیچھے کے ڈور سے اندر داخل ہوئے تھے

کیونکہ سامنے میڈیا کھڑی تھی

لالا۔۔۔ عین۔۔۔ کہا۔۔۔ ہیں

شہزاد شاہ کی ٹوٹی بکھری حالت پر سب کی آنکھوں

میں نمی اتری وہ ایسا تونہ تھا

وہ خوش رہنے والے آج بات بات پر رورہا تھا

صمد خان خاموش سر جھکائے کھڑا تھا

بتاؤ صمد کہا ہیں علینہ میں نے تمہیں کہا تھا

اسے سیف روم میں لاک کرنا

آہل نے سر دلہجے میں کہا

صمد خان کچھ کہتا جب کیسی عورت کی دلخراش

چیخیں شہزاد شاہ کے وجود کو بے سانس کر گئی

مار دیا تم لوگوں نے پھول سی بچی کو!

یا اللہ میری علینہ اٹھ جاو تمہیں خدا کا واسطہ !

علینہ آنکھیں تو کھولو میری بچی !

شہزاد شاہ کی سانسیں تھم تھی

یہی حال آہل ابان اور وہاج خان کا بھی تھا

سب نے سوالہ نظروں سے صمد خان کی جانب دیکھا

بھائی علینہ۔۔۔۔۔ نے خود کو آگ لگا۔۔ کر سویسائڈ کر لیا ہیں

صمد خان نے بامشکل یہ الفاظ کہے تھے

شہزاد شاہ زمین پر بیٹھتا چلا گیا

بے موت مرنا کیسے کہتے ہیں اسے آج پتہ چلا تھا

وہ کھوٹے پر سجدے کے بل گرتا دھاڑیں

مار کے رو دیا

یا اللہ میری عین۔۔۔۔۔ یا اللہ

شہزاد کی شاہ کی دلخراش چیخیں گونجی

وہ روتے ہوئے اچانک ہوس سے بے گانہ ہوتا

زمین پر گرا تھا

اسکے وجود کو زمین بوس ہوتا دیکھا

ابان تڑپ کر اسکی طرف بڑھا



اسکے سر میں ٹیسے سی اٹھی وہ اپنا سر جکڑ کر

اٹھ بیٹھا اسکی سنہری آنکھیں سو جھی سے تھی

جن میں سرخی اپنے عروج پر تھی

وہ چند پل کے لیے آنکھیں موند گیا

شاہ!

کیسی کی گہری سرگوشی اسکے کانوں سے ٹکرائی

علینہ!

شہزاد شاہ دھاڑتے ہوئے اٹھا تھا

اسکے ذہن کی اسکرین پر چند گھنٹوں پہلے ہوا

واقعہ گزرا وہ جلد بازی میں اٹھا تھا

وہ سر کے درد کو نظر انداز کرتا

باہر کی جانب بھاگایہ خانزادہ فارم ہاوس تھا

وہ کئی بار یہاں پر آچکا تھا

شہزاد!

ابان شاہ تڑپتے ہوئے اسکی طرف بڑھا

بھائی میری عین!

وہ اتنا کہتا ابان شاہ کے حصار میں تڑپنے لگا

شہزاد شاہ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہیں

تمہیں آرام کی ضرورت ہیں جاواپنے روم میں ریسٹ

کرو

آہل شہزاد کے مقابل آتا سرد لہجے میں بولا

لالا! میری عین ناراض ہیں مجھ سے

مجھے اسے منانے جانا ہیں

آپ کو نہیں پتہ ہو بہت ضدی ہیں پلیز جانے دے

شہزاد شاہ مسلسل اپنے آپ کو ابان کے سخت حصار

سے نکلنے کی کوشش کر رہا تھا

مرچکی ہیں تمہاری عین!

آہل خانہ غصے سے بولا تھا

شہزاد شاہ کی سنہری آنکھیں ساخت ہوئی

ن۔۔ نہیں۔۔۔ وہ۔۔۔ مجھے۔۔۔ چھوڑ۔۔۔ کر۔۔ نہیں
جاسکتی۔۔۔

شہزاد شاہ کے انداز میں ضدی پن تھا

وہ وہی پر ہوگی میں اسے منالو گالا

آپ دیکھ وہ مان جائے گی

وہ اپنے شاہ کو معاف کر دے گی

شہزاد شاہ مسلسل ذہنی مریض کی طرح ایک ہی بات

کہے جا رہا تھا

آہل نے ابان کو اشارہ کیا

جس کا مطلب وہ سمجھتے شہزاد شاہ پر اپنی گرفت

مضبوط ترین کر گیا

صمد خان جو ہاتھ میں انجیکشن لیے کھڑا تھا

شہزاد شاہ کے بازو میں احتیاطاً پیوست کر گیا

شہزاد شاہ کی دلخراش چپخیں فارم ہاوس پر

گوخنہ لگی تھی

اسکے آنکھوں کے آگے اندھیرے چھانے لگا تھا

تبھی اسکی نظر صوفے کے پیچھے سفید فراک میں
کھڑی بھوری آنکھوں والی لڑکی پر پڑی
جو روتے ہوئے اسکی طرف دیکھ رہی تھی
شدید اسکی تکلیف پر وہ بھی تڑپ اٹھی تھی
صد خان کے انجیکشن لگاتے ہی ابان شاہ کی گرفت
ہلکی ہوئی جس پر شہنشاہ لڑکھڑاتے قدموں کے
ساتھ اس روتی لڑکی کی جانب بڑھا

علینہ----

ٹوٹ ٹوٹ کے الفاظ بیان کے تھے

وہ اس تک پہنچ پاتا اندھیرے نے اسے اپنی مکمل آغوش

میں لیا وہ زمین بوس ہوتا اس سے قبل وہ

وہاج کی مضبوطی بانہوں میں تھا

وہاج خان کی آنکھیں سرخ تھی

وہ شہزاد شاہ کو سہارا دیتا اوپر کی جانب بڑھا

"اچھا سن میری دور کی نظر کہتی ہیں

تیرے سے لڑکی تو دور لڑکا بھی سٹ نہیں ہوگا

تو زندگی بھر کنوارا رہے گا

وہاج خان نے قہقہہ لگاتے اسکی محبت پر چونٹ کیا

"کہہ بھی کون رہا ہیں وہ جس کی بیوی اسے منہ بھی

نہیں لگاتی اللہ ایسی زندگی کیسی کونہ دے"

شہزاد شاہ نے بھی قہقہہ لگاتے اسکے جلے پر نمک

چھڑکا

وہاج خان ماضی سے حال میں پہنچا

اسکی نظر شہزاد شاہ کے زرد چہرے پر پڑی

آنکھیں سو جھمی ہوئی تھی لب مسلسل کپکپاہٹ کا شکار

تھے گھانی پلکیں گیلی تھی

وہ آج کل ہر بات رو دیتا تھا

اسکی زندگی مسلسل ٹراما کی طرف جارہی تھی

وہاج خان کی آنکھیں نم ہوئی تھی

وہ اسے ایک نظر دیکھتا باہر کی جانب بڑھا



لالا اب کیا کرے اسکی حالت خراب تر خراب ہو رہی ہیں

وہاج خان نے سنجیدگی سے کہا

جس پر آہل ابان اور صمد خان نے نظریں جھکالی

پتہ نہیں مگر اسے ڈپریشن میں جانے سے روکنا

ہو گا اسے زندگی کی طرف لانا ہو گا

آہل نے سنجیدگی سے کہا

کیوں نہ اسکی شادی کر دی جائے؟

صمد خان نے سوچتے ہوئے کہا

تمہیں لگتا ہیں وہ راضی ہو گا؟

ابان نے گھورتے ہوئے کہا

جس پر صمد خان نے بے ساختہ نفی میں سر ہلایا

ویسے آئڈیا برا نہیں ہیں

آہل نے بے ساختہ کہا

ٹھیک ہیں پھر میں مورے سے بات کرتا ہوں

دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہیں!

ابان نے بھی ہاں می بھری

آہل ابان اور صمد مسلسل شہزاد شاہ کی شادی

کے بارے میں منصوبے بنا رہے تھے

اور وہاج خان تو ایسے تھا جیسے اسے فرق ہی

نہ پڑتا ہوں اسے پتہ تھا اسکا دوست کتنا شد و پسند ہیں۔

جب بچپن میں اسکی کٹی کی موت ہوئی تھی

تب سے اسنے کبھی کوئی بلی نہیں پالی تھی

وہ کہتا تھا

"جن سے محبت کی جائے اگر وہ ہم سے بچھڑے تو

اسکا مطلب یہ نہیں کے ہم انکی جگہ کیسی اور کو دے دے

جو انسان کیس خاص کا مقام وقت کے ساتھ بدلے

وہ انسان پیار کے اصلی معنی نہیں جانتا

یہ پھر اسنے کبھی سچی محبت کی ہی نہیں!"

جب وہ ایک بلی کی موت سے تا عمر نہیں نکل پایا

کیا ممکن تھا کہ وہ اپنے "عشق" کو بھول جاتا

نا ممکن وہاں خان نے نفی میں سر ہلایا

تم کیا کہتے ہو وہاں!

آہل نے خاموش بیٹھے وہاں سے کہا

وہ گڑیا کو کبھی نہیں بھول سکتا لالا

نہ ہی اسکی جگہ کیسی اور کو دے سکتا ہیں

وہ ابھی تھوڑاڑا میں ہیں

یقیناً آگے چل کر بھی رہے گا

مگر وہ آپ سب کے چہرے پر پریشانی دیکھ

مسکرانا شروع کر دے اور اپنی زندگی میں مواون

بھی کر دے گا

اسکے لیے بس اتنا کرے کے کوئی دوسری لڑکی

کو زبردستی اسکی زندگی میں نہ لائے

یہ پھر اسے گڑیا کو بھول جانے کا نہ کہے

وہ کبھی اس سے دستبردار نہیں ہو سکتا

آپ سب اسکی سچویشن سے ڈیل کرنا سیکھ جائے

وہ کچھ پل کے لیے کمزور ہیں

تا عمری کے لیے نہیں

وہاج سنجیدگی سے ایک ایک بات پر زور دیتا

باہر کی جانب بڑھا

اسکی گہری باتوں پر آہل ابان اور صمد خان

کچھ پل کے لیے خاموش ہو گے

وہ سب گہری سانس بھرتے باہر کی جانب بڑھے



وہاج خان سنجیدگی سے حویلی کی سڑھیاں

چڑھ رہا تھا جب منیزہ کی آواز پر روکا

اسلام علیکم وہاج کہا سے آرہے ہوں؟

منیزہ کمر پر ہاتھ ٹکاتی غصے سے بولی

جہنم سے کیوں چلنا تھا کیا؟

وہاج خان کے گھنی مونچھوں تلے انابی لب مسکرائے تھے

جیسے وہ بڑی مہارت کے ساتھ چھپا گیا

سرخی انگاری رنگ کی فراک پر ہم رنگ ڈوپٹہ

سر پر لیے غصے سے وہاج کو گھورتی وہ معصوم

بے انتہا خوبصورت لگ رہی تھی

آپ کا تعلق ہو گا وہاں سے ہمارا نہیں ہیں!

منیزہ نے بھی باقاعدہ حساب برابر کیا

اففف لڑکی بھولومت تم سے آٹھ سال بڑا ہوں میں

وہاج خان نے جھنجھلاہٹ سے کہا

کیسی نے بچپن میں کہا تھا ہم سے کہ وہ
کبھی بڑے ہونے کا روباہ نہیں جھڑے گا
منیزہ نے پرپل آنکھیں دیکھتے ہوئے کہا
یا اللہ کونسی ایسی منحوس گھڑی تھی
جب میں نے اس چڑیل سے یہ کہا
وہاج خان نے باقاعدہ اپنا ماتھا پیٹا
بلال کی موت کے بعد جب مریم لیل اور منیزہ کو
لے کر یہاں ای تھی

تب ساری حویلی کے لڑکے ان دو معصوم گڑیوں کے

دوست بننے کے لیے بے تاب تھے

اس پوری حویلی میں آہل سب سے بڑا تھا

جس بنا پر وہ ان کا لالا ثابت ہوا تھا

صمد خان لیل کو اپنی چھوٹی بہن کی طرح ٹریٹ کرتا

تھا مگر اسنے کبھی منیزہ کو منہ نہیں لگایا

وہاج خان سے لیل کی دوستی بھی اچھی تھی

مگر منیزہ کے تیور وہاج خان کو پریشانی

مبتلا کرتے تھے وہ کبھی اس سے بات نہیں کرتی تھی

مگر پرپل آنکھوں والی گڑیا اسے بہت پسند تھی

وہاں جب بھی اس سے بات کرنے کی کوشش کرتا

یا تو وہ اسے چونٹ پہنچاتی یہ پھر رونا شروع

کرتی تھی

وہاں خان کی گفٹ دینے کے بعد جا کر وہ مانی تھی

لیکن تب بھی اسکی شرط تھی کے

وہ اسے چھوٹوں کی طرح ٹریٹ کرے گی

کیونکہ اسے چھوٹے بھائی کی خواہش تھی

جس پر وہاج خان نے بھی ہامی بھری تھی

تب سے لے کر اب تک وہ اسے چھوٹوں کی طرح ٹریٹ کرتی

تھی

کیا کہا بھی تم نے!

منیزہ نے اسے بڑبڑاتے دیکھ کہا

کچھ نہیں!

وہاج خان دانت نکالتے ہوئے کہا

ٹھیک ہیں میں اب چلتا ہوں محترمہ!

وہاں جہان خان کہتا اوپر کی جانب بڑھا

وہ کئی دنوں سے تھکا ہوا تھا

اب اسے بس آرام کرنا تھا

وہ شہزاد شاہ کے سلسلے میں الویرا کا تو جیسے

بھول ہی چکا تھا

وہ بے حد تھکے انداز میں روم میں داخل ہوا

جب اپنے بیڈ پر کیسی وجود کو لیٹے دیکھ

وہ فوری ہوش میں آیا

جان خان!

وہاں جان خان الویرا کی طرف بڑھتا اسکے ماتھے پر

عقیدت سے لب رکھ گیا

اسکی غیر موجودگی میں اسکی مورے نے الویرا کا

خیال رکھا تھا مگر وہ پھر بھی خوف زادہ سی رہتی تھی

وجہ اسکے فیملی کو اسکے نکاح کے بارے میں ابھی تک

نہیں۔ پتہ تھا آغا جان کا کہنا تھا وہ اس ہفتے

باقاعدہ چوہدری خاندان سے بات کرتے الویرا کی
رخصتی کرا لے گے مگر تب تک وہ اس حویلی میں ہی
ٹھہرے گی

آغا جان کی بات پر سبھی نے ہامی بھری تھی
وہاج خان سرخ آنکھیں لیے اس مومی وجود کو دیکھ رہا تھا
اسکے آنکھوں کے آگے شہزاد شاہ کاروتا چہرہ
گدرا وہ تڑپ اٹھا تھا وہ شہزاد شاہ کی جگہ خود کو تصور
کر بیٹھا اسکے آنکھوں میں سرخی کے ساتھ ہلکی نمی

اتری محبوب کا پیچھڑ جانا موت کے مترادف ہوتا ہیں
وہ جان چکا تھا وہاں ج خان نے بری طرح خیالات کو جھٹکے
الویرا کے وجود کو بانہوں میں سختی سے جکڑے
پر سکون انداز میں آنکھیں موند گیا
وہ اسکے سخت حصار پر کسمپائی تھی
مگر تھوڑی دیر بعد وہ خود پر سکون ہوتی پھر سے
نیند کی وادیوں میں اتری



صمد خان تھکے تھکے قدموں سے حویلی لوٹا
جب اچانک اسکی ٹکمر نازک صنف سے ہوئی
وہ ابھی بری طرح زمین بوس ہوتی تبھی صمد کا
کسرتی بازو اسکے کمر کے گرد لپٹا
وہ جو گرنے کے ڈر سے آنکھیں موندے ہوئے تھی
اپنے وجود کو ہوا میں محسوس کر پر پل آنکھیں
جھٹ سے کھولی

انفص صمد زکون خانزادہ پور کا پورا اسکی نشیلی

آنکھوں میں ڈوبا

خان۔۔۔۔چھوڑے..

منیزہ اسے اپنی طرف پاگلوں کی طرح تکتا پا کر

خوفزدہ انداز میں بولی

نہ چھوڑو تو

صمد خان منیزہ کے ماتھے پر نرمی سے لب رکھتا

شوخی سے بولا

اسکے کھولے عام بے باک گستاخیوں پر منیزہ کا منہ کھولا تھا

اففف سوری!

نمین جو علجت میں کچن کی جانب جارہی تھی

صمد اور منیزہ کو رومانس کرتا دیکھ بوکھلائی

یا اللہ اس فسادان عورت نے دیکھ لیا اب تو گی کام سے

منیزہ نمین کو دیکھ رونی صورت لیے بڑبڑائی

کوئی بات نہیں گڑیا

صمد خان سرخ چہرہ لیتا اوپر کی جان بڑھا

ابھی بھی پکڑ کر رکھنا تھا نہ جانے کی کیا ضرورت تھی

منیزہ غصے سے صمد خان کی پشت کو گھورتی بولی

بڑبڑائی تھی

اگر اتنا دل کر رہا ہیں شوہر کے پاس جانے کا تو

جاو نہ محترمہ کچن کا کام میں سنبھال لوگی

نین منیزہ کے تقاب میں دیکھتی شرارت سے بولی

تم کمینی عورت رو کا ذرا

منیر سرخ چہرہ لیے اسکے پیچھے بھاگی

نین آگے آگے جبکہ منیزہ اسکے پیچھے پیچھے

تبھی اچانک نین کی ٹکردیوار نمودار وجود سے ہوئی

وہ گرتی اس سے قبل نیلی آنکھوں والے نے اسے اپنے

قریب کر لیا وہ منہ کھولے اپنے سامنے کھڑے اس مہینے

خان کو دیکھ رہی تھی

یہ بھاگنے کی جگہ دیکھتی ہیں تمہیں لڑکی

آہل غصے سے بولا

نہیں تو چلنے کی جگہ ہیں!

نین نے آنکھیں جھپکتے کہا

اففف! دفعہ ہو جاو لڑکی اس سے پہلے میرا سر گھوم جائے

آہل خانہ کے برے برے زاویہ بناتا بول

گھومے ہوئے سر کو کتنا گھومائے گے آپ "خاناں"

نین شہرت سے کہتی آہل کو مزید تپاگی

جنکے اسکے خاناں کہنے پر اسکا دل زوروں سے دھڑکا

وہ دونوں ایک دوسرے بے انتہا قریب تھے

آپ دونوں پلیز خاموش ہو جائے

منیزہ منہ کھولے دونوں کو دیکھ رہی تھی

جو کاٹ کہنے والی نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے

منیزہ کی آواز پر دونوں ایک دوسرے سے دور ہٹے

آئندہ میرے سامنے نہ آنا

آہل غصے سے کہتا وہاں سے واک اوٹ کر گیا

آئندہ میرے سامنے نہ آنا

نین آہل کی نقل اڑاتی غصے سے بولی

یہ کیا تھا نین لالا سے ایسے بات کرتے ہیں کہ وہ بڑے

ہیں ہم سے

منیزہ نفی میں سر ہلاتی تاسف سے بولی

بڑے ہیں تو کیا روعب جھڑے گے میں نین ابراہیم

کیسی کی اونچی آواز تو دور گھورتے آنکھوں کو بھی

برداشت نہیں کرتی پھر یہ تو آئے جب میری کلاس لینے

لگ جاتے ہیں

نین نے منہ کے کیوٹ زاویے بناتے ہوئے کہا

بھول جا میری ماں وہ پہلے سے ہی ایسے ہیں

انکا مزاج تھوڑا سا کھڑوس ہیں بٹ وہ دل کے

اتجھے ہیں

منیزہ نین کو پیار سے سمجھاتی ہوئی بولی

ہاں ٹھیک اب زیادہ لیکچر نہ دو رومانس کی ٹیپ دیتی ہوں

وہ اپلائے کرنے کا سو نہجو

نین سنجیدگی سے کہتی باہر کی جانب بڑھی

وہ جو اسکی باتیں غور سے سن رہی تھی

اسکی آخری بات پر سٹپتاتے نین کے پیچھے بھاگی



حوریم گہری سوچ میں بیٹھی تھی

اسے ریسٹورنٹ میں آئے آدھے گھنٹے سے اوپر کا وقت

ہو چکا تھا جبکہ فیض شاہ ابھی تک نہیں آیا تھا

اس رات کے بعد وہ شخص دوبارہ کمرے میں نہیں آیا تھا

حوریم نے ابان سے کہہ کر حویلی کی سکریٹری

ڈبل کر دی تھی وہ اب پر سکون سی تھی

تبھی اسکی نظر سامنے سے آتے فیض پر پڑی

جو اس وقت سیاہ کوٹ پینٹ پر، گوری رنگت لیے

تراشی ہوئی بریڈ، گھنی مونچھیں، پرکشش نقش
دودھیا گردن پر چمکتا سیاہ تل، ہلکی نیلی آنکھیں
لیے وہ کئی نظروں کا مرکز بنا اسکی خوبصورتی سراہنے
جائے قابل تھا حوریم کی نظر اس سے ہوتی
اسکے ساتھ چلتی لڑکی پر پڑی
جو سیاہ جینز پر، وائٹ شرٹ پہنے جو صرف اسکی کمر
تک آتی تھی، سنہرے بالوں کو کھولا چھوڑے

انتہامیک اپ لگائے وہ لڑکی بھی کئی مردوں کی نظر کا مرکز بنی اسکی ہر
کی ٹک ٹک ہر کوئی اس کی طرف
دیکھ رہا تھا
نظر میں عزت نہیں غلازت تھی ہوس تھی
جو وہ لڑکی سمجھنے سے خاصر تھی
اسلام۔۔۔
حوریم ابھی سلام کرتی جب وہ لڑکی بول اٹھی
سو تو یہ ہیں تمہاری منکوحہ؟

اس لڑکی کی آنکھوں میں حقارت تھی

وہ بے پسندی نظروں سے حوریم کو دیکھ رہی تھی

جو اس وقت سفید گھرے دار فراق پر ہم رنگ

ڈوپٹہ لیے اپنے گرد مہرون پشمینہ شال لپٹے

ہر عارضی اشیاء سے پاک چہرہ لیا

وہ نظر لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی

اس لڑکی کے سوال پر فیض نے ہاں میں سر ہلایا

یہ کون ہیں؟

حوریم نے بے چینی سے کہا

میری گل فرینڈ اور آگے چل کر ہونے والی "من چاہی بیوی"

فیض نے مسکراتے چہرے کے ساتھ کہا

مگر اس کی مسکراہٹ مصنوعی سی تھی

وہ خود نہیں سمجھ پا رہا تھا کیوں مگر وہ ادا اس سے تھا

آ۔۔۔ آپ۔۔۔ مزاق۔ کرے رہے۔۔۔ ہیں نہ

حوریم کو لگا اسے سننے میں غلطی ہوئی ہیں

وہ لڑکھڑاتے لہجے کے ساتھ بولی

دیکھو حوریم شاہ میں تم میں انٹر سٹڈ نہیں ہوں

نہ آج نہ کل جس طرح تم مجھے پسند کرتی ہوں

میں روز لن کو اسی طرح پسند کرتا ہوں

میں اور روز لن کا لُج ٹائم سے ایک ساتھ ہیں

سو پلیرز تم اپنے بابا سے کہہ کر یہ رشتہ توڑ دو

میں نے اپنے ڈیڈ سے کہا مگر وہ کیسی صورت میری

بات مانے کے لیے تیار نہیں ہیں

فیض نے آج کافی وقت بعد اس سے نرمی سے بات کی تھی

وہ بھی اسلے کیونکہ کہ وہ اسے چھوڑنا چاہتا تھا

کیسا مزاق تھا قسمت کا وہ نامحرم عورت کے لیے

اپنے محرم حق حلال کی بیوی کو چھوڑ رہا تھا

حوریم شاہ کی آنکھوں سے آنسو بہتے گالوں کی زینت

بنے وہ سر جھکائے رو پڑی تھی

اسکا مدہم آواز میں رونا سسکیوں میں بدلہ

فیض پہلو پر پہلو بدل رہا تھا

وہ خود کی کنڈیشن سمجھنے سے خاصر تھا

وہ تو اس سے طلاق لینے والا تھا اسکے دل کی ملکہ

روز لن تھی مگر ناجانے کیوں دل اس لڑکی کی حمایت

کر رہا تھا

اسکے رونے پر روز لن نے حقارت سے نظریں پھیری

اچانک اسکی نظر فیض کے بند مٹھیوں پر پڑی

جیسے وہ خود کو اس کی طرف جانے سے روکے ہوئے ہیں

وہ حیرت سے اسے دیکھ رہی یہ پہلی بار تھا

جو وہ کیس کے لیے پریشان نظر آ رہا ہوں

جان کیا ہوں؟

وہ آنکھوں میں مصنوعی فکر مندی لیے بولی

مجھے کیا ہونا؟

وہ حیرت سے اسے دیکھتے بولا

اسکے سوال پر روز لن نے بند مٹھیوں کی طرف اشارہ کیا

جس پر اسکی بھی آنکھیں حیرت انگیز طور پر

پھیلی وہ گہری سانس بھرتا خود کو پر سکون کر گیا

اسکی ہلکی نیلی آنکھیں پل میں بے حسی سے بھری

اف تم یہ رونادھونا بند کرو اور اس پیپر پر سائن کرو

فیض کافی غصے سے بولا

حوریم شاہ نے آنکھوں کو بے دردی سے صاف کیا

ایک موقع تو دے کر دیکھو ہمارے رشتے کو؟

حوریم شاہ نے نم آنکھوں سے ایک آخری کوشش کی

اگر اسکے بھائی اور بیسٹ فرینڈز ہوتے تو غش کھا کر

کب کر گر جاتے وہ اتنی کمزور نہیں تھی

مگر انہے کون سمجھائے محبت اچھے اچھوں کو جھکا دیتی

ہیں پھر وہ تو ٹھہرے اشرف المخلوقات

کتنی گری ہوئی ہو تم لڑکی!

جب میں وہ مرد ہو کر بار بار کہہ رہا ہوں نہیں رہنا تو

کس بات پر امیدیں لگائے بیٹھی ہو

روز لن سے رہا نہ گیا وہ غصے سے دھاڑی تھی

اسکے گھٹیا الفاظ پورے ریسٹورنٹ میں گونجے

حوریم شاہ کا چہرہ پل میں سرخ ہوا

وہ ضبط سے مٹھیاں بھینچے بیٹھی تھی

وہ اس ستم گر کے جواب کی منتظر تھی

تم جیسی لڑکی کے نکاح میں رہنا تو ہیں سمجھتا ہو میں

تم جیسی لڑکی کو دماغ کے ڈاکٹر کی ضرورت ہیں

میں جب کہہ رہا ہوں نہیں رہنا تمہارے ساتھ

کیونکر زبردستی مجھے اس بے تکرے رشتے میں باندھنے

میں لگی ہوئی ہوں

فیض نے دھاڑتے ہوئے کہا تھا

اف اس ستمگر کا جواب نے اسے کہی کا نہیں چھوڑ تھا

تو یہ تمہارا آخری فیصلہ ہیں

حوریم شاہ "آپ" سے "تم" پر اتری تھی

جو مقابل نے شد سے نوٹ کیا

وہ ایک لمحے کے لیے چونکا

پھر دھیرے سے سر ہلایا

میرا بھی یہی ماننا ہیں مسٹر فیض

چلے پھر کیوں نہ اسی بات پر تین لفظی طلاق ہو جائے

حوریم شاہ نے چل انداز میں کہا

یہ جواب نا جانے کیوں مقابل کے تن بدن میں آگ لگا گیا

روز لن نے حیرت سے اس لڑکی کو دیکھا

جو کچھ دیر پہلے رو رو ہی تھی

اور اب بے تاثرات جذبے لیے انہے گھور رہی تھی

ٹھیک ہیں جان یہ لو پیپر سائن کر دو

روز لن نے بیگ سے پیپر نکالتے ہوئے کہا

روز لن کی آواز پر وہ ہوش کی دنیا میں لوٹا

وہ پیپر کو ایک نظر دیکھتا حوریم شاہ کو دیکھ گیا

جو بے تاثرات نگاہوں سے اسے دیکھ رہی تھی

وہ لرزتے ہاتھوں سے ڈیورس پیپر پر سائن کر گیا

اسکے ہاتھوں کی لرزہٹ صرف روزلن نے نوٹ کی تھی

حوریم شاہ تو ناجانے کونسے خیالات میں کھوئی ہوئی تھی

یہ لو تمہاری باری!

روزلن نے حقارت سے اس لڑکی کو دیکھتے ہوئے کہا

حوریم شاہ نے گہری سانس بھرتے خود کو پرسکون کیا

اسکے آنکھوں میں نمی تیزی سے اتری

تبھی اسکے کانوں میں ابان شاہ کی آواز گونجی

"یہ دنیا بے حس لوگوں سے بھری ہوئی ہیں حور

جتنا انہیں اپنے دل میں جگہ دو گی وہ تمہیں

اتنا ہی زخمی کرے گے

اس سے اچھا ہیں تم اپنے دل پر پہرے لگا دو

خود کو اذیت سے بچا پاو گی رونہ دل کا زخم ناسور

بننے تمہاری خوشیاں کھالے گا"

حوریم شاہ نے نیلی سمندر جیسی آنکھوں کو بے دردی سے

رگڑا وہ کمزور نہیں تھی ہر گز نہیں

وہ اپنے لڑتے بدن پر قابو پاتی ان پیپر سائن کرگی

اسکے سائن کرنے کی دیر تھی

وہ کاغذی طور پر اور اسلامی طور پر

اسے چھوڑ چکا تھا

میں فیض جنید شاہ حوریم سفیر شاہ کو

پورے ہوش و ہوس میں طلاق دیتا ہوں

طلاق دیتا ہوں

طلاق دیتا ہوں

وہ اب حوریم فیض شاہ سے حوریم سفیر شاہ بن چکی تھی

حوریم کے لبوں پر تلخی بھری مسکراہٹ دوڑی

اف تھینک گاڈ اس گری لڑکی۔۔۔۔

روز لن ابھی اپنے دل کے پر سکون ہونے پر شکر کلمہ ادا

کرتی تبھی اسکے چہرے پر زناٹے دار تھپڑ پڑے

چٹاخ!

چٹاخ!

چٹاخ!

ایک کے بعد کئی تھپڑ اسکے گالوں کی زینت بنے تھے

فیض جو اپنے الجھے جذبات میں کھویا ہوا تھا

تھپڑوں کی آواز پر اسکی نظر حوریم شاہ پر پڑی

جو روز لن کے گال سرخ کر چکی تھی

حوریم شاہ خون اترتی آنکھوں سے اسکے سنہرے
بالوں کو پکڑتی سر کو بے دردی سے ٹیبل پر پٹک گئی
سب منہ کھولے اس نازک لڑکی کو دیکھ گئے
جو چند لمحے پہلے رور رہی تھی
اور اب ایک شیرنی بنی ہوئی تھی
سر ٹیبل پر کافی زور سے لگا تھا
روز لن کے ماتھے سے خون نکلنا شروع ہو چکا تھا
وہ اگلے لمحے بے ہوش ہو گئی

حوریم شاہ اسکے بے ہوش وجود کو پرکشش مسکراہٹ کے

ساتھ دیکھتی اپنی شال خود پر اچھے سے لپٹ گی

کیا کیا تم نے یہ؟

فیض غصے سے دھاڑا تھا

وہ اسکے بازوؤں کو سختی سے جکڑے اسے اپنے قریب

کر گیا

تبھی اچانک اسکے گال پر زوردار مکہ جڑا گیا

حملہ اچانک ہوا تھا اسکا سر گھوم کر رہ گیا

حوریم شاہ خون اتری آنکھوں سے دیکھتی اسکے حصار
سے نکلی

دور رہے گامسٹر فیض شاہ یہ

حوریم سفیر شاہ ہیں تمہاری کی محبوبہ نہیں جو

مجھے چھو رہے ہیں

حوریم شاہ نے غصے سے کہا

فیض تو منہ کھولے اس لڑکی کو دیکھ گیا

جو تھوڑی دیر پہلے محبت کی بھیک مانگ رہی تھی

اور اب اسکے جڑے کو ہلاگی

وہ شدید بھول گیا تھا

جب عورت کیسی سے نفرت کرنے اترے تو وہ

مردوں کو پیچھے چھوڑ جاتی ہیں

عورتیں جذبے کے معاملات طے مردوں سے آگے ہوتی ہیں

وہ چند لمحوں پہلے اسکی بیوی کی حیثیت سے

اسکی اونچی اور بے حس بھری باتیں سن رہی تھی

مگر اب وہ اسکی بیوی نہیں تھی

وہ اب صرف حوریم سفیر شاہ تھی

اور ہاں رہی بات تمہاری اس

محبوبہ + ہونے والی من چاہی بیوی کی تو اس لے

پیٹا ہیں کیونکہ یہ حوریم شاہ کے کردار پر سوال

اٹھا رہی تھی اس کی حالت اس سے بتر کرتی مگر کیا ہیں نہ

میرے اس دل کو ترس آگیا اس پر

چھوٹی سی سزا دیتے اسے چھوڑ رہی ہوں

اور ہاں ایک بات یاد رکھنا مسٹر فیض تم نے

میری پاک محبت کو خون کے آنسو رو لایا ہیں

مکافات عمل میں تمہاری محبت نہیں بلکہ عشق خون

کے آنسو روئے گا تم بھی تڑپو گے جس طرح میں تڑپ ہوں

تم بھی اپنے عشق کے ہاتھوں ذلیل و رسوا ہو گے

تم بھی کھالی ہاتھ رہو گے جیسا میں رہی ہوں

تم بھی اپنے عشق کو کھو گے

س طرح آج میں بے بس تمہیں کیسی اور کے ساتھ دیکھتی رہی تم بھ

اپنے عشق کو کیسی اور کی بانہوں کے حصار

میں پاوگے

یہ بددعاہیں حوریم سفیر شاہ کی

بددعاہیں اس پاک محبت کی جیسی تم نے روند ڈالا

بددعاہیں اس پاک دامن لڑکی کے تم پر بھی قیامت

گذرے گی

یادر کھنا میری بات تم!

حوریم شاہ بے بسی سے روتے ہوئے اسے بددعائیں

دیتی باہر کی جانب بڑھی

مگر اس معصوم کو کیا پتہ تھا وہ قبولیت کی گھڑی تھی

اسکی بد دعائیں سنی جا چکی تھی

وہ بے حس حرکت کھڑا سے دیکھ گیا

تبھی اچانک اسکی نظر روز لن پر پڑی جو بے ہوش پڑی تھی

حوریم شاہ نے اسے صرف بے ہوش کیا تھا

وہ بچپن سے ابان اور شہزاد کے ساتھ رہی تھی

دونوں اسے اچھی فائننگ سیکھائی تھی

فیض تڑپتا ہوا روز لن کو بانہوں میں بھرے

باہر کی جانب بھاگا



اپنے گرد سخت حصار محسوس کروہ جی جان سے کانپی

وہ جانتی تھی جس کے حصار میں وہ قید ہیں

وہ کوئی اور نہیں اسکا شدت پسند شوہر تھا

اسکی گرے آنکھیں اپنے سنہرے بالوں میں منہ چھپائے

پر سکون نیند سوتے وہاں خان پر پڑی

اسکی نرمی گرمی سانس میں اپنے گردن پر بکھرتی محسوس

کر اسکا چہرہ چہرہ سرخ پڑا تھا

وہ دھیرے سے اسکے حصار سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی

مگر وہ تھا جیسے اسے پوری طرح قید کئے ہوئے تھا

وہاج۔۔۔۔ چھوڑو

الویرا نے لرزتے ہوئے کہا

یار پلینز سونے دو

وہاج خان اپنا حسین چہرہ گردن پر رب کرتا

پھر سے سو گیا

اسکی آواز کی دنوں بعد سنی تھی

وہ سانس روکے ہوئے تھی

ت۔۔۔ تم۔۔۔ نے۔۔۔ کہا۔۔۔ تھا۔۔۔ تم۔۔۔ ٹچ

۔ نہیں کرو گے

وہ دھیرے سے بولی

اسکا لہجہ نارمل تھا مگر الفاظ بے حسی سے بھرے

وہاں جہاں کو یہی لگا

وہ پل میں اسے اپنے تنگ حصار سے

آزاد کرتا اپنا رخ دوسری طرف موڑ گیا

الویرا کو لگا تھا وہ اسے اچھا خاصا سنائے گا

مگر وہ تو اسے اپنی قید سے آزاد کر گیا

الویرا کے دل میں درد سے اٹھا تھا شدید

برا لگا تھا قید سے آزاد کرنا

مگر دماغ تو خوش تھا

وہ دل اور دماغ کی سونچوں میں الجھی اسکی پشت

کو تک رہی تھی

مجھے کیا اچھا ہی ہیں اس نے چھوڑ دیا!

آخر کار دماغ کی سنتی وہ بے حسی سے بولی

مگر ناجانے کیوں اسکے الفاظ کا ساتھ دل نہیں دے رہا تھا

الویرا کی نظر گھڑی پر پڑی جہاں پر عصر کا وقت

ہو رہا تھا

اتنی دیر؟

وہ بے یقینی سے بڑبڑائی

وہ علجت میں اٹھتی واش روم کی طرف بڑھی

منیزہ کے دئے گے کپڑوں میں سے اس نے سفید

فراک کا انتخاب کر گئی

اسکا پہلا شوہر جیسا بھی تھا

مگر اسکے اسٹیٹس کے مطابق رکھتا تھا

مگر جب سے اس حویلی میں آئی تھی

اسے اپنا آپ بے مول لگ رہا تھا

وہاج خان کی مورے شرمندگی کے چلتے اس سے دور دور

رہتی تھی صمد خان کی مورے اور منیزہ کی مورے

اسکا خیال رکھتی تھی

مگر وہ ان سب کو فیس کرنا نہیں چاہتی تھی

اسلئے وہ روم سے کم ہی باہر نکلتی تھی

آج آغا جان نے سب کو ڈنر پر رہنے کی سختی سے تعائید

کی تھی اسلئے وہ آج تھوڑی نروس سی تھی

وہ شاور لے کر نکلی تھی

جس اسکی نظر شرٹ لیس کھڑے وہاج خان پر پڑی

وہاج خان فون پر ضروری باتیں کرتے اپنے

الماری کی طرف بڑھا تبھی اسکی نظر منہ کھولے

الویرا پر پڑی جو سفید گھیرے دار فراک پہنے

سنہری گیلی زلفیں لے منہ کھولے وہاں خان کے دل کے

تاروں کو چھیڑ چکی تھی

گندمی رنگت پر فراک بے انتہا قیامت ڈھا رہا تھا

وہاں خان بھول چکا تھا دوسری طرف کیا کہا جا رہا ہیں

وہ بھول چکا تھا اسے سانس بھی لینا ہیں

وہ بس بنا سانس لیے پورے حق سے الویرا کے

بدن کا جائزہ لے رہا تھا

جبکہ دوسری جانب اسکے دودھیا چٹانی برہنہ سینے

کو دیکھ الویر اکا منہ کھولا تھا

عبیر بس عام نقش کا مالک تھا

تھوڑا سا موٹا بھی اسکی رنگت بھی بس معمولی سی تھی

مگر سامنے کھڑے وجود کا تو حسن ایسا تھا

جیسے وہ کوئی اور مخلوق ہوں

چھ فٹ سے نکلتا قد، کسرتی وجود، دودھیا رنگت

پٹھانی نقش وہ حسن سے بھرپور مرد تھا

الویرا کے ذہن میں نا جانے کیا سمائی تھی

جو وہ اسکے قریب کھڑے سکس پیک کو چھوا تھا

وہاں خان اسکی حرکت پر منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا

وہ جو اسکے قریب آنے پر رونا شروع کرتی تھی

اب خود چل کر اسکے پاس آئی تھی

اویہ سچ میں اصلی ہیں؟

الویرا کو جیسے یقین نہیں آیا تھا

اسکے سوال پر وہاج خان نے بھوری آنکھوں کو مزید

پھاڑتے ہاں میں سر ہلایا

اسکے ہاں میں سر ہلانے پر وہ پھر سے اسے چھونے لگی

اسکے چہرے پر خوشی تھی

پہلی نہیں کہہ سکتی تھی سکس پیک سپند ہیں اسے

نکاح کے وقت شرٹ لیس ہو جاتا اور یہ یوں ہی

قبول ہیں کہہ دیتی!

وہاج خان بڑبڑایا تھا

اسکی بڑبڑاہٹ پر الویر اخوابوں کی دنیا سے باہر آئی

اوسوری مجھے یہ نہیں کرنا چاہیے تھا؟

وہ قدر شرمندگی سے بولی

اسکی شرمندگی محسوس کروہاج خان خاموش ہوا تھا

کیا یہ اصلی ہیں؟

الویر اکونجانے کیوں مگرا بھی بھی یقین نہیں آیا تھا

اسنے صرف فلمیمیں دیکھے تھے

اگراسکے شوہر کے پاس ایسے سکس پیک تھے تو

کیا ہی بات تھی

نہیں چور بازار سے لے کر آیا ہوں اچھے ہیں نہ؟

اب کی بار وہاج خان نے جھنجھلاہٹ بھرے لہجے میں کہا

الویر اسکے جواب پر ڈوٹے لیتے باہر کی جانب بڑھی

مگر جاتے ہوئے بھی وہاج خان کے وجود کو اپنے نظروں

کے حصار میں لیے ہوئی تھی

نہ جانے وہ کون سی لڑکیاں ہوتی ہیں جو شرماتی ہیں

میری والی تو ندیوں کی طرح تاڑ رہی ہیں



Mine bold shameless woman

وہاں خان دھیرے سے بڑبڑایا

جبکہ الویر اتو خوش ہی ہو گئی تھی

اسکی خواہش تھی کہ اسکے ہونے والا شوہر

ہینڈ سم ہوں مگر اس قدر ہینڈ سم ہو گا اسے پتہ نہیں تھا

وہ چند پل کے لیے بھول گئی تھی

وہ جس مرد کے خیالات میں کھوئی ہوئی ہیں

وہ اس سے نفرت کی دعویٰ دار ہیں

(اف نہ جانے کیا بنے گا ہماری بولڈ ویمن کا 😊)



مام متے نہ پننایہ؟

(مام مجھے نہیں پننایہ؟)

کاشف نے ضدی لہجے میں کہا

وہ ضد کا بے انتہا پکا تھا جس پر منیزہ سر پکڑ کر

بیٹھ گئی جب سے طلحہ کو اسنے پہلے تیار کیا وہ تب سے

منہ پھولائے ہوئے تھا ہر چیز میں نقص نکال کر

منیزہ کو رونے والا بنا گیا تھا

وہ کاشف کے اندر بے انتہا پوسٹسیون تھی منیزہ کو لے کر

اف کاشو ضد نہیں کرتے

منیزہ نے کاشف کو پیار سے کہا

جس پر وہ رونا شروع کر گیا

نہیں پینا نہیں پینا

(نہیں پیننا نہیں پیننا!)

کاشف کے رونے سے اسکی خوبصورت کرسٹل گرے

آنکھیں سرخ ہوگی تھی

تیکھی ناک بھی بے تحاشا رونے سے گلابی ہوئی تھی

اچھا بچہ میرا میں کل سے آپ کو پہلے پہناوگی

پلیز اپنی مام کی بات مان کر پہن لو

منیزہ نے اسکے سرخ ہوتے گالوں پر لب رکھتے پیار سے کہا

منیزہ کے گالوں پر لب رکھنے سے ہمیشہ کی طرح

اسکے گال مزید سرخ ہوئے تھے

اتھا میں پن لو گا

(اچھا میں پہن لو گا)

کاشف منیزہ کی گردن میں چہرہ چھپاتا بولا

صمد خان دورازے پر کھڑا گہری نظروں سے تین کا

جانزہ لے رہا تھا

طلحہ تو تیار ہوتے ہی پھر سے سو گیا تھا

جبکہ کاشف نے منیزہ کے ناک میں دم کر دیا تھا

مگر وہ ماتھے پر بنا بل ڈالے اسے اچھے سے ہینڈل کر رہی تھی

صمد خان کی کر سٹل گرے آنکھوں میں ہلکی نمی اتری

وہ ماضی کے دردناک پلوں میں کھوسا گیا تھا

ماضی:

کیا کر رہی ہوں علیزہ کاشف رورہا ہیں جب سے
صمد خان کمرے کا دروازہ کھول کر اندر آیا جب اسکے
کانوں میں کاشف کے رونے کی آواز آئی
وہ تڑپتے ہوئے کاشف کی جانب بڑھا
اسے گود میں اٹھئے علیزہ کی جانب بڑھا

جو فون پر کیسی سے بات کر رہی تھی

فارگڈس صد خان تم نے کہا تھا بچے پیدا کرو

انہیں سنبھالنے کا ٹھیکا میں نے نہیں لے رکھا

علیزہ طنزیہ بولی

ماں ہوں تم انکی علیزہ کیسے کر سکتی ہوں ان معصوموں

کے ساتھ

صد خان نے سر دلہے میں کہا

میں نے پہلے بھی کہا تھا یہ تمہارے بچے ہونگے

انکا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں ہوگا

علیزہ نے غصے سے چیختے ہوئے کہا

جس پر طلحہ کی نیند کھولی وہ اپنی کر سٹل بلیو

آنکھوں کو کھولے دھاڑے مار کر رونا شروع ہو چکا تھا

کیسی ماں ہوں تم یار!

صمد خان نے افسوس سے کہا

علیزہ بچے نہیں چاہتی تھی جب اسے پتہ چلا وہ

پریگنٹ ہیں اسنے ابارشن کرنا چاہا مگر صمد خان نے

اسے سختی سے منع کر دیا

وہ اللہ کی طرف سے دے جانے والے انمول تحفے

تھے وہ کیسے ان معصوم جانوں کو دنیا میں آنے سے روکتا

علیزہ نے بچے تو پیدا کر دے مگر وہ ان سے نفرت کرتی

کیوں یہ صمد خان ابھی تک نہیں سمجھ پایا

کبھی کبھی تو اسے لگتا تھا وہ ان دونوں کی ماں

ہیں ہی نہیں کوئی اتنا سنگدل کیسے ہو سکتا ہیں

چھ ماہ تک تو صمد خان نے ان دونوں کو سنبھالا تھا

پھر اچانک اسکی زندگی بدلی وہ ماں جس نے انہیں
کبھی چھو اتک نہیں تھا وہ ان پر محبت نچھاور کرنے
لگی تھی مگر پھر سے قسمت نے ان معصوم سے
ماں چھین لی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے

حال:

خان ہٹے راستے سے!

منیزہ پرپل انکھوں کو گھماتے ہوئے سختی سے بولی

صد خان منیزہ کی آواز پر ہوش میں آیا تھا

وہ بنا کچھ کہے واش روم کی جانب بڑھا

طلحہ سوچا تھا اسلئے وہ کاشف کو گود میں اٹھائے

باہر جانے کا ارادہ رکھتی تھی

مگر سامنے کھڑے صد خان کو دیکھ وہ رکی تھی

اسے تو لگا تھا وہ کوئی بے باک حرکت کرے گا

مگر اسکے خاموشی سے جانے پر کاشف اور منیزہ نے

ایک دوسرے کا چہرہ دیکھا

جیسے کہے رہے ہوں

صد خان کو کیا ہوا؟

منیزہ کاشف گالوں کو نرمی سے چومتی نیچے کی

جانب بڑھی مگر جانے انجانے میں اسکے خیالات کا

مرکز صد خان تھا



یہ لے انہیں بھی دھو جلدی!

وہ بے حد تھکی ہوئی تھی

تبھی پیچھے سے آتی آواز پر وہ مڑی

جہاں پر ملازمہ برتنوں کا مزید ڈھیر لیے کھڑی تھی

م۔۔ میں

وہ کچھ کہتی اس سے قبل وہ چیخ پڑی

مجھ سے زبان لڑائے گی تو

وہ آگے بڑتی اسکے چہرے پر تھپڑ جھڑ چکی تھی

تھپڑ اتنا شدید تھا وہ منہ پر ہاتھ رکھے کچن کے فرش

پر گری اسکے سیاہ ویران آنکھوں سے آنسو

لڑی کی مانند بہتے کچن کے فرش پر گرے تھے

جب سے ابرار نے اسے نکاح میں لیا تھا

تب سے لے کر اب تک وہ حویلی نہیں آیا تھا

اسنے ایک بار بھی اسے دیکھنے کی زحمت نہیں کی

وہ یہاں نہ ہو کر بھی اس پر ظلم ڈھارہا تھا

بی جان سے کہہ کر گیا تھا

دن میں اسے صرف ایک وقت کا کھانے ملے

وہ کھانے بھی ایسا جس میں رات کی سوکھی روٹی

پیاس، اچار کبھی سالن بچ جاتا تو اسے پھینک دیتے تھے

مگر اس معصوم کو نہیں دیا جاتا تھا

اس پر تو صرف ملازم ظلم کرتی تھی

حویلی والوں کو ابھی تک اسکے راز کے بارے میں پتہ

نہیں ہوا تھا یہ یوں کہا جائے تو ابرار نے پتہ لگنے نہیں دیا تھا

اسنے نکاح کو پوشیدہ رکھا تھا

ماہی کا بھار بھار سراپا کمزور تر ہو گیا تھا

سفید دودھیا جسم پر تشدد کے نشان رہتے تھے

جوبی جان کئے تھے

کہنے کو تو وہ ملازم تھی

مگر اس پر حکم ایسے چلاتی جیسے وہ اس حویلی کی

مالکن ہوں اس حویلی میں صرف شائستہ بیگم

ہی اس سے نرمی سے پیش آتی تھی

مگر آفرین بیگم اسے بی جان کی طرح ہی ٹریٹ کرتی تھی

ولی ابھی تک اسے بچانے نہیں آیا تھا

اگر آ بھی جاتا تو وہ کیسے اس ظالم کی قید سے نکلتی

وہ روتے ہوئے فرش پر بیٹھی رہی

اسنے دودنوں سے کھانا تک نہیں کھایا تھا

وہ ہچکیاں لیتی اپنی قسمت پر رودی

ارے چپ کر کوئی سن لے گا

اسکی سسکیاں سن بی جان نے بے دردی سے اسکے منہ پر

ہاتھ رکھا تھا ماہی کی سانسیں بند ہونے پر تھی جیسے

وہ اسے منہ سے پکڑے کھڑا کر گئی

ابھی اسکے منہ پر ایک بار پھر ہاتھ اٹھاتی

اس سے قبل کیسی کی مردانہ آواز گونجی

کیا ہو رہا ہیں یہاں؟

ابرار نے گرے آنکھوں کو اس نازک وجود پر گاڑتے

ہوئے کہا

جو اس وقت ملازم کے کپڑے پہنے ہوئے تھی

سیاہ سنہرے سلکی بال الجھے سے چوٹی کی شکل

میں مقید تھے، بھرے بھرے گلابی گالوں پر تھپڑ کے نشان

تھے

جانی پہچانی آواز پر ماہی کی نظر ابرار پر پڑی

جو اس وقت سفید شرٹ جس کے اوپری بٹ کھولے تھے

سیاہ پینٹ پر ہاتھ میں سیاہ کوٹ پکڑے

جیسے دیکھ کر لگا وہ آفس سے سیدھا کچن میں آیا ہوں

وہ حسن شہزادہ مگر بہت بے رحم تھا

ماہی نے اذیت کی انتہا ہر روتے ہوئے ہچکی لی

میں نے کچھ پوچھا ہیں کیا ہو رہا ہیں یہاں پر؟

ابرار کی آواز مزید سختی لیے ہوئے تھی

جس پر بے جان کانپ اٹھی تھی

وہ ماہی کو یہ کہہ کر تشدد کا نشانہ بناتی تھی

کے ابرار نے اسے سزا کے طور پر رکھا ہیں

جسکے ابرار نے بی جان کو کبھی ایسا کوئی حکم

نہیں دیا تھا یہاں تک کہ وہ اسکے کھانے پر بھی

پابندی نہیں لگا کر گیا تھا مگر اسے سزا کے طور پر

حویلی کا سارا کام کرنے کے لے کہا تھا

مگر بی جان کونہ جانے کیا دشمنی تھی اس معصوم سے

جواہر ار کی سزا کے ساتھ ساتھ اس پر تشدد، اور کھانے

پر پابندی لگادی تھی

بیٹا اس۔۔ منحوس نے مجھے گالی دی جب کے میں تو

بس یہ کہہ رہی تھی کے یہ برتن دھولے

الٹا مجھ سے زبان دارازی کرتے ہوئے مارنے کی کوشش

بھی کرنے لگی اسلئے میں نے اسے ایک تھپڑ مارا تھا بس

جس پر پاس پڑے چاقو سے حملہ کرنے لگی تھی

مگر یہ تو چھا ہوا آپ آگے اور آپ نے مجھے بچالیا

بی جان مصنوعی آنسو بہاتے ہوئے بولی

جسکے ماہی اسکے جھوٹ پر صدمے سے اسے دیکھ

رہی تھی ابرار کی نظر ماہی کے ہاتھ میں پکڑے

چاقو پر گی ماہی چاقو کو دھورہی تھی مگر

ابرار بنا سوئے سمجھے ایک زوردار

تھپڑ ماہی کے زخمی منہ پر جھڑ گیا

مقابل کا وار کافی جان دار تھا

وہ جو با مشکل کھڑے ہوئے تھی

اسکے تھپڑ کی بنا پر فرش پر گری وہ منہ پر ہاتھ رکھے

بے یقینی سے اسے دیکھ گئی جو بی جان کو اپنے حصار

میں لیے خون آشام نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا

تھپڑ جان لیوا تھا اسکا دماغ سن سی کیفیت میں تھا

وہ ریکٹ ہی نہیں کر رہی تھی اسکے سر میں درد کی

ٹیس اٹھی وہ صدمے کی کیفیت تھی

زندہ زمین میں گاڑ دو گاڑ کی اگر تم نے میرے کیسی

اپنے کو تکلیف دی

ابرار دھاڑتے ہوئے بولا

جبکہ بی جان اسکے حصار میں مسلسل مصنوعی آنسو

بہا رہی تھی شائستہ بیگم کے بعد بی جان نے اسے

اپنے بیٹے کی طرح پالا تھا وہ بچپن سے ہی شائستہ بیگم

زیادہ بی جان کے قریب تھا

اسکی دھاڑ پر ماہی ہوش کی دنیا میں لوٹی

میں۔۔۔ نے۔۔۔ ک۔۔۔ کچھ۔۔۔ نہیں۔۔۔ کیا

ماہی نے بامشکل کہا

وہ کیس ٹرانس کی کیفیت میں کہہ رہی تھی

کتنی جھوٹی ہیں یہ ابرار! کل اسنے مجھ سے بھی بد تمیزی

کی تھی اب دیکھو کیسے معصوم بن رہی ہیں

کہہ رہی تھی مجھے نہیں رہنا یہاں میں چلے جاوگی

یہاں سے

آفرین بیگم ابرار کی دھاڑ پر یہاں پر دوڑی چلی آئی تھی

حویلی میں اس وقت آفرین بیگم کے کوئی موجود نہیں تھا

آفرین بیگم کا اتنا کہنا تھا ابرار نے ماہی کو بالوں

سے پکڑا اسکی گرفت اس حد تک سخت تھی

ماہی کو لگا اسکے بال جڑ سے اکھڑ جائے گے

ناجانے کیوں سب اس معصوم کے پیچھے ہاتھ دھو کر

پڑے تھے

ابرار اسے بالوں سے پکڑتا ایک کے بعد کئی تھپڑ رسید

چکا تھا وہ پہلے ہی بے حال سی تھی

اسکے تھپڑوں کو برداشت نہ کر پاتے اس ظالم شخص

کے بانہوں میں جھول گئی

لے جائے اسے یہاں سے اگر اسنے کبھی دوبارہ بد تمیزی

کیا کہا کے وہ یہاں سے جانا چاہتی ہیں

یقین جانے تھپڑ کی جگہ بیلٹ سے کام لیجئے گا

وہ سرد آواز میں کہتا بی جان اور آفرین کو کپکپانے

پر مجبور کر گیا دونوں خاتون نے ایک دوسرے کو دیکھا

انہے لگا تھا وہ صرف اس پر دھاڑے گا

مگر ناجانے وہ معصوم اپنے قسمت میں کیا لکھا کر لائی تھی

جوان حویلی والوں کا تشدد کا نشانہ بن بیٹھی

ابرار اس بے ہوش وجود کو فرش پر ہی چھوڑتا

اپنے روم کی جان بڑھا

بی جان کو آج اس پر تھوڑی دیر کے لیے صحیح مگر

ترس آیا تھا وہ اس بے ہوش وجود کو اٹھاتی

کوڑ کی جانب بڑھی

ابرار روم میں آتا ہر چیز تہس نہس کر گیا

وہ آئینہ کے سامنے کھڑا خود کو دیکھ گیا

وہ ظالم تھا بے حد سفاک مگر جب سے منیزہ اسکی

زندگی میں آئی تھی وہ سنبھل چکا تھا

مگر جس روز سے وہ گئی تھی

وہ حد سے زیادہ ظالم بن بیٹھا

میں نے --- کچھ --- نہیں -- کیا

ماہی کی آواز اسکے کانوں میں پڑی

وہ ڈر سینگ کے مرار پر زور دار مکہ مار گیا

کانچ کے ٹکڑے زمین پر بکھرتے چلے گئے

اسکا دودھیا ہاتھ زخمی ہوا تھا

خون پانی کی طرح گرتا سفید فرش کو سرخ رنگ

سے داغدار کر گیا

اسکے ہاتھ پر چھوٹے چھوٹے کانچ کے ٹکڑے پیوست تھے

مگر اسے کہا پروا وہ تو بس بے دیہانی میں کیسی

اور کو سوئے جارہا تھا



اسکے گول مٹول زخمی چہرے پر پانی کے چھٹے مارے

گے وہ اپنا سردائیں بائیں پٹکتی نیم غنودگی میں تھی

اسے ہوش آیا گیا تھا اس لئے بی جان اسکے
زخمی وجود کو حقارت سے دیکھتی حویلی کی طرف بڑھی

پل۔۔۔ پلیر۔۔۔ چھوڑ۔۔۔ دو

وہ درد کے مارے بے ہوشی میں بھی تڑپ رہی تھی

قسمت میں لکھے چند پل اسکی زندگی کو جہنم بنا گے



عشاء کا وقت تھا

یہ منظر خان حویلی کا تھا

جہاں سارے فرد ایک ساتھ بیٹھے ہوئے تھے

سبھی خوشگوار موڈ میں ڈنرا بجوئے کر رہے تھے

وہاج اور الویرا ایک ساتھ تھے

دونوں کے چہرے پر سنجیدگی تھی

صد خان اور منیزہ بھی آج ساتھ تھے

صد خان مسلسل منیزہ کو چھڑ رہا تھا

کبھی اسکا مومی ہاتھ پکڑتا تو کبھی چپ کے سے

آنکھ مارتا آہل آغا جان کے دائیں جانب بیٹھا تھا

آغا جان کے بائیں جانب ابراہیم انکے ساتھ انکی شریک حیات

دونوں کے ساتھ ہی نین اور آبر تھے

جب بھی کبھی آہل کی نظر نین پر پڑی

یا پھر نین کی دونوں چیر پھاڑ نظروں سے ایک دوسرے

کو دیکھتے نین تو اچھے خاصے القابات سے نوازی

اسکے پھڑ پھڑاتے لبوں کو پڑھ آہل کا چہرہ تذلیل کے مارے

سرخ ہو جاتا تھا

جبکہ آبر اور لیل ان دونوں کو ایکسائیٹ انداز میں

دیکھ رہی تھی دونوں کی نوک جھوک پر وہ اپنی مسکراہٹ

بامشکل ہی روکے ہوئے تھے

آپ سب یہاں متوجہ ہوئے

آغا جان کی بھاری آواز پر سبھی متوجہ ہوئے تھے

کل آپ سب کو حفیظ علی کی طرف جانا ہیں

انکی بیٹی کا نکاح اور ساتھ رخصتی ہیں

آغا جان سنجیدگی سے کہا

آپ نہیں چل رہے بابا

زکوان خان نے سنجیدگی سے کہا

جس پر انہوں نے نفی میں سر ہلایا

کل جگرے میں کچھ کام ہیں اسلئے میں نہیں آسکتا

آغا جان نے نہ آنے کی وجہ بتائی

اچھا ٹھیک میں بھی نہیں جاسکتا

مجھے کچھ کام تھے

ابراہیم اور ہاشم خان پھر سے بیک وقت کہا

جس پر سبھی کے چہروں پر مسکراہٹ بھکری

اور ایسا کیا کام ہیں؟

انہوں نے گھورتے ہوئے کہا

اپنی بیگم کے ساتھ وقت گزارنا

ہاشم اور ابراہیم نے کہتے ہوئے

ایک دوسری کی شکل دیکھی

انکی بات سبھی کا قہقہہ گونجا

جبکہ نفیسہ (ابراہیم خان کی بیوی) اور

امیمہ (ہاشم خان کی بیوی)

سرخ چہرہ لے منہ جھکا گئی

شرم کرو تم دونوں

آغا جان نے انہیں شرم دلاتے ہوئے کہا

جس پر دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھ مسکراہٹ لیے

چہرہ جھکا گئے

ٹھیک زکوان خان تم چلے جانا سب بچوں کے ساتھ

کیس بڑے کا ہونا ضروری ہیں

آغا جان نے سنجیدگی سے کہا

جس پر زکوان خان کے چہرے پر مایوسی چھائی

کیا ہوا تمہیں بھی اپنی بیگم کے ساتھ گھومنے

جانا ہیں؟

انکے چہرے پر اداسی دیکھ آغا جان بھڑک اٹھے تھے

سب کا قہقہہ بلند ہوا تھا

جس میں سب سے اونچا ابراہیم اور ہاشم خان کا تھا

نہیں ایسا کچھ نہیں ہیں بابا وہ ضروری میٹنگ

اٹینڈ کرنے کی جانا ہیں

زکوان خان نے سرخ چہرہ لے کہا

جس پر سبھی نے اپنے قہقہہ کو روکا

ٹھیک ہیں تم گدھوں سے یہی امید تھی

آہل بیٹا تم سب کو اپنے ہمراہ لے جاو اور ہاں یاد

رہے سب کا خیال رکھنا

آغا جان پہلے اپنے تینوں بیٹوں کو کوسے آخر میں

آہل سے مخاطب ہوئے

جس پر اسنے فرمانبرداری سے ہاں میں سر ہلایا

اف کتنا مزائے گانہ

آبر اور لیل ایک ساتھ بولے

جس پر سب نے انہیں مسکراتے ہوئے دیکھا



اسکے گول مٹول زخمی چہرے پر پانی کے چھٹے مارے

گے وہ اپنا سردائیں بائیں پٹکتی نیم غنودگی میں تھی

اسے ہوش آیا گیا تھا اس لئے بی جان اسکے
زخمی وجود کو حقارت سے دیکھتی حویلی کی طرف بڑھی

پل۔۔۔ پلیر۔۔۔ چھوڑ۔۔۔ دو

وہ درد کے مارے بے ہوشی میں بھی تڑپ رہی تھی

قسمت میں لکھے چند پل اسکی زندگی کو جہنم بنا گے



سارے ملازم قطار بنائے کھڑے تھے

سب ڈنر کرتے اپنے اپنے روم کی جانب بڑھے

ابرا رسیاہ ہالف شرٹ پر سیاہ ٹریک پینٹ پہنے ہوئے تھا

وہ اپنے فون پر مسلسل اسکرولنگ کر رہا تھا

وہ کی دونوں بعد ہر کام سے فارغ ہو کر فیملی کے ساتھ

ٹائم اسپینڈ کرنے آیا تھا

اسکا سر درد سے پھٹ رہا تھا

بار بار وہ لڑکی اسکے خیالات میں آرہی تھی

وہ جھنجھلاہٹ سے اپنے برینڈیڈ فون کو دیوار پر مارا گیا

فون کی ٹکڑوں میں تقسیم ہوا تھا

وہ ڈنر کرنے نیچے بھی نہیں گیا تھا اسکے ہاتھ پر بینڈ تھ

دیکھ اسکی ماں نے کئی سوال کھڑے کرنے تھے

وہ تیزی سے نیچے کی جانب بڑھا

بی جان اس لڑکی کو میرے روم میں بھیجو

ابرار اپنا حکم صادر کرتا اوپر کی جانب بڑھا

اللہ اللہ اب تو اسکی پچی کچی عزت بھی گئی

بے جان شیطانی مسکراہٹ لیے بولی

وہ اچھے سے جانتی تھی سرداروں کو جس پر بھی

دل آئے وہ اسے اپنے بستر کی زینت بناتے ہیں
ابرار بھی کچھ ایسا ہی تھا مگر منیزہ کے اسکی زندگی
میں آنے سے وہ سدھر سہ گیا تھا

مگر وہ دھیرے دھیرے اپنے پرانے خول میں لوٹ رہا تھا
بی جان مسکراتے ہوئے کوڑ کی جانب بڑھی
جہاں وہ معصوم ہر مصیبت سے انجان پر سکون
نیند سو رہی تھی

اے اٹھ جا تجھے ابرار سائیں بلارہے ہیں

بی جان نے اسکے زخمی گال کو سختی سے تھپتھپاتے

ہوئے اٹھایا

جس پر اسنے ہڑبڑاتے ہوئے سیاہ آنکھیں کھولی

پل۔۔ پلینز۔۔ مجھے۔۔ چھوڑ۔۔ دو۔۔ میں۔۔ نے۔۔ کچھ۔۔ بھی

نہیں۔۔ کیا

ماہی نے روتے ہوئے بی جان کے پیر پکڑے

اف بڑا سکون ملا عالیہ (بی جان) کو

عالیہ کمینگی مسکراہٹ کے ساتھ بولی

چل جا جلدی ابرار سائیں بولا رہے ہیں تجھے

وہ اسکے بالوں کو بے دردی سے جکڑتی ہوئی بولی

جس پر ماہی کے رونے میں اضافہ ہوا

وہ ہاں میں سر ہلاتی حویلی کی جانب بھاگی

اسکا دل پل پل لرز رہا تھا

وہ اتنی کمزور نہیں تھی مگر جب سے یہاں پر آئی تھی

اسکا غور مان سب مٹی میں مل گیا تھا

حویلی کی صفائی کرنے کے چلتے اسے سبھی

فرد کے کمرے پتہ تھے جس وجہ سے وہ ڈرتی ہوئی ابرار کے

دروازے کے باہر کھڑی ہوئی

رات کے گیارہ بج رہے تھے وہ ڈر رہی تھی

اسکا گول مٹول چہرہ آنسو سے تر تھا

وہ دروازہ کھول کر اندرائی جہاں پر وہ حسن مغرور

سردار بیٹھا دیکھائی دیا

اسنے خوف کے چلتے ہچکی لی

ابرار کی نظر ماہی پر پڑی

جو اس وقت سیاہ سادھی سی شلوار قمیض میں ملبوس

سر پر چادر لے سیاہ شال کو اپنے گرد لپٹے ہوئے تھی

بھرے بھرے گلابی نچلے لب پر خون کی لکیر تھی

جواب خشک ہو چکی تھی سفید شفاف گالوں پر

تھپڑ کے نشان آب و تاب سے چمک رہے تھے

دائیں آنکھ میں خون سا جما ہو چکا تھا

اسکی آنکھ بے انتہا سرخ تھی

چھوٹی سے ناک سے بھی خون کی لکیر بہتی اوپر ہونٹ

کے تل کو چھو رہی تھی

اگر کوئی اس معصوم کو دیکھتا یقیناً نہ ترس آتا

مگر وہ ظالم سردار طنزیہ مسکراتے کے ساتھ اسے دیکھ

رہا تھا اسکے بھاری اعصاب اسکی حالت دیکھ پر سکون

ہوئے تھے

کیسا گا آج کا ڈوس!

ابرار صوفی سے اپنی پشت ٹیکا تا طنزیہ بولا

وہ سیگریٹ کے گہرے کش لیتا مسلسل اسکے وجود کو

دیکھ رہا تھا

دا۔۔۔ کا۔۔۔ خوف۔۔۔ کرے۔۔۔ سائیں۔۔۔ چھوڑ۔۔۔ دے مجھے

وہ بے انتہا تکلیف میں تھی

وہ معصوم اسکے قدموں میں گرتے اسکے پیر پکڑ گئی

جس پر ابرار کا قہقہہ گونجا تھا

وہ روتے ہوئے مسلسل اسے دیکھ رہی تھی

یہی مقام ہیں تمہارا جان آج کے بعد کبھی میرے

گھر والوں کو تکلیف دو گی تو اس سے دو گنی تمہیں

دونگا

ابرار اسکے بالوں پکڑتا غصے سے دھاڑا

جس پر ماہی کا چہرہ سرخ ہوا

میں نے کچھ نہیں کیا۔۔۔ پلیر بیوی کی حیثیت سے

مجھ پر ظلم مت کرے

ماہی نے مصنوعی معصومیت سے کہا

ہا ہا بیوی وہ بھی میری

ابرار ہنسا تھا

تمہیں اپنی رکھیل بھی رکھنا پسند نہ کرو تم بیوی

بننے چلی ہوں

ابرار نے نہایتی تذلیل بھرے الفاظ کا چناو کیا تھا

وہ کچھ پل تو اسے دیکھتی رہی اپنے ہاتھ کی پشت

سے آنسو صاف کرتے دور ہوئی تھی

ابرار نے حیرت سے اسے دیکھا

اف کیا کہنا ابرار الطاف چوہدری کا جیسے رکھیل رکھنا

پسند نہیں کرتے وہ اسے اپنے نکاح میں لیے ہوئے ہیں

ماہی نے طنزیہ کہا

تم لڑکی!

ابرار غصے سے اسکا جڑا پکڑ گیا

او تو اب ابرار چوہدری کو غصہ آرہا ہیں

ویسے ایک سوال پوچھنا تھا کیا نکاح کرنے والی

لڑکیاں رکھیل کہلاتی ہیں؟

یہ پھر صرف آپ کے نکاح میں آنے والیاں کہلاتی ہیں؟

ماہی نے تکلیف کو نظر انداز کرتے پھر سے کہا

چٹاخ!

ابرار نے اسکے پہلے سے زخمی گال پر ایک اور نشان

دیا تھا

چھ!

ماہی بڑبڑائی تھی

ابرار اس سے دور کھڑا تھا

اسلئے وہ سن نہ سکا اسے لگایہ لڑکی اسے گالیاں دے

رہی ہیں اسنے پھر سے منہ پر تھپڑ دے مارا

وہ کئی تھپڑ ایک ساتھ جھڑچکا تھا

بارہ!

ماہی ہونٹ کے کنارے سے نکلتے خون کی بوند کو

صاف کرتے ہوئے بولی

گالیاں دی رہی ہو تم مجھے ابرار چوہدری کو

گالیاں دو گی تم

ابرار ماہی کے چہرے کے قریب ترین اپنا چہرہ کرتا

غصے سے بولا

جس پر ماہی نے نفی میں سر ہلایا

تھپڑوں کی گنتی گن رہی ہوں

ماہی نے مدھم لہجے میں کہا

وجہ؟

ابرار کو شرمندگی نے گھیرا مگر وہ اپنے خول میں اترتا

غصے سے بولا

جس روز آپ معافی مانگے گے اس روز یہ گنتی یاد

کراتے آپ کو آپ کی اوقات یاد کراو گی

ماہی نے نڈر ہوتے کہا

اچھا تجھ جیسی (بہن۔۔ گالی) سے میں ابرار الطاف

چوہدری معافی مانگے گا اور اوقات کی بات کرے گی تو

آج تجھے تیری اوقات یاد دلاتا ہو رک

ابرار اسکے چہرے کے قریب اپنا چہرہ کر غصے سے دھاڑا

گالی پر ماہی کا چہرہ سرخ ہوا تھا

وہ پہلا مرد اور پہلا انسان تھا جس نے اسے گالی دی تھی

وہ اپنے بچپن سے اذیت جھیلی آئی تھی

مگر اس قدر ذلت پر وہ بے موت مری تھی

ابرار کہتے ہی اسے بانہوں میں بھرے بیڈ پر پٹک گیا

ماہی اسکے ارادوں کو محسوس کر روتی ہوئے بیڈ سے

اترنے کی کوشش کرنے لگی مگر وہ انتہا کا سفاک

بننا اسے بیڈ پر ڈالا گیا

اپنی شرٹ کو ریمو کر تا ماہی کے لبوں پر جھکا

اسکے لبوں کو اپنے انابی لبوں میں الجھائے اسکی اتنی

جاتی سانس کھینچ رہا تھا

ماہی تڑپتے ہوئے اسکے حصار سے نکلنے کی کوشش کرنے لگی

جس پر ابراہار ماہی کے کرتی کو گلے سے پھاڑ گیا

اہہ

ماہی کی چیخیں اسکے عمل پر گونجی تھی

اللہ کے لیے معاف کر دے مجھے نہیں کہو گی پھر

سے کچھ

ماہی اسکے لبوں کو اپنی دھڑکنوں پر محسوس کر

روتے ہوئے بولی

کبھی نہیں!

ابرار کی آنکھوں میں سرخی چھانے لگی تھی
میں نے کچھ بھی نہیں کیا پلینز چھوڑ دے میں
مجبور تھی سائیں! اگر میں آپ کے ساتھ وہ ناطک
نہ کرتی تو وہ مجھے کوٹھے پر بیچ دیتے

ماہی نے روتے ہوئے کہا تھا

جبکہ ابرار کے توکانوں پر پردہ سہ پڑ گیا تھا

اسکی آنکھیں خماری لیے ہوئی تھی

سفید دودھیا بدن لشکرے مار رہا تھا

ماہی کو ہر پردے سے آزاد کرتا

اسکی گردن پر جھکا تھا اپنے دانتوں کا شدت پسند

لمس چھوڑتا دل کے مقام پر آیا تھا

اسکے نرم ملائم گہرائیوں میں منہ دے وہ تو جیسے

ہوش کھو رہا تھا

جبکہ ماہی ہاتھ پیر مارتی مسلسل اسے دور کرنے کی

کوشش کر رہی تھی

اسکے دل کے مقام پر سے دانت ہٹاتا کمر پر لمس کی

بو چھاڑ کرنے لگا اسکے لبوں سے زیادہ اسکے دانتوں

کا لمس ماہی کے وجود پر بکھر رہا تھا

اپنے آپ کو بھی ہر پردے سے آزاد کرتا

ماہی کے روح میں بے رحمی سے شامل ہوا

درد کے مارے ماہی کے چپخیں عروج پر تھی

اللہ کرے مرجاؤں تم ابرا چوہدری مرجاؤں

تمہیں ایسی موت ملے جس پر نہ تم زندہ میں گئے

جاو نہ مردو میں کاش تمہارا مکافات عمل اس قدر

خوف ناک ہو کے لوگ تمہارے مرنے کی دعائیں کرے

یا اللہ!

ماہی تڑپتے ہوئے خدا کو پکار بیٹھی

قبولیت کا وقت تھا دعاسن لی گئی تھی

ظالم سردار کی قسمت سیاہی کی لپیٹ میں جا چکی تھی

وہ اس معصوم کے روتے وجود کو نظر انداز کر

مسلل اس پر پہلے سے زیادہ شدت ڈھارہا تھا

جسکے ماہی بے بسی کے چلتے خود کو اسکے سپرد

کر گئی

جاو یہاں سے!

ابرار تھک کر خود پر بلینکیٹ لیتا ماہی کے سائڈ پر لیٹا

دور سے فجر کی اذان گونج رہی تھی

ماہی برہنہ وجود کے ساتھ

کھوکھلی آنکھوں سے چھت کو گھور رہی تھی

اسکے آنسو خشک ہو چکے تھے

وہ بے تاثرات نگاہ سے اوپر دیکھ رہی تھی

جاو!

ابرار اب کی بار دھاڑا تھا

اسکی دھاڑ پر وہ کوئی بھی تاثرات لیے بنا

اپنی پھٹی قمیض کے ساتھ شلوار پہنے چادر کو

اچھے سے خود کے گرد لپٹے باہر کی جانب بڑھی

اسکے قدم اسکا ساتھ ہی نہیں دے رہے تھے

جس کام سے بچنے کے لیے اسنے وہ نالٹک کیا تھا

وہ اسی دلدل میں پھنس گئی تھی

کیا حضور تھا اسکا بس اپنی عزت ہی تو بچانا چاہتی تھی

وہ خود کو گھسیٹتی کوٹر کی جانب بڑھی

ابرار کی نظر اچانک داغدار بستر پر پڑی

وہ جھٹکے سے اٹھا تھا

اسے لگا وہ اس لڑکی کی زندگی میں آنے والا

پہلا نہیں ہیں مگر اسے کیا پتہ تھا

اس معصوم کے روح پر گہرے زخم دینے والا

وہ پہلا اور شدد آخری تھا

ابرار تیزی سے اسکے پیچھے بھاگا

مگر وہ تو کہی نہیں تھی

شدید وہ کوڑ میں جا چکی تھی

ابرار سر جھٹکتا صوفے کی جانب بڑھا

وہ اس پر بے انتہا شدد سے ڈھایا تھا

اسکی شدد کو برداشت کرنا ناممکن سے تھا

واش روم کے نیچے کھڑے ہوتے اسنے شاور اون کیا

اسکے کان میں مسلسل ماہی کے بد دعائیں گونج

رہے تھے

بے وقوف پانڈا بیر!

اسکے انابی لب ہولے سے بڑبڑائے تھے

وہ سر جھٹکاتا آنکھیں موند گیا



حور اب کیسی ہیں طبیعت!

سفیر شاہ اسکے ماتھے پر بوسہ دیتے پیار سے بولے

جی بہتر!

حوریم نے نیلی آنکھیں میں آئی نمی کو خود میں اتراتے

بامشکل کہا

ٹھیک ہیں آج تم ناشتہ ہمارے ساتھ کرو گی

سفیر شاہ نے نرمی سے کہا

حوریم نے ہاں میں سر ہلایا

اسکے ہماری بھرنے پر سفیر شاہ وہاں سے جا چکے تھے

انکے جاتے ہی اسکے آنکھوں میں موجود پانی اسکے

گلابی گالوں کی زینت بنا وہ روتے اپنا چہرہ تکے

میں چھپا گئی

اسنے ابھی تک حویلی میں کیسی سے طلاق کا ذکر نہیں

چھیڑا تھا

وہ کچھ وقت بعد خاموش ہوتی نیچے کی جانب بڑھی

حوریم اس وقت سیاہ جینز پر سیاہ ہی شارٹ فرائی

پہنے سنہرے بالوں کو کھولا چھوڑے

چہرہ پر ہلکی کریم لگائے

گلابی ہونٹوں کو پینک گلاوس سے مزید دلکش کرے

وہ قدم اٹھاتی ڈائنگ ٹیبل پر بیٹھی

اسکی نظر اپنے سامنے بیٹھے ابان شاہ پر پڑی

جو آج ضرورت سے زیادہ سنجیدہ تھا

اسلام علیکم لالا

حوریم نرمی سے سلام کرتی اسکے آگے پر سر کر گئی

جس پر ابان شاہ نرمی سے اسکی پیشانی چومتے

سر پر ہاتھ رکھ گیا

وعلیکم اسلام کیسی ہیں میری ڈارلنگ

ابان شاہ شرارت سے آنکھ ونگ کرتا بولا

جس پر حوریم شاہ کھکھلائی تھی

ٹھیک جانم

حوریم شاہ نے مسکراتے ہوئے کہا

کیا ڈارلنگ جانم لگا رکھا ہیں تم دونوں نے

نازیہ بیگم غصے بولی

جس پر دنوں نے اپنی زبانوں کو دانتوں میں دبایا

وہ سر جھکا کر خاموش ہو گئے جانتے تھے

انکی اماں سائیں ایک گھنٹے کا لیکچر دینا ہیں

شہزاد کہا ہیں ابان؟

سفیر شاہ نے سختی سے سوال کیا تھا

نہ جانے کہا تھا وہ ہر بار انہی اطلاع کر کے جاتا تھا

مگر اب تو بننا کہے ہی نکل گیا

جی کچھ ڈیل کے سلسلے میں لندن گیا ہیں

ابان شاہ کا چہرہ سنجیدہ ہوا تھا

اچھا خیریت میں اسے فون پر فون کر رہا ہوں
مگر مجال ہیں جو اسنے ایک دفعہ بھی اٹھایا ہوں
سفیر شاہ نے سوالہ نظروں سے اسکی جانب دیکھا
ہاں لالا میں نے بھی کی تھی کال مگر وہ فون نہیں
اٹھا رہے

حوریم شاہ نے بھی فکر مندی سے کہا
ہاں وہاں پر کچھ سگنل پر ابلم ہیں اسلئے وہ فون
نہیں اٹھا سکا اسنے فون کر لے بتایا تھا کہ آپ سب

کو کہہ دے پریشان ہونی کی ضرورت نہیں ہیں

تین دن تک وہ آجائے گا

ابان شاہ تفصیلی جواب دیتا باہر کی جانب بڑھا

ارے ابان ناشتہ تو کرتے جاو

نازیہ بیگم نے حیرانی سے کہا

نہیں مام کچھ کام ہیں آج نہیں کر سکتا

وہ اپنے فون پر مصروف انداز میں ٹائپ کرتا

باہر کی جانب عجلت میں نکلا

جس پر سبھی نے پریشان سے ایک دوسرے کو دیکھا



کیا یا اس بکو اس کار کو ابھی خراب ہونا تھا

وہ کار کے ٹائر پر زور سے کیک کرتی غصے سے بولی

وہ تھک ہار کر اپنی گاڑی کے اوپر بیٹھی

اسکے فون پر سگنل بھی نہیں آرہے تھے

یہ راستہ گوگل میپ میں شارٹ کرٹ تھا

مگر اسے کیا پتہ تھا لینے کے دینے پڑ جائے گے

وہ غصے سے منہ کو پھولائے ادھر ادھر دیکھ رہی تھی

وائٹ پینٹ پر ہالف وائٹ شرٹ پہنے گلے میں مفلمر

لیے، پریل اور سنہرے بالوں کی پونی بنائے

ویسٹرن نقش کے ساتھ وہ کیوٹ سی گڑیا

کیسی کا بھی ایمان ڈگمگاسکتی تھی

والیوائٹ نکھوں میں غصے سے سرخی چھا چکی تھی

یا اللہ یہاں سے کوئی کار بھی نہیں جا رہی

آدھے گھنٹے کر قریب ہو چکا تھا

مگر مجال ہو جو ایک بھی کار یہاں سے گئی ہوں
تبھی اسکی نظر سامنے سے اتی بیلک بی ایم ڈبلیو پر

پڑی اسکا منہ کھولا تھا

ایک تو کار آ نہیں رہی تھی اب آ بھی گئی تو اتنی مہنگی

ایسا نہیں تھا اسکے پاس نہیں تھی

مگر اس سنان راستے پر یہ کار ملنا ناممکن سی بات تھی

وہ اپنے سونچوں کو جھٹکتی جلدی کار سے اتری

وہ کار کے سامنے آ کے کھڑی ہوئی

کار کافی اسپیڈ سے آرہی تھی

مگر شکر خدا کا مقابل نے جلدی بریک لگادی

وہ ڈرتے ہوئے زمین پر بیٹھ گئی

اچھا ہوا اسنے بریک لگادی ورنہ اللہ کو پیاری

ہو جانا تھا میں نے

وہ منہ میں بڑبڑائی تھی

کیا گھٹیا مزاق ہیں کون ہو تم اٹھو یہاں سے

مرنے کا شوق ہیں تو ہائے وے پر جا کر کھڑی ہو جاو

گرین آنکھیں اس نازک صنف پر گاڑی تھی

جو ناجانے کہاں سے آکر اسکے

کار کے سامنے آکر خود کش کرنے پر

تلی تھی

پل۔۔۔ پلیر۔۔۔ مجھے۔۔۔ کچھ۔۔۔

وہ مصنوعی آنسو بہاتے ہوئے ابھی کہہ ہی رہی تھی

جب اپنے سانسے گرین آنکھوں والے مرد کو دیکھ

وہ حیران ہوئی

انکل آپ!

وہ ساری ایکٹنگ بھاڑ میں جھونک حیرت سے بولی

ہاں میں

ابان شاہ غصے سے بولا

ابان شاہ اس پانچ فٹ دو انچ لڑکی کو دیکھ کر رہ گیا

جوا بھی تھوڑی دیر پہلے آنسو بہا رہی تھی

اب بے دھڑک اسکے سامنے کھڑے سوال جواب کر رہی تھی

ہائے کیا کمال کے لگ رہے ہیں آپ

نورینہ نے بے باکی سے ابان کے بازو پر انگلی ٹریس

کرتے ہوئے کہا

جبکہ دل ہی دل میں خود کو سو گالیوں سے نواز تھا

ابان شاہ اس وقت سیاہ تھری سوٹ میں ملبوس

بھورے بالوں کو جل سے سٹکے

ہلکی تراشی برنڈ کے ساتھ گھنی مونچھیں

جن میں سختی سے پیوست گلابی لب، خوبصورت

نقش، اس پر تصادہری آنکھیں وہ دیوتاؤں جیسا حسن

رکھنے والا شخص سچ میں کمال لگا رہا تھا

اسنے کار میں بیٹھنے کا بہانہ بنایا کیا پتہ تعریف سن

کر اسے مال تک چھوڑ دے

ہاتھ ہٹاوا اپنا

ابان شاہ غصے سے دھاڑا تھا

اسکی دھاڑ کے لیے نورینہ بالکل بھی تیار نہیں تھی

اسکی اونچی آواز پر اسکے سر میں درد کی ٹیس سی اٹھی

اسکے آنکھوں کے آگے اندھیر چھانے لگا تھا

وہ ابھی زمین بوس ہوتی ابان کا کسرتی بازو

اسکی کمر کے گرد سانپ کے مانند لپٹا

وہ حیرت سے اسکی نازک مزاجی دیکھ کر رہ گیا تھا

ابان کے مطابق بھی اسکی دھاڑ اتنی بھی زوردار نہیں تھی

جتنے میں یہ بچی بے ہوش ہوئی تھی

وہ اسکے چوڑے سینے میں سما گئی تھی

ابان شاہ کا ہاتھ ابھی اسکے کمر کے گرد تھا

اف کیا مصیبت ہیں لڑکی

ابان شاہ غصے سے بڑبڑایا

دونوں کے مزاج میں زمین آسمان کا فرق تھا

ابان شاہ غصے میں رہنے والا، سنجیدہ قسم کا

اسٹریٹ فاروڈ، ہر چیز کو ہینڈل کرنے والا

جبکے نورینہ

چلبلی سی، بے حد ضدی، غصے کی تیز مگر صرف سچویشن

کے مطابق ورنہ اسے غصہ کم ہی آتا تھا

باتونی، محلے کو سر پر اٹھانے والی

وہ اسکے نازک وجود کو بانہوں میں بھرے کار

کی جانب پلٹا ابان نے حیرت سے اس لڑکی کی جانب دیکھا

لگتا ہیں گھر والے کھانا نہیں دیتے

ابان شاہ افسوس سے بڑبڑایا

اسکے پھولوں جیسے وزن کو اٹھا کر اسے شدید

یہی لگا تھا

وہ اسے اپنے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھاتا سیٹ بیلٹ

باندھنے نے مڑا ہی تھا

جب اسکے انابی لب انجانے میں اسکے گلابی خوبصورت
لبوں سے ٹکرائے

ابان شاہ کی گرین آنکھوں پھیلی تھی

اسکے نکاح میں رہنے والی لڑکی کو اسنے آج تک

پیشانی کے علاوہ کہی پر بھی لمس نہیں

بخشتا تھا یہ اسکی زندگی کا پہلا نازک لمس تھا

وہ حیرت سے آنکھیں پھیلائے سن سی کیفیت میں تھا

نورینہ کی ٹھنڈی سانسیں ابان کی گرم سانسوں

سے الجھ کر رہ گئی تھی

ابان شاہ جلدی سے پیچھے ہوا تھا

سیٹ بیلٹ کو ویسے ہی چھوڑتا اپنی سیٹ پر بیٹھا

اسکا جس اچانک گرم پڑنا شروع ہوا تھا

گرمی کے احساس سے اسنے کار میں فل اے سی اون کیا

مگر ابھی بھی گرمی خاصہ ویسی ہی تھی

اسنے اپنے گلے میں لگی سیاہ ٹائی کی نوڈ کو کھینچتے

ڈھیلا کیا

ابان شاہ کے ماتھے پر ہلکی ہلکی شبنم جما ہوئی تھی

وہ گہری سانس بھرتا خود کو پر سکون کر رہا تھا

اسنے اپنے نچلے لب پر زبان پھیرتے انہے تر کیا تھا

مقابل کا لمس اسے ابھی بھی اپنے ہونٹوں پر محسوس

ہو رہا تھا

وہ بامشکل ہی خود کو اسکے طرف دیکھنے سے روکے

ہوئے تھا

وللہ کیا منظر تھا بلیک ایگل جس سے مافیا ڈرتی تھی

آج بے چارے کی حالت ایسی تھی جیسے وہ اپنے

ہوش ابھی کھودے گا

وہ مسلسل گہرے سانس بھرتا خود کو پرسکون کر رہا تھا

اسنے گاڑی سٹی ہاسپٹل کی طرف گامزن تھی

وہ اپنے سونچوں میں گم تھا

جب اسکا فون رنگ ہوا

ہیلو!

ابان شاہ نے سنجیدگی سے کہا

شاہ کہا ہو تم میں کب سے ویٹ کر رہی ہوں
اسپیکر سے آتی آواز پر وہ سو نچوں سے باہر نکلا

ہاں راستے میں مائشہ آ رہا ہوں

ابان شاہ کہتے ہی فون رکھ گیا



ابان شاہ نے کار کو ہاسپٹل کے سامنے روکا

ابان۔۔۔

مائشہ ابھی کچھ کہتی جب اسکی نظر کار میں موجود

نورینہ کی طرف بڑھی

یار یہ بچی راستے میں بے ہوش پڑی ملی تھی

ایک کام کرو پلینز اسے سہار دے کر ہاسپٹل کے اندر

لے کر جاو

ابان شاہ نے اسے پریشانی سے کہا

جبکہ اس پورے دوران اسنے ایک نظر بھی نورینہ پر

نہیں ڈالی

اچھا ٹھیک میں کیسی کو بلاتی ہوں

اسے ہاسپٹل جوائن کے کچھ ہفتے ہی ہونے آئے تھے

وہ ایک قابل ڈاکٹر تھی ویسے تو باہر ہی کیسی ہاسپٹل

میں جوائن کرنا چاہتی تھی مگر گھر والوں نے

اسے پر میشن نہیں دی تھی

اسلئے چار ونا چار پاکستان میں ہی جوائن کرنا پڑا

اس کم عمر خوبصورت لڑکی کو دیکھ

مانشہ نے منہ کے زاویہ بدلے

مائشہ نے نورینہ کے بازو کو سختی سے پکڑا
اسنے جان بوجھ کر اسکے مومی دودھیا بازو پر
اپنے لمبے ناخن پیوست کئے
وہ نیم بے ہوشی میں بھی سسک پڑی تھی
وہ نورینہ کو بازو پکڑ کر نکالے اپنے ساتھ کھڑا کر گئی
فیروز اذھر آو اور اسے لے کر جاو میرے کلینک میں
فیروز جو وہاں کا میل نرس تھا
اسنے علجت میں بلایا

جس پر فیروز ابھی آگے آتا اس سے قبل نورینہ کے سامنے

ابان دیوار بن کے کھڑا ہوا

کیسی فیمل کو بلاو

ابان شاہ نے سرخ جھلکتی آنکھوں سے کہا

ابان کیا ہوا ہیں میل ہو کی فیمل کیا فرق پڑتا ہیں

مانشہ نے سنجیدگی سے کہا جبکہ اسکا دل حسد کے مارے

بھر پڑا تھا

وہ کیسی کی عزت ہیں میں اسے کیسی میل کو

چھونے نہیں دے سکتا

ابان شاہ دبی دبی آواز بولا

جبکہ وہ ابھی تک ویسے ہی نورینہ کے سامنے کھڑا تھا

فیروز بھی اس لڑکی کو دیکھنے سے خاصر تھا

جس کے لیے یہ حسن شہزادہ لڑ رہا تھا

ابان ساری فیملیل نرس اس وقت ایک امیر جنسی

کیس کو ہینڈل کر رہی ہیں اس وقت صرف میل

نرس اور ڈاکٹر ہی اویلیبل ہیں

مائشہ نے غصے سے کہا

اس لڑکی کو پکڑ کر رکھنا اسے کوفت میں مبتلا

کر رہا تھا نہ جانے کیوں یہ لڑکی اسے زہر سے بھی

بری لگ رہی تھی

کیوں سارے فیمیل اسٹاف کو ہار کیا گیا ہیں؟

ابان کو شدید عجیب لگا تھا

تمہارے جیسا ہی کوئی ہیں جیسے اپنی عزت

کافی زیادہ پسند ہیں اس لئے

مائشہ نے طنزیہ کہا

جس پر ابان شاہ اسے گھور کر رہ گیا

وہ جان چکا تھا وہ نورینہ سے جیسلس ہو رہی ہیں

صاحب آپ دونوں بعد میں لڑے اس بچی کو

دیکھ لے جو بے ہوش پڑی ہیں

فیروز سے رہا نہیں گیا اسنے جھجھلاتے ہوئے کہا

جس پر ابان شاہ نے نورینہ کی جانب دیکھا

اس پر نظر پڑنے کی دیر تھی

اسکا جسم آگ کی بھٹی کی مانند دھک نے لگا

مانشہ!

ابان شاہ چیخ اٹھا تھا

مانشہ نے نورینہ پر اچانک اپنی گرفت ہلکی جس

پر اسکا بے ہوش پڑا وجود زمین بوس ہوتا

اس سے پہلے ابان شاہ نے اسے کیسی قیمتی شے کی طرح

اپنے سینے میں بھینجا

اگر وہ بروقت اسے نہ تھا متا کار کی ڈور کا کر نر اسکی

خوبصورت اولیو آنکھ پر لگتا

پاگل ہوگی ہوں مائشہ تم!

ابھی اسے لگ جاتی تو

ابان شاہ غصے سے بولا

فیروز جو ابان شاہ کی چوڑی پشت کے پیچھے

تھا وہ بھی اسکی چیخ پر لرز اٹھا تھا

جبکہ مائشہ کے آنکھوں سے آنسو بہتے اسکا چہرہ

گیلا کر گئے

وہ بنا کچھ کہے وہاں سے جا چکی تھی

ابان شاہ کا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا

جیسے پسلیاں توڑ کر بارہر ہی آجائے گا

ابان شاہ نے شدید پہلی بار مائشہ سے غصے سے بات

کی تھی اسنے نرمی سے نورینہ کا چہرہ سینے سے نکل

کر دیکھ وہ بالکل ٹھیک تھی

ابان گہر اسانس بھرتا اسے بانہوں میں اٹھا چکا تھا

اسے شد سے اپنے سینے میں بھینچے ہاسپٹل کے اندر

بڑھا وہ نازک پری اس طرح قید تھی کے اسکا چہرہ

کوئی بھی دیکھنے سے خا صر تھا

حتہ کے فیروز بھی اس لڑکی کی شکل نہیں دیکھ پایا تھا

ابان شاہ مسلسل اپنے خیالات میں ڈوبا تھا

اسے شدید افسوس تھا مائشہ پر چیخنے کا

ابان شاہ نے اسپیشل فیمیل ڈاکٹر کو ہائر کیا تھا

وہ خود سمجھنے سے خا صر تھا کے اس لڑکی کے لیے

وہ اتنا شدت پسند کیوں ہو رہا ہیں

تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر نے اسے اپنے کیبن میں بلایا

وہ بھی ٹھیک ہیں انہے انجیکشن دے دیا گیا ہیں

انکی ڈراپ ہونے کے بعد آپ انہے یہاں سے لے جاسکتے ہیں

مسٹر آپکی وائف کتنے سالوں سے اس ٹرما سے گذر رہی ہیں؟

ڈاکٹر نے نہایت سنجیدگی سے کہا

کونسا ٹرما؟

ابان شاہ نے حیرت سے کہا

وہ معصوم چلبلی سی لڑکی بھی کیا ٹرما میں تھی

وہ حیران ہوا تھا مگر اسنے ایک بار بھی ڈاکٹر کی
غلطی دور نہیں کی تھی کے وہ اسکا شوہر نہیں ہیں
یہ پھر اسنے سنا ہی نہیں تھا

آپ کی وائف ٹرما میں ہیں اور آپ کو پتہ نہیں حیرت ہیں؟
ڈاکٹر نے طنز یہ کہا

جس پر ابان شاہ نے انکھوں کو گھوما تھا
کہا برداشت کے کوئی اس پر طنز کرے
سوری مگر مجھے نہیں پتہ اسلئے کیا آپ مجھے

بتا سکتی ہیں بچی کو کیا پر اہلم ہیں؟

ابان شاہ نے غصے سے کہا

Ptsd _ post traumatic stress disorder

یعنی ایک ایسا ٹرما جس میں یہ اونچی آواز

برداشت نہیں کر سکتی انہے پینک ایٹک بھی اتے ہیں

اسلئے انکا خاص خیال رکھنا ضروری ہیں

ڈاکٹر نے سنجیدگی سے ایک ایک لفظ ہر زور دیتے ہوئے کہا

اپ کی ایچ کیا ہیں سر؟

ڈاکٹر کے سوال پر وہ چونکا تھا

جی اکتیس کیوں؟

ابان شاہ حیرت انگیز طور پر اپنے دیکھ رہا تھا

اور اپ کی وائف کی سترہ یہ پھراٹھا رہا اتنا بڑا اچ

ڈفرنس؟ ویسے آپ دونوں کی شادی کو کتنا عرصہ ہوا ہیں؟

ڈاکٹر نے حیرت نظروں سے سامنے بیٹھے اس مرد کو

دیکھا جو کہی سے بھی اکتیس کا نہیں لگتا ہیں

ڈاکٹر کو تعجبس ہوا تھا کہ آخر اس ٹرما کے بارے

میں ابان شاہ کو کیسے نہیں پتہ اسلئے اسنے شادی کے

عرصے کے بار میں بھی دریافت کیا

جی میں انکا شوہر۔۔۔

ابھی ابان شاہ بات کو کلیئر کرتا اس سے قبل نرس

بھاگتی ہوئی کیمین میں ائی

میم اس لڑکی کو ہوش اگیا ہیں مگر وہ بہت زیادہ پینک ہیں!

نرس پریشانی سے کہتی ہوئی بولی

ابان شاہ بھاگتا ہوا نورینہ کے روم کی طرف بڑھا

جہاں سے رونے کی آوازیں ارہی تھی



آپی یہ والی ڈریس زیادہ اچھی ہیں یہ والی

آبرا ایکسائیٹڈ انداز میں بولی

جس پر نین نے ہیزل گرے آنکھوں کو گھوماتے ہوئے

اسکی جانب دیکھا

رائٹ والی زیادہ اچھی ہیں

نین نے تھوڑ دیر بعد سو نہتے ہوئے کہا

ٹھیک پھر میں یہ والی لے رہی ہوں
اسکا انداز بچوں والا تھا جس پر نین مسکرا کے
رہ گئی

سنو گا ئز ایک بڑی خبر ہیں
لیل بھاگتے ہوئے انکے سامنے کھڑی ہوئی تھی
وہ دونوں جو اپنی پیکنگ کر رہے تھے
چونکتے ہوئے لیل کی طرف پلٹے جو ہانپتے ہوئے دہلیز
پر کھڑی تھی

لیل تم پہلے سانس لو اسکے بعد نیوز دینا شروع کرو

نین نے گھورتے ہوئے کہا

جس پر وہ ہاں میں سر ہلاتی بیڈ پر بیٹھی

اپنا بگڑا تنفس صحیح کرنے کے بعد اسنے دونوں کی طرف

پر جوش انداز میں دیکھا

ہم صرف دو دن کے لیے نہیں بلکہ ون ویک کے لیے

جارے ہیں

لیل نے مسکراتے ہوئے کہا

جس پر آبر اور نین کا منہ کھولا تھا

کیا مطلب ہمیں تو یہ ویڈنگ ایڈنڈ کرتے ہی یورپ کے لیے

نکلنا ہیں

نین نے پریشانی سے کہا جس پر آبر نے بھی ہاں

میں سر ہلایا

کیا مجھے تو پتہ ہی نہیں تھا آپ دونوں جارہی ہوں

لیل نے رونی صورت بناتے ہوئے کہا

او اچھا لگتا ہیں بابا نے ابھی تک نہیں بتایا

نین نے بڑبڑاتے ہوئے کہا

وہ آبر اور لیل کو ایسے ہی چھوڑتی ابراہیم خان کے

کمرے کی جانب بڑھی

اسنے ڈور کو نوک کیا تھا

آجائے!

ابراہیم خان کی آواز پر وہ اندر داخل ہوئی

ڈیڈ مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہیں

نین نے سنجیدگی سے کہا

جس پر نفیسہ خانم اور ابراہیم خان نے ایک دوسرے کو

دیکھا

ہمممم بولو

ابراہیم خان کا لہجہ بھی سنجیدہ ہوا تھا

آپ نے کہا تھا ہم صرف یہاں کچھ وقت ہی رہے گے

اسکے بعد یورپ واپس جائے گے

مگر میں لیل سے سن کر ارہی ہوں کے انکا ٹرپ پلین

ون ویک کا ہیں

کیا ہمارا جانا کینسل ہو گیا ہیں

نین نے نہایت سرد لہجے میں کہا

جس پر ابراہیم خان نے سرد آہ بھری

نین اب ہم کبھی یورپ نہیں جائے گے

میں نے اپنے بزنس کو یہاں پر اسٹیبلش کر لیا ہیں

اب ہمارا اور تم دونوں کا یورپ سے واسطہ نہیں رہا

ابراہیم خان نے بے تاثرات لہجے میں کہا

جس پر وہ کچھ پل انہیں دیکھتی رہی

اچانک اسکا قہقہہ بلند ہوا تھا

اسکے پاگلوں کی طرح ہسنے پر نفیسہ خانم کی آنکھیں

نم ہوئی تھی جبکہ ابراہیم خان ابھی بھی بے تاثرات

نگاہوں سے اسے دیکھ رہے تھے

ہنستے ہنستے اسکے ہیزل گرے آنکھوں میں پانی

جما ہوا تھا

مجھے پتہ تھا آپ ایسا کرے

اسلئے میں نے دودن پہلے ہی اپنی ٹیکٹ بک کر لی تھی

آپ رہنا چاہتے ہیں رہے مگر میں نین ابراہیم خان

اس جگہ پر کبھی نہیں رہو گی

چاہے جو ہو جائے

نین غصہ سی بھری آنکھیں لیے تحمل سے بولی

میں باپ ہو تمہارا نین جو بھی فیصلہ کرو گا

تمہارے اچھے کے لیے کرونگا

مجھے پتہ تھا تم ایسے ریکٹ کرو گی اسلئے

تم سے یہ بات چھپائی تھی

مگر اب اور نہیں میں تمہیں پہلے ہی وارن کر رہا ہوں

تم دوبارہ وہاں پر نہیں جاو گی

یہ میرا خاندان ہیں یہاں پر سبھی تمہیں

بے انتہا چاہتے ہیں

اپنی ضد چھوڑو اور یہاں پر رہنے کے بارے میں سوئچوں

ابراہیم خان نے نرمی سے کہا

جس پر نین طنزیہ مسکرائی

مانتی ہوں سبھی بہت اچھے ہیں

سبھی کو میں بہت پسند ہوں مگر پھر بھی میرا

یہاں دم گھٹتا ہیں ایسا کچھ بھی نہیں

اچھا ہیں میرے "ماضی" میں جس کے بدولت یہاں پر وقت

گزار سکو پلینز ڈیڈ یہ ضد چھوڑے یورپ چلے

نین نے سنجیدگی سے کہتے آخر میں منت بھرے انداز

میں کہا

میں اپنے بابا، بھائی، بہن، انکے بچوں کو چھوڑ کر نہیں

رہ سکتا نین، وہ میرے لیے ضروری ہیں

پر ائے ملک میں کون ہیں جو میرا خیال رکھتا ہیں

سبھی کو اپنی اپنی پڑی ہوتی ہیں

مجھے اپنی فیملی کے ساتھ ایک خوشیوں سے بھری

زندگی بسر کرنی ہیں تمہارا ماضی اتنا بھی تکلیف دہ

نہیں تھا کہ تم اسے بھول نہ پاؤ تم سے پہلے یہ افیت

مجھ پر گزری ہیں میں جانتا ہوں اس سے نکلنا

مشکل ہیں مگر ناممکن نہیں

ابراہیم خان نرمی سے کہتے ہوئے اس وقت بے حس لگے تھے

آپ کو تو میرا درد جھوٹا ہی لگے گا

آپ کو تو خوشیاں مل گئی میرا کیا؟

میرے یہاں پر تکلیف سے رہنے پر مزاق بنا رہے ہیں

آپ خود غرض ہو گے ہیں ڈیڈ

مجھے پتہ تھا یہاں پر رہنے والوں کا اثر ہو گا

اور دیکھے ہو گیا

بھول گئے ہیں آپ اپنی اولاد کو!

نین نے پانی بھری انکھوں سے کہا

وہ کمزور نہیں تھی کے ان کے سامنے رو دیتی

کیسی باتیں کر رہی ہوں نین تم

بابا ہیں تمہارے ایسا سوچ بھی کیسے لیا

نفیسہ خان جو خاموش انکی گفتگو سن رہی تھی

غصے سے بول پڑی

اچھا ٹھیک ہیں چلے بتائے یہاں پر آنے کے بعد

کتنے پینک اٹیک آئے مجھے یاد ہیں اپ دونوں کو گنتی

نین ٹیبل پر دونوں ہاتھ رکھے طنزیہ بولی

پینک اٹیک!

ابراہیم خان اور نفیسہ خان تڑپتے ہوئے بولے

--- کیا --- تم --- تمہیں --- پینک --- اٹیک --- آئے --- ہیر

ابراہیم خان صدمے سے بولے

وہ جانتے تھے پانچ سال کی عمر سے اسے اٹیک آتے ہیں

اسکی طبیعت خراب ہو جاتی ہیں

ڈاکٹر نے سختی سے کہا تھا اسکی صحت پر اٹیک

کافی منحصر کرتے اسکے لیے یہ اٹیک جان لیوا بھی ثابت

ہو سکتے ہیں

اوڈیڈ پلیر یہ جھوٹا دیکھو ابند کرے

نہیں پروا اپ کو میری اگر اتنی ہیں۔ تو چلے

یہاں سے نہیں رہ سکتی میں یہاں پر

نین روتے ہوئے وہاں سے نکلی تھی

جبکہ ابراہیم خان کی انکھیں نم ہوئی تھی

کس مصیبت میں پڑ گیا ہوں

ایک طرف بابا ہیں تو دوسری طرف میری اولاد

ابراہیم خان سرپکڑ کر بیٹھ گئے

نہیں کی اتنی بد تمیزی انہیں تکلیف نہیں دے گئی

جتنی اسکے انسو

وہ اپنی جگہ صحیح تھی وہ یہاں کے ماحول کی آدی

نہیں تھی وہ پہلے ہی کہہ کر امی تھی

وہ بس کچھ وقت یہاں رہے گی

مگر عظیم (آغا جان) کے قسم کے چلتے وہ واپس

بھی نہیں جاسکتے تھے

انہیں لگائیں خوش رہنے لگی ہیں اس لئے انہوں نے

بات کو ٹال دیا تھا

مگر انہیں کیا پتہ وہ لمحہ لمحہ اذیت سے گزر رہی ہیں



شہزاد بے تاثرات انداز میں بیٹھا سامنے کھڑکی سے

گارڈن کا منظر دیکھ رہا تھا

صبح کا منظر دلکش تھا گارڈن میں لگے ہر قسم کے

پھول سورج کی روشنی میں خوبصورت لگ رہے

اتناد لکش منظر دیکھ کوئی بھی تروتازہ ہو جاتا مگر

وہ بے چین سہ تھا سکون نہ جانے کہا جاسویا تھا

وہ شرارت سے بھرپور مرد اداس تھا

اسکی نظر اچانک کھڑکی کے منظر پر گڑسی گئی

اسکے چہرے پر دلفریب مسکراہٹ بکھری

وہ بھاگتا ہوا گارڈن میں آیا

جب اسکی سنہری آنکھیں سفید فراق میں کھڑی

لڑکی پر پڑی جس کے بھورے بال پشت پر بکھرے ہوئے تھے

چہرہ روشن تھا خوبصورت نقش کے ساتھ

وہ جنت سے اتری حور لگ رہی تھی

اسکے چہرے پر مسکراہٹ تھی

وہ گلاب کے پھول کو اپنے مومی انگلی کے چھوتے ہوئے

کھکھلا کے ہنس تھی

عین!

شہزاد شاہ کے لب اسے پری کو پکار گئے

جس پر وہ مسکراتے ہوئے پلٹی

وہ دھیرے سے اسکے طرف قدم بڑھتا رہا

جس پر اس پر ی نے اپنے قدم پیچھے کئے

اسکے چلنے میں لڑکھڑاہٹ تھی

اس پر ی نے سنجیدگی سے نفی میں سر ہلایا

جس پر شہزاد شاہ قدم روکے کھڑا ہو گیا

اس کے قدموں کو روکنے پر مسکراتے ہوئے اسے دیکھا

جس پر شہزاد شاہ بھی مسکراتے ہوئے اسے دیکھا

تم کیوں چلی گئی تھی کتنا ڈر گیا تھا میں!

شہزاد شاہ سیاہ ٹراوز کی جیب میں ہاتھ ڈالے اس سے

شکایت کرنے لگا

جس پر اس نے شکوہ کن نظروں سے اسکی جانب دیکھا

جو اس وقت سیاہ ٹراوز پر سیاہ ہالف شرٹ پہنے

جس سے اسکے کسرتی سراپا واضح تھا

مگر وہ کچھ کمزور سہ ہو گیا تھا

چہرے پر گلابی پن کی جگہ زردی تھی

اسکی سنہری آنکھوں میں چمک دیکھنے سے بھی نہ ملی

اسکا لہجہ بدل چکا تھا وہ سنجیدہ لہجے میں بات کر رہا تھا

کتنا بدل گیا تھا نہ وہ!

شکوہ کن نظروں سے دیکھنے پر سنہری آنکھوں نے

نظریں جھکالی

وہ اس ایک نظر دیکھ پھر سے پھولوں کی طرف متوجہ ہوئی

اسکے چہرے پر مسکراہٹ تھی

ایک خوشی سی تھی اسکی بھوری آنکھیں چمک رہی تھی

اسکا چہرہ بے انتہا نور جھلک رہا تھا

شہزاد شاہ پھر سے اسے ٹکٹکی باندھے دیکھ گیا

جس پر اس معصوم نے اسے دیکھا

ایک بات کہو!

شہزاد شاہ سوالہ انداز میں بولا

جس پر اس نے ہاں میں سر ہلایا

تمہیں دیکھنا میرا سب سے پسندیدہ مشغلہ بن چکا ہیں

شہزاد شاہ نرمی سے بولا

جس پر اس نے پہلے ہاں میں سر ہلایا

پھر اسکی بھوری آنکھیں ابھی تھی

جیسے وجہ جانی چاہی ہوں کے آخر کیوں!

سانسوں کی مانند لگنے لگی ہو

ایک لمحے کے لیے تمہارا عکس نہ دیکھا تو

شہزاد شاہ روکا تھا

جس پر اسنے بے تابی نگاہوں سے اسے دیکھا

تو میں مر جاؤں جاوگا!

شہزاد شاہ نے اسکی بھوری آنکھوں دیکھتے ہوئے کہا

وہ پری اسکا چہرہ غور دیکھ گئی

جیسے دیکھ کر لگا وہ ابھی رو دے گا

شہزاد کس سے باتیں کر رہے ہوں

وہاج خان اسے پیچھے سے آوازیں دیتے ہوئے بولا

وہ کی دیر سے اسے آوازیں دے رہا تھا

مگر وہ سنی انسی کرے مسلسل ہوا میں باتیں کر رہا تھا

وہ وہاج خان کی آواز کو نظر انداز کرے

بھوری آنکھوں میں دیکھ رہا تھا

وہ پری مسکراتے ہوئے اسکے قریب آئی

شہزاد!

وہاج خان اسکا راج اپنی طرف کرتے بولا

وہاج دیکھو علینہ واپس آگئی ہیں!

شہزاد شاہ پہلے اسے انجانی نظروں سے دیکھتا رہا

پھر اچانک وہ خوشی سے چہکتا ہوا بولا

علینہ؟

وہاج خان صدمے کی کیفیت سے بولا

ہاں دیکھو وہ یہاں ہیں!

کہتے ہی وہ پیچھے مڑا جہاں پر کوئی بھی نہیں تھا

شہباز شاہ کا دل دھڑکنا بھول چکا تھا

وہ سانسیں روکے کھڑا تھا

علینہ کہا ہو تم

شہزاد شاہ علجت میں اسے پودے گارڈن میں تلاش کر رہا تھا

وہ اسے کہی بھی نہیں دیکھی

عین پلیر دیکھو شاہ کو ایسے تنگ مت کرو

پلیز باہر او میں نہیں ملاتا تمہیں وہاں سے

شہزاد شاہ نرمی سے بولا

وہ مسلسل کچھ نہ کچھ بڑبڑاتے ہوئے پورا گارڈن

چھان مار رہا تھا

وہاں خان دم سادہ سہ اسے دیکھ رہا تھا

جو پاگلوں جیسی حرکتیں کر رہا تھا

ارے تم یہاں ہو اور میں پورے گارڈن میں تمہیں ڈھونڈ

رہا تھا

شہزاد شاہ وہاج کی سمت چلتا ہوا بولا

جس پر وہاج نے حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا

شہزاد چلتا ہوا وہاج کی پشت کے پیچھے جا کھڑا ہوا

تمہیں پتہ ہیں تم نے کتنا ڈرا دیا تھا مجھے

شہزاد شاہ کی پشت وہاج کی پشت سے مس ہو رہی تھی

وہاج نے جھٹکتے سے مڑتے ہوئے اسکی جانب دیکھا

جواب پھر سے دھمی مسکراہٹ کے ساتھ

ہوا میں باتیں کر رہا تھا

وہاج خان کے قدم لڑکھڑائے تھے

وہ زمین بوس ہوتا اس سے پہلے اس نے شہزاد شاہ کے کندھے

کو تھما وہاج خان کی آنکھوں سے آنسو بہتے

اسکے گال پر بہنے لگے تھے

وہ مضبوط مرد اپنی دوست کی ایسی حالت دیکھ

ٹوٹ گیا تھا

اس کا ضبط ٹوٹا تھا وہ بے سہارا

زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھے دھاڑے مار کر

رونا شروع کر چکا تھا

جبکہ شہزاد شاہ ہر چیز سے بے فکر مسلسل

مسکراتا ہوا بھوری آنکھوں والی پری سے باتیں

کر رہا تھا جو اسے نم آنکھوں کے ساتھ مسکراتے ہوئے دیکھ

رہی تھی

وہاج خان کی دردناک چیخیں مینشن میں گونجی تھی

آہل اور صمد خان جو شہزاد شاہ کو دیکھنے آئے تھے

وہاج خان کی چیخیں سن وہ دونوں بھاگتے ہوئے

گارڈن میں آئے جہاں کا منظر دیکھ

صمد اور آہل کے قدم لڑکھڑائے تھے

دونوں کی آنکھوں میں نمی اتری تھی

شہزاد شاہ مسلسل مسکراتا ہوا باتیں کر رہا تھا

جبکہ وہاج خان گھٹنوں کے بل گرے رو رہا تھا

صمد خان بھاگتے ہوئے وہاج خان کی جانب بڑھا

اسے کاندھوں سے تھمے اسے اپنے سینے میں بھینچ گیا

لالا شہزاد

وہاج خان کہتا پھر سے رو دیا

صمد خان کی آنکھوں سے موتی گرتے اسکے بھوری

بریڈ میں جذب ہوئے

آہل خان نم نگاہ سے شہزاد شاہ کے سامنے جا کھڑا ہوا

چھوٹے شاہ!

آہل خان نے سرد آواز میں اسے پکارا

وہ پھر بھی ہوش میں نہیں آیا

آہل خان نے زوردار مکہ شہزاد شاہ کے چہرہ پر جڑ دیا

جس پر وہ تکلف کے مارے آنکھیں موند گیا

وہ ہوش کی دنیا میں لوٹا

لالا؟

شہزاد شاہ اپنے سامنے کھڑے آہل کو انجانی نظروں سے

تکتے ہوئے بولا

کیا کر رہے ہو تم یہاں؟

آہل خان کا لہجہ سرد تھا

میں؟

شہزاد شاہ حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا

ہاں تم؟

آہل کی نیلی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی

میں۔۔ سوری۔۔ مجھے۔۔ یاد۔۔ نہیں

شہزاد شاہ شرمندہ ہوتا ہوا بولا

جب اسکی نظر اپنے قدموں میں بیٹھے وہاج خان اور صمد پر

پڑھی وہ جلدی سے پیچھے ہوا

وہاج کیا ہوا ہیں؟

شہزاد شاہ پریشانی سے وہاج خان کو تھامتے ہوئے بولا

جس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا

وہاج خان نے زور سے شہزاد شاہ کو گلے لگایا

شہزاد شاہ حیرانگی سے انہیں دیکھ رہا تھا

جونہ جانے کیوں اسے نم نگاہوں سے دیکھ رہے تھے

کچھ ہواہیں کیا؟

شہزاد شاہ نے صمد خان دیکھتے ہوئے کہا

نہیں!

صمد بامشکل بول پایا تھا

تم دونوں حویلی جاو

میں اور شہزاد آجائے گے

آہل خانہ کہتا شہزاد کا ہاتھ تھماے وہاں سے نکلتا

چلا گیا

جبکہ پیچھے وہاں اور صمد ان دونوں کو جاتے ہوئے

دیکھ رہے تھے

ختم شد